وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ أَمْوَاتٌ
بَلْ أَحْيَاءٌ وَلٰكِنْ لَا تَشْعُرُونَ (القرآن)

اَلْأَنْبِيَاءُ أَحْيَاءٌ فِي قُبُوْرِهِمْ يُصَلُّوْنَ (الحدیث)

عقیدہ استشفاع، سماع موتی، کشف قبور اور ثواب وعذاب قبر پر
اہل السنت والجماعت علمائے دیوبندؒ اور خصوصاً

شیخ الحدیث حضرت مولانا

نصیر الدین غورغشتیؒ

کا عقیدہ

مرتبہ:

حافظ نثار احمد الحسینی رحمۃ اللہ علیہ

(اٹک)

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

عقیدہ حیات الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام۔ سماع صلوٰۃ وسلام
عند القبر الشریف
عقیدہ استشفاع، سماع موتی کشف قبور اور ثواب و عذاب قبر

پر

اہل السنت والجماعت علمائے دیوبند رحمہم اللہ تعالیٰ اور خصوصاً

حضرت شیخ الحدیث مولانا نصیر الدین غورغشتوی رحمۃ اللہ علیہ

کا
عقیدہ

مرتبہ

نثار احمد الحسینی

خانقاہ امدادیہ، مدرسہ عربیہ حنفیہ تعلیم الاسلام
محلہ زاہد آباد حضرو اٹک
057-2311400,0312-2311400

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تفصیلی فہرست

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(حرفِ چند)

حضرت مولانا نصیرالدین غورغشتی رحمۃ اللہ علیہ

پیدائش: ۱۸۷۸ء ...... وفات: ۲۳ر جنوری ۱۹۶۸ء

شارح مشکوۃ، شیخ الحدیث، حضرت شیخ الہند کے شاگرد، حضرت مولانا حسین علی واں بھچراں ضلع میانوالی کے خلیفہ مجاز، غورغشتی علاقہ چھچھ کے مکین مولانا نصیرالدین صاحب کا عقیدہ حیات النبی ﷺ پر کا کیا موقف تھا؟ اس پر مولانا نثار احمد الحسینی (پیدائش: مارچ ۱۹۶۳ء...... وفات: دسمبر ۲۰۲۱ء) مدرسہ تعلیم القرآن حضرو ضلع اٹک والوں نے قلم اٹھایا اور ''حضرت شیخ الحدیث مولانا نصیرالدین غورغشتی کا عقیدہ'' نام کی کتاب مرتب کر دی، جسے ہم اس مجموعہ میں شامل اشاعت کر رہے ہیں۔ (ناشر)

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

انتساب

احقر اس تحریر کو تفسیر و حدیث کے امام وقت اور شریعت و طریقت کے جامع حضرت شیخ الحدیث مولانا نصیر الدین غورغشتوی قدس اللہ سرہ و نور اللہ مرقدہٗ و برد اللہ مضجعہٗ کے حضور ہدیہ کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہے جنہوں نے فقر و استغنا کو تخت سکندری سے زیادہ مقام بخشا اور فقر و مسکنت میں کلمۂ حق بلند کیا۔ جن کا قیل و قال حدیث رسول اللہ ﷺ سے عبارت تھا اور جس کی زندگی عشق رسول ﷺ سے معطر تھی جنہوں نے اپنے اسلاف اور بالخصوص امام الموحدین حضرت مولانا حسین علی قدس سرہٗ کے عقائد حقہ اور علوم و معارف کی اس طرح نشر و اشاعت کی کہ ان شاء اللہ کسی بدعقیدگی کو ان سے منسوب نہ کیا جا سکے گا۔

پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

احقر نثار احمد الحسینی عفی عنہ

تقریظ

استاذ الاساتذہ، شیخ الشیوخ، صدر الافاضل، رئیس المحدثین حضرت مولانا الشیخ سلیم اللہ خان دامت برکاتہم العالیہ

مہتمم و شیخ الحدیث جامعہ فاروقیہ کراچی، رئیس وفاق المدارس العربیہ پاکستان

صدر اتحاد تنظیمات مدارس دینیہ پاکستان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰة والسلام علی سید الرسل و خاتم النبیین و علی اٰلہ و صحبہ واتباعہ الی یوم الدین۔

وبعد جناب مولانا نثار احمد الحسینی نے حضرت مولانا شیخ الحدیث نصیر الدین غورغشتی قدس اللہ سرہ العزیز کے عقائد کو بڑی تفصیل اور تشریح کے ساتھ باحوالہ اس رسالے میں پیش کیا ہے اور اکابر علماء دیوبند کے عقائد کا اس ضمن میں ایسا شفاف اور واضح ذکر آ گیا ہے کہ کسی بھی عقیدے میں ابہام کی گنجائش نہیں رہی کہ کوئی باطل کا شکار کسی عقیدے میں تلبیس یا تاویل کے ذریعہ مغالطہ دینے میں کامیاب ہو سکے۔ کتاب پڑھنے کے لائق اور اس کی تحریریں [illegible] اللہ تبارک و تعالیٰ مؤلف علام کی اس تالیف کو حسن قبول عطاء فرمائیں [illegible] ان کے [illegible]

[illegible]

رائے گرامی

محدث کبیر، استاذ العلماء، بقیۃ السلف، حجۃ الخلف، حضرت مولانا ڈاکٹر سید شیر علی شاہ المدنی دامت برکاتہم
صدر مدرس جامعہ دار العلوم حقانیہ، اکوڑہ خٹک، سرحد پاکستان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ و کفی و سلام علی عبادہ الذین اصطفی!

اما بعد: محترم مولانا نثار احمد الحسینی حفظہ اللہ تعالیٰ قابل صد تحسین و تکریم ہیں کہ انہوں نے مسئلہ حیات الانبیاء علیہم السلام اور سماع صلاۃ و سلام عند القبر الشریف کے بارے میں اہل السنۃ والجماعۃ علماء دیوبند اور بالخصوص شیخ الحدیث حضرت مولانا نصیر الدین رحمہ اللہ کے عقیدہ کو کتاب و سنت اور سلف صالحین کے اقوال کی روشنی میں پورے بسط و تفصیل، مستند حوالہ جات، محققانہ، مدلل انداز میں زیب قرطاس فرمادیا ہے۔

تمام مفسرین، محدثین، متقدمین، متاخرین علماء کرام حیات الانبیاء فی القبر کے قائل ہیں اور اس موضوع پر متعدد کتابیں لکھی گئی ہیں۔ بالخصوص ترجمان اہلسنت والجماعۃ، محدث کبیر، فقیہ العصر حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر نور اللہ مرقدہٗ کی وقیع تصنیف "تسکین الصدور فی احوال الموتی فی البرزخ و القبور" لاجواب کتاب ہے۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ اور شیخ الاسلام ابن القیم رحمہ اللہ اور ہمارے مشفق و مہربان استاد شیخ الاسلام عبد العزیز بن باز رحمہ اللہ مفتی اعظم سعودی عرب کا بھی یہی عقیدہ ہے کہ روضہ مطہرہ پر صلاۃ و سلام پیش کرنے والوں کا صلاۃ و سلام حضرت رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم سنتے ہیں اور جواب سے بھی نوازتے ہیں۔ ان کی کتاب جو ہر سال لاکھوں کی تعداد میں حجاج کرام پر مفت تقسیم ہوتی ہے، جس کا نام "التحقیق و الایضاح لکثیر من مسائل الحج و العمرۃ و الزیارۃ علی ضوء الکتاب و السنۃ" ہے۔

اس کتاب میں تحریر فرماتے ہیں: "ثم بعد الصلاۃ یزور قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم وقبری صاحبیہ ابی بکر و عمر رضی اللہ عنہما فیقف تجاہ قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم بادب و خفض صوت ثم یسلم علیہ علیہ السلام قائلا: السلام علیک یا رسول اللہ ورحمۃ اللہ و برکاتہ، کما فی سنن ابی داؤد باسناد حسن عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من مسلم یسلم علیّ الا رد اللہ علیّ روحی حتی ارد علیہ السلام وان قال الزائر فی سلامہ: السلام علیک یا نبی اللہ، السلام علیک یا خیرۃ اللہ من خلقہ، السلام علیک یا سید المرسلین و امام المتقین اشھد انک قد بلغت الرسالۃ وادیت الامانۃ ونصحت الامۃ و جاھدت فی اللہ حق جھادہ۔ فلا بأس بذلک لان ھذا کلہ من اوصافہ ویصلی علیہ علیہ السلام ویدعو لہ لما قد تقرر فی الشریعۃ من شرعیۃ الجمع بین الصلاۃ و السلام علیہ عملاً بقولہ تعالیٰ: یاایھا الذین اٰمنوا صلّوا علیہ وسلّموا تسلیما۔ ثم یسلم علی ابی بکر و عمر رضی اللہ عنہما ویدعو لہ ویترضی عنھما"

(مسجد نبوی شریف میں آنے والا) تحیۃ المسجد ادا کرنے کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں ساتھی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی قبر کی زیارت کرے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کے سامنے ادب سے کھڑا ہو اور اپنی آواز کو پست رکھتے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اس طرح سلام پیش کرے۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

السلام علیک یا رسول اللہ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! جیسا کہ سنن ابی داؤد میں حسن سند سے موجود ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت میں فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو بھی مسلمان مجھ پر سلام بھیجتا ہے، اللہ تعالیٰ میری روح کو مجھ پر لوٹا دیتے ہیں، یہاں تک کہ میں اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں۔

اور اگر نبی کریم ﷺ کی قبر مبارک کی زیارت کرنے والا ان کلمات سے سلام پیش کرے۔

السلام علیک یا نبی اللہ، السلام علیک یا خیرۃ اللہ من خلقہ، السلام علیک یا سید المرسلین وامام المتقین اشھد انک قد بلغت الرسالۃ وادیت الامانۃ ونصحت الامۃ وجاھدت فی اللہ حق جھادہ۔ تو اس طرح سلام پیش کرنے میں بھی کوئی حرج نہیں کہ یہ تمام باتیں نبی کریم ﷺ کے اوصاف مبارکہ میں سے ہیں۔ اسی طرح نبی کریم ﷺ پر درود پڑھے اور نبی کریم ﷺ کے لئے دعا مانگے۔ جس طرح کہ تعلیمات شرعیہ میں نبی کریم ﷺ کے لئے صلاۃ وسلام کو اکٹھا ذکر کیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: اے ایمان والو! نبی ﷺ پر درود اور سلام بھیجو۔

نبی کریم ﷺ کی خدمت میں سلام پیش کرنے کے بعد حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما پر سلام پیش کرے۔ ان کے لئے دعا مانگے اور رب تعالیٰ سے ان کے لئے رضا طلب کرے۔ بندہ تقریباً سولہ سال مدینہ منورہ میں رہ چکا ہے۔ جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ اور حرمین شریفین کے ائمہ کرام ومشائخ عظام کو بار بار دیکھا ہے کہ وہ بصد ادب واحترام مواجہہ شریفہ میں آکر صلاۃ وسلام پیش فرمایا کرتے تھے۔

بارگاہ الٰہی میں دست بدعا ہوں کہ وہ محترم مولانا نثار احمد الحسینی صاحب کی اس جلیل القدر و قیع کتاب کو قبول ومقبول فرما کر فرزندان اسلام کو اس سے استفادہ کی توفیق بخشے۔ وصلی اللہ تعالیٰ علی اشرف رسلہ وخاتم انبیائہ وعلی آلہ واصحابہ اجمعین الطیبین الطاہرین!

دستخط: کتبہ، خادم العلماء شیر علی شاہ المدنی
دارالعلوم الحقانیہ اکوڑہ خٹک
۵ رذیقعدہ ۱۴۳۱ھ

رائے گرامی

شیخ طریقت حضرت مولانا صاحبزادہ محمد ابراہیم صاحب زید مجدہم
جانشین حضرت شیخ الحدیث نصیرالدین غورغشتویؒ مہتمم جامعہ نصیریہ غورغشتی اٹک

الحمدللہ رب العالمین والعاقبۃ للمتقین والصلاۃ والسلام علی سیدنا محمد وعلی آلہ واصحابہ اجمعین۔ امابعد!

احقر کے والد محترم حضرت شیخ الحدیث مولانا نصیرالدین غورغشتوی قدس سرہٗ کو اللہ تعالیٰ نے ایسے علمی اور روحانی کمالات سے نوازا تھا کہ آج بھی دنیا ان سے مستفیض ہو رہی ہے۔ عرب وعجم میں آپ کی سند حدیث اس وقت مقبول ومشہور سندات حدیث میں ہے۔ اسی طرح آپ کے روحانی فیوضات سے بھی ایک دنیا سیراب ہو رہی ہے۔ اس بات کی ضرورت عرصہ سے محسوس ہو رہی تھی کہ عالم اسلامی میں حضرت شیخ الحدیث صاحب رحمہ اللہ کے متوسلین، متبعین اور عامۃ المسلمین کے لئے آپ کے عقائد پر آپ کے حوالہ سے ایک رہنما تحریر مرتب کی جائے۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے عزیزم مولانا حافظ نثار احمد الحسینی صاحب مدظلہٗ کو کہ انہوں نے اس ضرورت کو پورا کرتے ہوئے ایک جامع تحریر مرتب کر دی ہے۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

حضرت شیخ الحدیث صاحب رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ: میرے عقائد وہی ہیں جو میرے مرشد حضرت مولانا حسین علی رحمہ اللہ (واں بھچراں، میانوالی) کے عقائد ہیں۔ اس لئے یہ رسالہ حضرت شیخ الحدیث صاحب رحمہ اللہ کے متوسلین کے ساتھ اکابر علماء دیوبند کے تلامذہ، معتقدین اور حضرت مولانا حسین علی رحمہ اللہ کے متعلقین کے لئے بھی ان شاء اللہ چراغ راہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ سے قبولیت کی درخواست ہے۔ آمین یارب العالمین بجاہ حبیبہ الکریم!

محمد ابراہیم بقلم خود

۲۵/ذیقعدہ ۱۴۲۹ھ/ ۲۴/نومبر ۲۰۰۸ء

رائے گرامی

استاذ العلماء ادیب لبیب

حضرت مولانا عبد القیوم حقانی صاحب دامت برکاتہم

جامعہ ابوہریرہ خالق آباد نوشہرہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہمارے حضرت، محدث کبیر شیخ الحدیث حضرت مولانا عبد الحق صاحب رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے کہ: ''شیخ الحدیث مولانا نصیر الدین غورغشتوی قدس سرہٗ سرحد میں علم حدیث کی ترویج واشاعت کے حوالے سے گویا سرحد کے شاہ ولی اللہ ہیں۔'' ان کی تعلیمات، ہدایات، پیغامات، مواعظ اور دروس شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کا عکس جمیل اور ان ہی کی تعلیمات کا فروغ ہے۔ عقائد بھی ان کے وہی تھے جو شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ اور اکابر دامت فیوضہم علماء دیوبند کے تھے۔ حضرت مولانا حافظ نثار احمد الحسینی نے عقیدہ حیات الانبیاء علیہم السلام اور دوسرے عقائد سے متعلق ان کی تعلیمات اور توضیحات سے قطعی واضح موقف کو مدلل بیان کرکے، متنقصین وحاسدین اور معاندین کے غلط پروپیگنڈے کے لئے سد سکندری قائم کردیا ہے۔ قارئین پڑھیں تو حقیقت مزید نکھر کر سامنے آجائے گی۔ میری دلی دعا ہے کہ اللہ کریم اسے پوری امت کے لئے نافع بنائے۔ آمین!

عبد القیوم حقانی، ۱۹/جنوری ۲۰۱۰ء

رائے گرامی

استاذ العلماء فقیہ العصر

حضرت مولانا مفتی مختار اللہ حقانی صاحب دامت برکاتہم

مفتی دار العلوم حقانیہ، اکوڑہ خٹک

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محدث العصر، ولی کامل، استاذ العلماء شیخ الحدیث حضرت العلامہ مولانا نصیر الدین غورغشتوی صاحب رحمہ اللہ ایک جامع الکمالات شخصیت تھے، اپنے اکابر سے علماء دیوبند کے علوم کے امین تھے۔ جس طرح ہندوستان کی سرزمین میں حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ نے حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی قندیل روشن کی، اسی طرح شمال مغربی سرحدی علاقہ اور وسط ایشیاء کے بلاد، جو علمی انحطاط کا شکار ہو چکے تھے، میں حدیث کا غلغلہ حضرت مولانا غورغشتی رحمہ اللہ کی ذات سے ہوا۔ سرزمین سرحد پر آپ نے ان عقائد وعلوم کی اشاعت فرمائی جو المہند علی المفند میں

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

مذکور ہیں۔ جس کتاب کو معیار دیوبندیت اور اکابر علماء دیوبند کے عقائد کا ترجمان سمجھا جاتا ہے۔ مگر بدقسمتی سے بعض گروہ حضرت شیخ الحدیث غورغشتی رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت کو اپنے مقاصد کے لئے استعمال کرتے ہیں۔ علماء کے حلقہ میں حضرت غورغشتی رحمۃ اللہ علیہ کے عقائد وافکار کا صحیح علم ہے مگر ضرورت اس بات کی تھی کہ آپ کے عقائد وافکار کو جمع کر کے عوام الناس اور بعض خواص تک پہنچایا جائے۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے حضرت مولانا نثار احمد الحسینی خلیفہ مجاز جامع الشریعت والطریقت حضرت العلامہ مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی زید مجدہٗ کو کہ انہوں نے جامع انداز میں حضرت غورغشتی رحمۃ اللہ علیہ کے عقائد وافکار کو جمع کیا۔ یہ کتاب حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ کے متعلقین، تلامذہ، متبعین اور معتقدین کے لئے ایک عظیم سوغات ہے اور اہل السنت والجماعت کا بالعموم اور مسلک دیوبند کے عقائد کا بالخصوص صحیح ترجمان ہے۔ ان شاء اللہ شیخ التفسیر حضرت العلامہ مولانا حسین علی صاحب قدس سرہٗ العزیز کے نام لینے والوں کے لئے بھی مشعل راہ ثابت ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو راہ اعتدال پر چلنے کی توفیق عطاء فرمائیں اور حضرت مولانا حافظ نثار احمد الحسینی زید مجدہٗ کے علم وعمل میں ترقی عطاء فرمائیں اور آپ کی اس کاوش کو قبولیت عطاء فرمائیں۔ آمین!

والسلام: مختار اللہ حقانی

خادم دارالافتاء وشعبہ تخصص فی الفقہ والافتاء

جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

۱۵ر فروری ۲۰۱۰ء بمطابق ۳۰ر صفر ۱۴۳۱ھ

رائے گرامی

خطیب اسلام حضرت مولانا مفتی محمد امداد اللہ قاسمی دامت برکاتہم
خطیب جامع مسجد حمزہ برمنگھم برطانیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شیخ الحدیث حضرت مولانا نصیر الدین غورغشتوی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ المشائخ حضرت مولانا حسین علی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ مجاز اور اپنے وقت کے اکابر میں سے تھے۔ انہوں نے ساری زندگی علوم دین بالخصوص حدیث شریف کی تعلیم وتدریس اور اصلاح خلق میں بسر کی۔ وہ اہل حق کی جرأت وغیرت دینی اور بالخصوص اپنے شیخ حضرت مولانا حسین علی رحمۃ اللہ علیہ کی استقامت وصلابت دینی کے امین تھے۔ اس لئے ہمیشہ حق مسئلہ کی تائید واشاعت اور اہل باطل کی تردید میں کمربستہ رہتے تھے۔ چونکہ آج کل ان کی شخصیت کے حوالے سے بعض غلط عقائد اور بے سروپا باتوں کی ترویج کی جاتی ہے، اس لئے اس بات کی بڑی ضرورت تھی کہ ان کے صحیح عقائد اور منہاج عمل کو درست طور پر بیان کیا جائے۔ حق تعالیٰ برادر گرامی حضرت مولانا حافظ نثار احمد الحسینی مدظلہٗ کو جزائے خیر عطاء فرمائے، جنہوں نے اس ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے ''حضرت شیخ الحدیث مولانا نصیر الدین غورغشتوی رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ'' کے نام سے ایک کتاب مرتب فرمائی، جس میں عقیدہ حیات الانبیاء علیہم السلام اور سماع صلوٰۃ وسلام جیسے عنوانات پر حضرت شیخ مولانا نصیر الدین غورغشتی رحمۃ اللہ علیہ کی اپنی تحریرات سے ان کا مسلک وعقیدہ واضح فرمادیا۔ فجزاہ اللہ تعالیٰ خیر الجزاء!

احقر: قاری محمد امداد اللہ قاسمی خطیب جامع مسجد حمزہ برمنگھم انگلینڈ، یکم رصفر ۱۴۳۱ھ بمطابق ۱۶ر جنوری ۲۰۱۰ء

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

حرف اوّلین

نحمدہٗ و نصلّی و نسلّم علٰی رسولہ الکریم، امابعد!

شیخ الحدیث حضرت مولانا نصیر الدین غورغشتوی قدس سرہٗ کا شمار نہ صرف علاقہ چھچھ بلکہ عالم اسلام کی عظیم شخصیات میں ہوتا ہے۔ عرب وعجم آپ کے علمی اور روحانی فیض سے مستفیض ہوا۔ حضرت شیخ الحدیث مولانا نصیر الدین رحمہ اللہ اکابر اہل السنت والجماعت علمائے دیوبند کے علمی اور روحانی فیوضات کے امین تھے۔ آپ کے اساتذہ میں حضرت مولانا احمد علی سہارنپوری رحمہ اللہ کے مشہور شاگرد حضرت مولانا قمر الدین چکڑالوی رحمہ اللہ اور شیخ الہند مولانا محمود حسن رحمہ اللہ کے اسماء گرامیہ نمایاں ہیں۔ سلسلہ طریقت میں آپ حضرت خواجہ سراج الدین رحمہ اللہ ''موسیٰ زئی شریف'' سے مستفیض اور حضرت مولانا حسین علی رحمہ اللہ (واں بھچراں، میانوالی) سے مجاز تھے۔ آپ عقائد واعمال میں اپنے ان شیوخ اور اساتذہ کے متبع رہے۔ یہاں آپ کی تحریرات اور فتاویٰ اور بالخصوص احادیث رسول اللہ ﷺ پر آپ کے تشریحاتی فوائد کے شاہکار ''حاشیہ مشکوٰۃ المصابیح'' سے آپ کے عقائد کی وضاحت میں آپ کے تحریری اقتباسات پیش کئے جا رہے ہیں۔

یہ اس کتاب کی دوسری اشاعت ہے، پہلی اشاعت نومبر ۲۰۰۹ء میں ''جامعہ نصیریہ'' غورغشتی سے ہوئی۔ اب دوسری اشاعت ''مدرسہ حنفیہ تعلیم الاسلام'' محلہ زاہد آباد، حضرو سے ہو رہی ہے۔ دوسری اشاعت میں کتابت کے اغلاط کی تصحیح کے علاوہ حوالہ جاتی کتب کے جدید ایڈیشن کے صفحات لکھے گئے ہیں اور حسب ضرورت کئی مفید حواشی کا اضافہ بھی کیا گیا ہے۔

شیخ الحدیث حضرت مولانا نصیر الدین غورغشتوی رحمہ اللہ کے عقائد کی وضاحت میں زیادہ حصہ آپ کے مطبوعہ ''حاشیہ مشکوٰۃ المصابیح'' سے ہے۔ ''حاشیہ مشکوٰۃ المصابیح'' میں حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ نے احادیث کی تشریح میں اکثر جگہ ''مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح'' مؤلفہ حضرت ملا علی قاری رحمہ اللہ (م ۱۰۱۴ھ/۱۶۰۵ء)، ''اشعۃ اللمعات'' (فارسی) اور ''لمعات التنقیح'' (عربی) مؤلفہ حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ (م: ۱۰۵۲ھ/ ۱۶۴۲ء) سے تشریحات فوائد کا انتخاب فرمایا ہے۔ کئی جگہ ''اشعۃ اللمعات'' کے فارسی اقتباسات کا عربی ترجمہ لکھا اور کئی جگہ اپنے وضاحتی حواشی تحریر فرمائے ہیں یہ آپ کا کمال دیانت ہے کہ پہلی دونوں صورتوں میں آپ ماخذ کا حوالہ ''مرقات''، ''اشعۃ'' اور ''لمعات'' کی علامت سے لکھتے ہیں جب کہ آپ نے اپنے حواشی پر آپ کا نام ہے۔

یہاں اس امر کی وضاحت ضروری سمجھتا ہوں کہ بعض لوگ یہ شوشہ چھوڑ رہے ہیں کہ: ''مشکوٰۃ المصابیح'' کے یہ حواشی حضرت شیخ الحدیث صاحب رحمہ اللہ کے نہیں، دوسرے اکابر کے ہیں۔

ان فضلاء کرام کی خدمت میں گزارش ہے کہ حدیث رسول اللہ ﷺ کی توضیح وتشریح کے لئے ''مرقات''، ''اشعۃ'' اور ''لمعات'' سے حواشی کا انتخاب تو حضرت شیخ الحدیث صاحب رحمہ اللہ ہی نے فرمایا ہے۔ آپ ان مندرجات اور عقائد سے متفق تھے تو تب ہی انہیں منتخب فرمایا۔ اگر حضرت شیخ الحدیث صاحب رحمہ اللہ آپ معترضین کی طرح اکابرین امت سے متفق نہ ہوتے تو کبھی بھی ان مندرجات کو نقل نہ فرماتے۔ حضرت شیخ الحدیث صاحب رحمہ اللہ نے ان مندرجات کو باحوالہ پیش کر کے یہ واضح فرمایا ہے کہ یہ عقائد نہ صرف میرے ہیں بلکہ اسلاف امت کے بھی یہی عقائد ہیں۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

حضرت شیخ الحدیث صاحب رحمہ اللہ کے اس اسلوب تصنیف سے ''حاشیہ مشکوٰۃ المصابیح'' میں مندرج عقائد کو آپ کے علاوہ دوسرے اکابرین امت کی تائید بھی حاصل ہوجاتی ہے۔

اس تحریر کا زیادہ حصہ چونکہ شیخ الحدیث مولانا نصیرالدین غورغشتوی رحمہ اللہ کے مرتبہ ''حاشیہ مشکوٰۃ'' سے لیا گیا ہے۔اس لئے یہاں یہ وضاحت ضروری ہے کہ بعض حضرات اس حاشیہ کے اسلوب کتابت کی وجہ سے اسے اغلاط کتابت میں شمار کرکے پورے حواشی کو ساقط الاعتبار قرار دیتے ہیں اور بعض کرم فرما تو اس حاشیہ کی کتابت پر خود حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ کی طرف عدم اطمینان کو بھی منسوب کرتے ہیں۔راہ حق سے فرار کے لئے یہ محض مغالطہ ہے۔''حاشیہ مشکوٰۃ'' خود حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ کی زندگی میں میاں حاجی عبدالرحمن تاجر کتب پشاور کے اہتمام سے چھپا اور کتابت کے بعد ناشر نے اس کی تصحیح خود حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ سے کروائی۔''حاشیہ مشکوٰۃ'' طبع اوّل، حصہ اوّل کے آخر میں ناشر کی طرف سے یہ اعلان مطبوعہ ہے۔

مشکوٰۃ شریف نئی حاشیہ والی

مشکوٰۃ شریف اگرچہ مختلف مطابع دہلی کانپور وغیرہ میں طبع ہوتی رہی ہے، لیکن یہ مشکوٰۃ شریف جو کہ اس وقت آپ کے ہاتھ میں ہے اس پر حضرت مولانا مولوی نصیرالدین صاحب نے نہایت ہی جانفشانی سے حاشیہ بطرز جدید واسطے آسانی طلبہ کے چڑھایا۔ نیز کتابت کے بعد مولانا نے تصحیح بھی خود فرمائی۔تاجران کتب کو مطلع کیا جاتا ہے کہ حاجی عبدالرحمن صاحب سے پتہ ذیل سے طلب فرماویں۔ ملنے کا پتہ: خادم العلماء والطلبہ حاجی عبدالرحمن کتب فروش پشاور شہر دھوتی مردان۔ بتاریخ ۱۵؍رمضان شریف ۱۳۶۸ھ بروز جمعرات۔

حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ کا وصال ۱۳۸۸ھ میں ہوا۔ گویا حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ کی حیات مبارکہ میں یہ مطبوعہ ''حاشیہ مشکوٰۃ'' بیس سال تک علماء طلبہ کے لئے قابل استفادہ رہا۔اگر جدید تحقیق کا کوئی مدعی حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ کے ان حواشی پر اعتماد نہیں کرتا تو اسے اپنی تحقیق مبارک اور ہمیں الحمدللہ حضرت شیخ الحدیث صاحب رحمہ اللہ کی تحقیق پر اعتماد ہے اور اگر کتابت کے اغلاط کے بہانہ سے کوئی ان حواشی پر انگلی اٹھاتا ہے تو ناشر کا تفصیلی اعلان جو حضرت شیخ الحدیث صاحب رحمہ اللہ کی حیات میں مطبوعہ ہے، پیش خدمت کردیا گیا ہے۔اس لئے یہ تنقید کتابت پر نہ ہوگی۔خود حضرت شیخ الحدیث صاحب رحمہ اللہ پر ہے۔ یہاں یہ بھی ملحوظ رہے کہ جس طرح یہ ''حاشیہ مشکوٰۃ'' حضرت شیخ الحدیث کے افادات ہیں۔اس طرح بین السطور نکات بھی حضرت شیخ الحدیث کے ہیں۔ مطبوعہ مشکوٰۃ کے سرورق پر حواشی کے ساتھ بین السطور کی نسبت بھی حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ ہی کی طرف ہے۔قارئین کی خدمت میں یہ تحریر حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ کے انہی حواشی سے مرتبہ ہے۔ حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ کی حیات مبارکہ اور آپ کے وصال کے بعد شائع ہونے والے ''حاشیہ مشکوٰۃ المصابیح'' طبع اوّل اور دوئم کے اہم صفحات کے عکس بھی دیئے جارہے ہیں۔

حضرت شیخ الحدیث صاحب رحمہ اللہ کے یہ فوائد ان شاءاللہ تعالیٰ! جہاں آپ کے متوسلین کے لئے ایک رہنما دستاویز ہیں، وہیں متلاشیان حق کے لئے راہ ہدایت بھی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان اکابر کا نقش قدم نصیب فرمائے۔آمین یارب العالمین بجاہ النبی الکریم!

دستخط: احقر نثار احمد الحسینی عفی عنہ

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

اکابر اہل السنت والجماعت

علمائے دیوبند قدس سرہم کا عقیدہ

۱

حیات الانبیاء علیہم السلام

"المھند علی المفند"

"رحمت کائنات"

"تسکین الصدور"

"متفقہ اعلان"

فیصلہ ۱۲۹۲ھ/ ۱۹۶۲ء راولپنڈی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والعاقبۃ للمتقین والصلوٰۃ والسلام علی سیدنا وسید الانبیاء والمرسلین۔ امابعد!

اکابر اہل سنت والجماعت علمائے دیوبند قدس سرہم کا عقیدہ حیات الانبیاء علیہم السلام

علمائے دیوبند رحمہم اللہ سے اللہ تعالیٰ نے اس دور میں تجدید دین کا کام لیا ہے۔ دین کے ہر شعبہ میں ان مقبولان بارگاہ خداوندی کی عظیم خدمات اور قربانیاں تاریخ اسلام کا اہم حصہ ہیں۔ اس جماعت حقہ کے مقابلہ میں جب باطل نے الزامات واتہامات سے ان کی خدمات دینیہ میں رکاوٹ ڈالنے کی کوشش کی اور اس طائفہ منصورہ اہل حق اہل السنت والجماعت علمائے دیوبند کی طرف غلط عقائد منسوب کرتے ہوئے ان کے صحیح عقائد پر تنقید کی تو علمائے دیوبند نے ان الزامات کی تردید کرتے ہوئے اپنے صحیح عقائد کا بھرپور دفاع کیا۔

بریلوی اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان صاحب (م ۱۳۴۰ھ/ ۱۹۲۱ء) کی کتاب "حسام الحرمین" مطبوعہ: ۱۳۲۵ھ/ ۱۹۰۷ء کا علمائے دیوبند کی طرف سے جواب "المھند علی المفند" اسی سلسلہ احقاق اور ردّ باطل کا ایک اہم حصہ ہے۔

۱۳۲۵ھ/ ۱۹۰۷ء میں علمائے دیوبند کے عقائد سے متعلق علمائے حرمین شریفین کے سوالات کے جوابات کے لئے جماعت دیوبند کی نمائندگی کرتے ہوئے امام المحدثین شارح سنن ابی داؤد حضرت مولانا خلیل احمد مہاجر مدنی قدس سرہٗ العزیز (م ۱۳۴۶ھ/ ۱۹۲۷ء) نے کتاب "المھند علی المفند" لکھی اور اکابر علمائے دیوبند نے اس کی تصدیق کرتے ہوئے ان عقائد کو تمام علمائے دیوبند کا عقیدہ قرار دیا۔

علمائے دیوبند کی طرف جو غلط عقائد منسوب کئے گئے، ان میں ایک عقیدہ حیات الانبیاء علیہم السلام جسمانی برزخی کا انکار بھی تھا۔ چنانچہ "المھند" میں اس الزام کا جواب دیتے ہوئے لکھا گیا:

"عندنا وعند مشائخنا حضرۃ الرسالۃ حیٌ فی قبرہ الشریف وحیوتہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیویۃ من غیر تکلیف وھی مختصۃ بہ صلی اللہ علیہ وسلم وبجمیع الانبیاء علیہم السلام والشہداء لا برزخیۃ کما ھی حاصلۃ لسائر المؤمنین بل لجمیع

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

الناس کما نص علیه العلامة السیوطی فی رسالة "انباء الاذکیاء بحیوة الانبیاء" حیث قال: قال الشیخ تقی الدین السبکی حیات الانبیاء والشهداء فی القبر کحیوتهم فی الدنیا ویشهد له صلوة موسیٰ علیه السلام فی قبره فان الصلوة تستدعی جسدا حیا الی آخر ما قال فثبت بهذا ان حیوته دنیویة برزخیة لکونها فی عام البرزخ ولشیخنا شمس الاسلام والدین محمد قاسم العلوم علی المستفیدین قدس الله سره العزیز فی هذه المبحث رسالة مستقلة دقیقة المأخذ بدیعة المسلک لم یر مثلها قد طبعت وشاعت فی الناس واسمها "آب حیات" ای ماء الحیوة"

ہمارے نزدیک اور ہمارے مشائخ کے نزدیک حضرت ﷺ اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں اور آپ کی حیات "دنیا کی سی" ہے بلا مکلف ہونے کے اور یہ حیات مخصوص ہے، آنحضرت ﷺ اور تمام انبیاء علیہم السلام اور شہداء کے ساتھ "برزخی نہیں" ہے جو حاصل ہے تمام مسلمانوں بلکہ سب آدمیوں کو۔ چنانچہ علامہ سیوطی رحمہ اللہ نے اپنے رسالہ "انباء الاذکیا بحیوۃ الانبیاء" میں بتصریح لکھا ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں کہ علامہ تقی الدین سبکی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ انبیاء وشہداء کی قبر میں حیات ایسی ہے جیسی دنیا میں تھی اور موسیٰ علیہ السلام کا اپنی قبر میں نماز پڑھنا اس کی دلیل ہے۔ کیونکہ نماز زندہ جسم کو چاہتی ہے۔ الخ!

پس اس سے ثابت ہوا کہ حضرت ﷺ کی "حیات دنیوی" ہے اور اس معنی کو "برزخی بھی" ہے کہ عالم برزخ میں حاصل ہے اور ہمارے شیخ مولانا محمد قاسم صاحب قدس سرہٗ کا اس مبحث میں ایک مستقل رسالہ بھی ہے نہایت دقیق اور انوکھے طرز کا بے مثل جو طبع ہو کر لوگوں میں شائع ہو چکا ہے۔ اس کا نام آب حیات ہے۔

(المہند علی المفند ص ۳)

"المہند" میں لکھے گئے اس عقیدہ حیات الانبیاء علیہم السلام جسمانی برزخی کی علمائے دیوبند رحمہم اللہ نے تصدیق کرتے ہوئے اسے اپنا عقیدہ قرار دیا ہے۔

حضرات اکابر علمائے دیوبند مصدقین "المہند علی المفند"

"المہند" میں حیات النبی ﷺ کے عقیدہ کی تائید حضرت مولانا خلیل احمد مہاجر مدنی رحمہ اللہ نے بانی دارالعلوم دیوبند حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ سے بھی بتائی۔ اس تائید کے علاوہ "المہند" کی تصدیق وتوثیق کرنے والے اور "المہند" کے عقائد کو اپنا اور تمام اہلسنت کا عقیدہ بتانے والے چوبیس اکابر میں درج ذیل اجل اکابر علمائے کرام شامل ہیں۔

(۱) شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن دیوبندی، (۲) حضرت مولانا میر احمد حسن امروہی، (۳) مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمن دیوبندی، (۴) حکیم الامت حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی، (۵) حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوری، (۶) حضرت مولانا محمد احمد قاسمی (سابق مہتمم دارالعلوم دیوبند)، (۷) حضرت مولانا غلام رسول صاحب (مدرس دارالعلوم دیوبند)، (۸) فقیہ ہند حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ دہلوی، (۹) حضرت مولانا عاشق الٰہی میرٹھی، (۱۰) حضرت مولانا محمد یحییٰ سہارنپوری، (۱۱) حضرت مولانا محمد سہول سمیت ۲۴ اکابر علماء رحمہم اللہ نے اس پر تائیدی دستخط فرمائے۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

کتاب ''رحمت کائنات''

۱۳۷۶ھ/ ۱۹۵۷ء میں جب اکابر علمائے دیوبند سے منسوب چند حضرات نے عقیدہ حیات الانبیاء علیہم السلام اور سماع صلوۃ وسلام عند القبر الشریف کا انکار کیا تو ماہنامہ ''دارالعلوم'' دیوبند کی شوریٰ نے شیخ الحدیث والتفسیر مفسر قرآن حضرت مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی قدس سرہٗ فاضل دارالعلوم دیوبند خلیفہ مجاز امام الاولیاء شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمہ اللہ کی عقیدہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر جامع تحریر کو اکابر علمائے دیوبند کی نمائندگی کے طور پر ماہنامہ ''دارالعلوم'' دیوبند میں شائع کیا۔ حضرت اقدس قاضی صاحب رحمہ اللہ نے اس مضمون کو ''رحمت کائنات'' کے عنوان سے الگ کتابی صورت میں شائع فرمایا جو اس مبارک عنوان پر اردو میں شائع ہونے والی سب سے پہلی کتاب ہے اور اب تک ماشاء اللہ اس کے سولہ ایڈیشن عوام وخواص سے خراج تحسین وصول کر چکے ہیں۔

قیام پاکستان کے بعد ''المھند علی المفند'' پر علمائے دیوبند کے تائیدی دستخط

کچھ لوگوں نے ''المھند علی المفند'' پر شکوک وشبہات کا اظہار کیا کہ ''المھند'' کو عقائد کی کتاب نہیں یہ تو وقتی دفعیہ کے طور پر لکھی گئی کتاب ہے تو درج ذیل اکابر وقت نے دوبارہ اپنی تصدیق سے اسے شائع کروایا۔

حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب، حضرت مولانا مفتی محمد شفیع کراچی، حضرت مولانا علامہ ظفر احمد عثانی، حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری، حضرت مولانا خیر محمد جالندھری، حضرت مولانا مفتی جمیل احمد تھانوی، قائد جمعیت حضرت مولانا مفتی محمود صاحب، حضرت مولانا مفتی محمد عبداللہ ملتان، حضرت مولانا مفتی عبدالستار ملتان، حضرت مولانا عبدالحق اکوڑہ خٹک، حضرت مولانا محمد احمد تھانوی سکھر، حضرت مولانا محمد عبداللہ بہلوی، حضرت مولانا محمد انور انوری، حضرت مولانا علامہ شمس الحق افغانی، حضرت مولانا سید حامد میاں لاہور، حضرت مولانا مفتی رشید احمد لدھیانوی، حضرت مولانا مفتی احمد سعید سرگودھا، حضرت مولانا علی محمد صاحب کبیروالا، حضرت مولانا محمد شریف کشمیری ملتانی، حضرت مولانا سید صادق حسین شہید جھنگ، حضرت مولانا عبدالحئی شجاع آبادی، حضرت مولانا عبدالستار تونسوی، حضرت مولانا محمد علی جالندھری، حضرت مولانا محمد ایوب جان بنوری، حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر، حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب، حضرت مولانا عبداللطیف جہلمی، حضرت مولانا محمد وجیہ ٹنڈو اللہ یار، حضرت مولانا عبدالحق نافع، حضرت مولانا مفتی محمد فرید مدظلہٗ (اکوڑہ خٹک)، حضرت مولانا مفتی عبد القادر کبیروالا، حضرت مولانا محمد شریف جالندھری، حضرت مولانا محمد ادریس میرٹھی کراچی، حضرت مولانا فضل غنی بنوں، حضرت مولانا فیض احمد ملتان، حضرت مولانا نذیر احمد فیصل آباد۔ (رحمہم اللہ)

عقیدہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور سماع صلوٰۃ وسلام پر علمائے دیوبند کا متفقہ اعلان

اسی طرح ۱۳۷۶ھ/ ۱۹۵۷ء میں جب ''اشاعۃ التوحید والسنۃ'' کے بعض علماء نے علمائے دیوبند کے عقیدہ ''حیات الانبیاء جسمانی، برزخی'' کی تردید کرتے ہوئے جدا راستہ اختیار کیا اور علمائے دیوبند میں رخنہ ڈالنے کی کوشش کی تو اس وقت کے اکابر علمائے دیوبند نے اپنے عقیدہ کا اظہار کرتے ہوئے درج ذیل اعلان شائع کروایا۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

مسئلہ حیات النبی ﷺ کے متعلق اکابر دیوبند کا مسلک علمائے دیوبند کا متفقہ اعلان

حضرت اقدس نبی کریم ﷺ اور سب انبیاء کرام علیہم السلام کے بارے میں اکابر دیوبند کا مسلک یہ ہے کہ وفات کے بعد اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور ان کے ابدان مقدسہ بعینہٖ محفوظ ہیں اور جسد عنصری کے ساتھ عالم برزخ میں ان کو حیات حاصل ہے اور ''حیات دنیوی کے مماثل'' ہے۔

صرف یہ ہے کہ احکام شرعیہ کے وہ مکلف نہیں ہیں۔ لیکن وہ نماز بھی پڑھتے ہیں اور روضہ اقدس میں جو درود پڑھا جائے، بلا واسطہ سنتے ہیں اور یہی جمہور محدثین اور متکلمین اہل السنت والجماعت کا مسلک ہے۔ اکابر دیوبند کے مختلف رسائل میں یہ تصریحات موجود ہیں۔ حضرت مولانا قاسم نانوتوی رحمہ اللہ کی تو مستقل تصنیف حیات انبیاء علیہم السلام پر ''آب حیات'' کے نام سے موجود ہے۔ حضرت مولانا خلیل احمد صاحب رحمہ اللہ جو حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ کے ارشد خلفاء میں سے ہیں، ان کا رسالہ ''المهند علی المفند'' بھی اہل انصاف اور اہل بصیرت کے لئے کافی ہے۔ اب جو اس مسلک کے خلاف دعوے دائر کرے۔ اتنی بات یقینی ہے کہ ان کا اکابر دیوبند کے مسلک سے کوئی واسطہ نہیں۔ واللہ یقول الحق وھو یھدی السبیل!

۱...... مولانا محمد یوسف بنوری عفا اللہ عنہ مدرسہ عربیہ اسلامیہ کراچی نمبر ۵
۲...... مولانا عبدالحق عفی عنہ مہتمم دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک
۳...... مولانا محمد صادق عفا اللہ عنہ سابق ناظم محکمہ امور دینیہ بہاولپور
۴...... مولانا ظفر احمد عثمانی عفا اللہ عنہ شیخ الحدیث دارالعلوم الاسلامیہ ٹنڈو الہ یار سندھ
۵...... مولانا شمس الحق عفا اللہ عنہ صدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان
۶...... مولانا محمد ادریس کان اللہ لہ شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ لاہور
۷...... مولانا مفتی محمد حسن مہتمم جامعہ اشرفیہ لاہور نیلا گنبد لاہور
۸...... مولانا محمد رسول خان عفا اللہ عنہ
۹...... مولانا مفتی محمد شفیع عفا اللہ عنہ مہتمم دارالعلوم کراچی نمبر ۱
۱۰...... مولانا احمد علی عفی عنہ امیر نظام العلماء و امیر خدام الدین لاہور

(ہفت روزہ پیام مشرق لاہور ج ۲ ش ۴، ربیع الاول ۱۳۸۰ھ/ ستمبر ۱۹۶۰ء)

کتاب تسکین الصدور

۱۹۶۲ء میں علمائے دیوبند کی نمائندہ جماعت ''جمعیت علمائے اسلام'' نے مسئلہ حیات النبی ﷺ پر امام اہل السنت حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ کو اپنا نمائندہ منتخب کرتے ہوئے ایک جامع تحریر کی تجویز پیش کی جس پر آپ نے ''تسکین الصدور'' تصنیف فرمائی اور درج ذیل اکابر نے ''تسکین الصدور'' کو اپنی تصدیق سے نوازا۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

حضرت مولانا فخر الدین احمد شیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند، حضرت مولانا مفتی سید مہدی حسن صدر مفتی دارالعلوم دیوبند، حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند، امام فن اسماء الرجال حضرت مولانا حبیب الرحمن اعظمی انڈیا، حضرت مولانا خیر محمد جالندھری جامعہ خیر المدارس ملتان، حضرت مولانا علامہ شمس الحق افغانی، حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری، حضرت مولانا مفتی جمیل احمد تھانوی، حافظ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی، حضرت مولانا علامہ ظفر احمد عثمانی، حضرت مولانا عبدالحق صاحب اکوڑہ خٹک، حضرت مولانا عبدالخالق صاحب مظفر گڑھ، حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف، مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب کراچی، فخر سرحد حضرت مولانا سید گل بادشاہ، حضرت مولانا علامہ دوست محمد قریشی، حضرت مولانا مفتی احمد سعید سرگودھا، حضرت مولانا نذیر اللہ خان گجرات، مفکر اسلام قائد جمعیت حضرت مولانا مفتی محمود، ضیغم اسلام حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی، مجاہد ملت حضرت مولانا محمد علی جالندھری، حضرت مولانا عبدالقدیر صاحب شیخ الحدیث دارالعلوم تعلیم القرآن راولپنڈی، قائد اہل السنت حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب، حضرت مولانا مفتی محمد عبداللہ ملتان، حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب ساہیوال۔ (رحمہم اللہ)

فیصلہ راولپنڈی ایک متفقہ دستاویز

حضرت مولانا قاری محمد طیب رحمہ اللہ مہتمم دارالعلوم دیوبند نے ''اشاعت التوحید والسنہ'' کی طرف سے مسئلہ حیات النبی ﷺ پر پیدا کردہ نزع کے خاتمے کے لئے فریقین کے درمیان درج ذیل مصالحتی عقیدہ پر دستخط کروائے۔

وفات کے بعد نبی کریم ﷺ کے جسد اطہر کو برزخ (قبر شریف) میں بہ تعلق روح حیات حاصل ہے اور اس حیات کی وجہ سے روضۂ اقدس پر حاضر ہونے والوں کا آپ صلوۃ وسلام سنتے ہیں۔

احقر محمد طیب (راولپنڈی)　　نور محمد قاسم دیدار سنگھ

محمد علی جالندھری عفا اللہ عنہ　　لاشیٔ غلام اللہ خان

۱۸/محرم ۱۳۸۲ھ/ ۲۲/جون ۱۹۶۲ء

۱۹۶۰ء کا اعلان، ۱۹۶۲ء میں مولانا قاری محمد طیب رحمہ اللہ مہتمم دارالعلوم دیوبند کا فیصلہ، رحمت کائنات ﷺ اور تسکین الصدور، ''المہند علی المفند'' ہی کی مدلل وضاحت ہے۔

المہند علی المفند معیار دیوبندیت

علمائے دیوبند قدس سرہم نے ''المہند علی المفند'' کو ہمیشہ علمائے دیوبند کے عقائد کی دستاویز سمجھتے ہوئے اسے دیوبندیت کے لئے معیار قرار دیا۔

چنانچہ دارالعلوم دیوبند نے عقیدہ ''حیات الانبیاء علیہم السلام جسمانی برزخی'' پر المہند علی المفند کے متعلق فتویٰ میں لکھا: ''عقیدہ حیات الانبیاء علیہم السلام جسمانی روحانی کو'' حضرت مولانا خلیل احمد سہارن پوری قدس سرہٗ نے مسلک دیوبندیت کی ترجمانی کرنے والی کتاب المہند علی المفند میں ثابت کیا ہے۔ ظاہر ہے کہ جو شخص اس رائے کو تسلیم نہیں کرے گا وہ مسلک دیوبند کا ماننے والا نہیں ہے۔　　فتویٰ نمبر ب/ ۳۲۵۔ ۷/ربیع الاول ۱۴۲۰ھ

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

ماہنامہ ''وفاق المدارس'' دیوبندی مدارس کا وفاق (board) اور مسلکی ترجمان ہے۔ اس نے دیوبندی مدارس کے ''وفاق المدارس'' سے الحاق کے شرائط میں ''المھند'' کو معیارِ دیوبندیت ٹھہراتے ہوئے لکھا: ''ادارہ کا اہل السنۃ والجماعۃ حنفی دیوبندی ہونا ضروری ہے، اس کے لئے معیار ''المھند علی المفند'' ہے۔

(ماہنامہ وفاق المدارس ج ۴ ش ۳، ربیع الاوّل ۱۴۲۵ھ ص ۳۱)

حضرت مولانا عبدالسلام صاحب مدظلہ شیخ الحدیث جامعہ عربیہ اشاعت القرآن، حضرو، اٹک نے بھی ''المھند'' کو علمائے دیوبند کے صحیح عقائد کی وضاحتی کتب میں شمار کیا ہے۔ (ملاحظہ ہو مقالہ: دیوبند بریلوی اختلاف قسط نمبر ۴، ماہنامہ تعلیم القرآن راولپنڈی رجب، شعبان ۱۴۱۹ھ ص ۳۹، رسالہ دیوبندی بریلوی اختلاف ص ۵۹ طبع اوّل رمضان ۱۴۲۷ھ/اکتوبر ۲۰۰۶ء مکتبہ فاروقیہ، حسن ابدال اٹک)

عقیدہ حیات النبی ﷺ پر عبارات اکابر میں منکرین حیات الانبیاء کی تلبیسات

المھند علی المفند اور دوسری تحریرات میں علمائے دیوبند نے اپنے مؤقف کی وضاحت درج ذیل تعبیراتی عنوانات سے کی ہے: ''حیات دنیوی، مماثل دنیوی، جسمانی، برزخی، روحانی۔'' ان تعبیراتی عنوانات کا مآل ایک ہی ہے کہ باعتبار برزخ کے یہ حیات برزخی ہے، باعتبار جسد منور ﷺ دنیوی، یا مماثل دنیوی ہے اور باعتبار جسد منور ﷺ سے روح مبارک ﷺ کے تعلق کے ''روحانی یا روحی'' ہے۔

شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمہ اللہ شیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند لکھتے ہیں: ''مدینہ منورہ کی حاضری محض جناب سرور کائنات ﷺ کی زیارت اور آپ ﷺ کے توسل کی غرض سے ہونی چاہئے۔ آپ ﷺ کی حیات نہ صرف روحانی ہے جو کہ عام مؤمنین کو حاصل ہے بلکہ جسمانی بھی ہے اور از قبیل حیات دنیوی بلکہ بہت سی وجوہ سے اس سے قوی تر ہے۔'' (مکتوبات شیخ الاسلام ج ۱ ص ۱۵۳ مطبوعہ مجلس یادگار شیخ الاسلام کراچی ۱۴۱۵ھ/ ۱۹۹۴ء)

حیات الانبیاء علیہم السلام پر علمائے دیوبند رحمہم اللہ کی ان تعبیرات کا مآل ایک ہی ہے کہ حیات الانبیاء علیہم السلام اور خصوصاً حضور نبی کریم حضرت سیدنا محمد ﷺ کے جسد منور کو عالم برزخ میں قبر ارضی میں بتعلق روح مبارک حیات حاصل ہے۔ بعض لوگ اکابر کی ان تعبیرات سے ''حیات روحی، حیات روحانی، حیات برزخی'' کے الفاظ لے کر یہ ثابت کرتے ہیں کہ یہ حضرات فقط روح کی حیات کے قائل ہیں جسم مبارک کی حیات کے قائل نہیں۔ اس دھوکہ دہی سے نہ صرف یہ کہ اکابر کی ان تعبیرات کا غلط مطلب بیان کیا جاتا ہے بلکہ خود اکابر کی تعبیرات میں تعارض پیدا کر کے ایک متفقہ عقیدہ کو اختلافی بنا دیا جاتا ہے۔ حالانکہ ان تعبیرات میں نہ کوئی تعارض ہے اور نہ علمائے دیوبند میں کوئی اختلاف ہے۔ اس لئے کہ ان تعبیرات سے عقیدہ حیات الانبیاء علیہم السلام بیان کرنے والے تمام متقدمین و متاخرین اکابرین اہل السنت والجماعت اور علمائے دیوبند رحمہم اللہ روضہ اقدس ﷺ پر حاضر ہونے والے کے سماع صلوۃ وسلام کے قائل ہیں۔ اب ان تعبیرات میں تعارض پیدا کر کے علمائے اہلسنت والجماعت میں اختلاف ثابت کرنا محض دھوکہ، دجل اور امت کو فتنہ میں ڈالنا ہے۔

منکرین حیات الانبیاء علیہم السلام کا اکابر کی ان تعبیرات میں سے ''برزخی، روحانی، یا روحی'' کا حوالہ دے کر یہ ثابت کرنا کہ یہ حضرات انبیاء علیہم السلام کی حیات جسمانی کے قائل نہیں تھے، محض دھوکہ اور تلبیس ہے۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

استاد المحدثین، شیخ المشائخ حضرت مولانا نصیر الدین غور غشتوی رحمۃ اللہ علیہ کے عقائد حقہ

عقیدہ حیات الانبیاء علیہم السلام، عقیدہ سماع صلوٰۃ وسلام عند القبر الشریف، عقیدہ اعادہ روح، عقیدہ سماع موتیٰ،
عقیدہ عرض اعمال، عقیدہ حیات قبر، کشف قبور، آداب زیارۃ قبور
حضرت شیخ الحدیث کے مرشد حضرت مولانا حسین علی رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ خلاصہ عقائد حضرت شیخ الحدیث صاحب
جامع الشریعت والطریقت شیخ الحدیث

حضرت مولانا نصیر الدین غور غشتوی قدس سرہٗ کے عقائد حقہ

حضرت شیخ الحدیث مولانا نصیر الدین غور غشتوی قدس سرہٗ کا شمار مشہور اکابر علمائے دیوبند میں ہوتا ہے۔ آپ ۱۲۹۵ھ/ ۱۸۷۸ء میں موضع غور غشتی علاقہ چھچھ ضلع اٹک میں پیدا ہوئے، آپ کے دادا حضرت مولانا سعد الدین رحمۃ اللہ علیہ بلند پایہ عالم دین اور حضرت اخوند عبد الغفور رحمۃ اللہ علیہ سوات کے خلیفہ تھے۔ آپ کے والد حضرت مولانا بہاء الدین رحمۃ اللہ علیہ بھی جید عالم دین، مشہور مدرس اور اپنے والد گرامی سے مجاز تھے۔ حضرت مولانا نصیر الدین غور غشتوی رحمۃ اللہ علیہ نے دینی علوم اپنے والد ماجد اور بڑے بھائی حضرت مولانا شہاب الدین رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کئے۔ فنون کی تکمیل حضرت مولانا غلام رسول رحمۃ اللہ علیہ سے موضع ''انہی'' ضلع گجرات میں کی اور حدیث حضرت مولانا احمد علی سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ کے مشہور شاگرد حضرت مولانا قاضی قمر الدین چکڑالوی رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھی۔ دار العلوم دیوبند میں شیخ الہند مولانا محمود حسن رحمۃ اللہ علیہ سے بھی استفادہ کیا۔ تعلیم سلوک کے لئے آپ نے حضرت خواجہ سراج الدین رحمۃ اللہ علیہ موسیٰ زئی شریف سے بیعت کی اور ان کے وصال کے بعد رئیس المفسرین حضرت مولانا حسین علی رحمۃ اللہ علیہ (واں بھچراں، میانوالی) سے تکمیل سلوک کی، حضرت مولانا حسین علی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو خلافت کے اعزاز سے سرفراز فرمایا۔ آپ حضرت مولانا حسین علی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ اعظم مشہور ہوئے۔

آپ نے تمام عمر تدریس علوم دینیہ میں گزاری اور آپ کی دینی محنت سے حدیث رسول ﷺ کا فیض علاقہ چھچھ سے لے کر سمرقند، بخارا تک پہنچا۔ آپ نہایت متقی پرہیزگار انسان تھے، تمام عمر توکل علی اللہ میں بسر کی۔

۴رذوالقعدہ ۱۳۸۸ھ/ ۲۳رجنوری ۱۹۶۹ء کو آپ نے انتقال کیا اور اپنے آبائی گاؤں موضع غور غشتی میں تدفین ہوئی۔ آپ نے حاشیہ مشکوٰۃ المصابیح، حاشیہ جامع ترمذی اور حاشیہ سنن ابوداؤد، یادگار چھوڑے ہیں جن سے آپ کی علمی صلاحیتوں کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ حاشیہ مشکوٰۃ المصابیح مطبوعہ ہے جب کہ آخر الذکر دو حواشی غیر مطبوعہ ہیں۔

حضرت شیخ الحدیث مولانا نصیر الدین غور غشتوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ عقائد واعمال اور مسلک ومشرب میں اکابر علمائے دیوبند کے متبع اور ان کے صحیح ترجمان تھے۔ حضرت شیخ الحدیث صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے تمام عمر حدیث رسول ﷺ کی خدمت میں گزاری، آپ کی علمی تحقیقات اور عقائد ومسلک کی تفاصیل حاشیہ مشکوٰۃ المصابیح اور آپ کے فتاویٰ کی صورت میں مطبوعہ موجود ہیں۔

دوسرے عقائد واعمال کی طرح آپ عقیدہ حیات الانبیاء علیہم السلام اعادہ روح، سماع صلوۃ وسلام عند القبر الشریف، سماع موتی، قبر ارضی ہی کا زمانہ برزخ میں ہونے اور توسل با اولیاء اللہ وغیرہ مسائل میں اکابر اہل السنت والجماعت کے صحیح ترجمان تھے۔ یہاں حضرت شیخ الحدیث مولانا نصیر الدین غور غشتوی رحمۃ اللہ علیہ کی تحریرات اور فتاویٰ سے ان مسائل پر حضرت شیخ الحدیث صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ نقل کیا جاتا ہے۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

حضرت شیخ الحدیث مولانا نصیر الدین غورغشتوی ؒ کا

عقیدہ حیات النبی ﷺ اور عقیدہ سماع صلوٰۃ وسلام

عقیدہ حیات الانبیاء علیہم السلام اور خصوصاً حضور نبی کریم ﷺ کی حیات جسمانی پر حضرت شیخ الحدیث صاحب ؒ نے قدرے وضاحت سے مستقل اعلان طبع کروایا جو درج ذیل ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تمام اولاد آدم کو موت کا پیالہ پینا ہے کل نفس ذائقة الموت اور انک میت وانھم میتون، کل من علیھا فان۔ اعلان خداوندی سے تمام بنی آدم خواہ عام ہوں یا پیغمبر ہوں، ضرور ایک وقت مرتے ہیں۔ اس کے ساتھ موت کے بعد بھی انسان میں ایک نوع حیات موجود رہتی ہے، جس سے وہ ثواب وعذاب سمجھتا ہے، احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ میت کو چارپائی پر قبرستان لے جاتے وقت اگر مومن ہے تو ''قدمونی، قدمونی '' مجھے جلد پہنچادو، کہتا ہے اور اگر نافرمان اور کافر ہے تو کہتا ہے کہ: ''اے مجھے ہلاکت ہو، مجھے کہاں لے جارہے ہو۔ قبر میں سوال منکر نکیر، میت کو دفن کے بعد لوگوں کی واپسی کے وقت جوتوں کی آواز سنتا ہے۔

قبر میں ثواب وعذاب

یہ دلیل ہے کہ موت کے بعد بھی انسان میں ایک قسم کی حیات موجود رہتی ہے، شہداء کے حق میں قرآن کا اعلان ''احیاء'' حیات میت کی دلیل ہے۔ اسی حقیقت کے ساتھ سردار انبیاء خاتم النبیین ﷺ قبر شریف میں زندہ ہیں اور جو حیات ان کی شان کے مناسب ہے، اللہ نے وہ حیات قبر میں ان کو دی ہے، جسد اطہر قبر شریف میں محفوظ ہے۔ مٹی کوئی اثر جسد اطہر پر نہیں کرسکتی۔ اگر قبر کے پاس کوئی مسلمان درود شریف جہراً سلام ڈالے تو حضور اکرم ﷺ خود سنتے ہیں اور سلام کا جواب دیتے ہیں اور اگر کوئی دور سے درود شریف پڑھے تو فرشتے رسول اکرم ﷺ تک پہنچاتے ہیں۔ میں اس مسئلہ کو حق اور صحیح سمجھتا ہوں، احادیث شریف، فقہائے عظام، سلف صالحین سے بھی اس مسئلہ حقانیت اور صحت ثابت ہے۔ میں نے مولانا محمد حسین علی صاحب ؒ سے اس مسئلہ کا کبھی اختلاف نہیں سنا اور نہ ہی میں نے کبھی ان سے پوچھا تھا یہ تو ایک اہل السنت والجماعت کا متفقہ حق مسئلہ ہے۔ مسکین نصیر الدین غورغشتوی

(مقام حیات ص ۶۹۶، ۶۹۷ طبع ۱۴۱۴ھ/ ۱۹۹۳ء)

حضرت شیخ الحدیث مولانا نصیر الدین غورغشتوی ؒ نے ماہنامہ تعلیم القرآن راولپنڈی میں اپنے عقیدہ کی وضاحت کرتے ہوئے درج ذیل اعلان شائع کروایا: ''میں (نصیر الدین غورغشتوی) اور مولانا غلام اللہ خان صاحب عقائد میں متفق ہیں، میں بھی نبی علیہ السلام کی وفات کے بعد ''برزخی حیات'' کا قائل ہوں اور وہ بھی برزخی حیات کے قائل ہیں۔ میں بھی یہ کہتا ہوں کہ روضہ پاک کے قرب میں جب درود جہراً پڑھا جائے تو نبی ﷺ سنتے ہیں اور جواب دیتے ہیں اور جناب غلام اللہ خان صاحب نے بھی اپنے ماہنامہ تعلیم القرآن میں یہ لکھا ہے: ''اور نبی علیہ السلام اور سب اموات میں حیات برزخی ہے اور نبی علیہ السلام میں سب سے اکمل اور احسن ہے۔ اس واسطے وہ قبر کے پاس درود وسلام سنتے ہیں۔'' (ماہنامہ تعلیم القرآن ستمبر ۱۹۶۰ء ص ۲۵)

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ کی ان عبارات میں تصریح ہے کہ آپ حضور نبی کریم ﷺ کے قبر ارضی میں جسد منور کی حیات کے قائل ہیں۔ اسی لئے قبر ارضی پر پڑھے جانے والے صلوٰۃ وسلام کے سماع اور جواب کو اپنا عقیدہ فرما رہے ہیں اور اس کی وضاحت ہو چکی ہے کہ عالم برزخ کی نسبت سے اسے حیات برزخی کہنا حیات جسمانی سے متعارض نہیں ہے۔

حیات الانبیاء علیہم السلام اور سماع صلوٰۃ وسلام کی احادیث مبارکہ کو حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ نے نہ صرف صحیح احادیث میں شمار فرمایا بلکہ اس روایت کی ایسی توجیہ فرمائی کہ منکرین حیات کی تمام توجیہات کا رد فرما دیا۔ "حاشیہ مشکوٰۃ المصابیح" میں فرماتے ہیں: "وصح خبز الانبیاء احیاء فی قبورهم یصلون" (حاشیہ مشکوٰۃ المصابیح ج ۱ ص ۱۳۲)

اور حدیث: "انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نمازیں پڑھتے ہیں" صحیح ہے۔

حدیث: "من صلّی علیّ عند قبری سمعتہ ای سمعاً حقیقیاً بلا واسطۃ"

(بین السطور حاشیہ مشکوٰۃ المصابیح ج ۱ ص ۹۳)

حدیث شریف میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا "جو شخص میری قبر کے قریب درود پڑھتا ہے میں اسے سنتا ہوں" کا مطلب ہے کہ بغیر کسی واسطہ کے حقیقی طور پر سنتا ہے۔

حضرت مولانا محمد الیاس رحمہ اللہ لکھتے ہیں: ایک بار شرف ملاقات میں ارشاد فرمایا: کہ انبیاء علیہم السلام کی حیات جسمانی کا عقیدہ صحیح اور برحق ہے۔ رحمت دو عالم ﷺ کے مزار طیبہ پر پڑھا جانے والا درود شریف آپ بلا واسطہ سماعت فرماتے ہیں۔ یہ سماع حقیقی ہے۔

موضع نڑتوپہ کے اپنے ایک مرید کے اسی نوعیت کے سوال کے جواب میں اس کے کندھے کو پکڑ کر فرمایا کہ: "اس بدن مبارک کے ساتھ حضور ﷺ زندہ ہیں۔" (یعنی جسم مثالی نہیں، جسد عنصری میں حیات اور زندگی ہے)

(ہفت روزہ ترجمان اسلام حضرت غورغشتوی نمبر ج ۱۲، ص ۸، شمارہ ۳۸)

موت کے بعد وجود انسانی کو رب تعالیٰ برزخ میں جو زندگی عطاء فرماتے ہیں، ان میں سب سے اعلیٰ حیات حضرات انبیاء علیہم السلام کی ہے۔ اس کے بعد شہداء، پھر صالحین، پھر عام مومنین اور پھر دوسرے لوگ ہیں۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے شہداء کی حیات کا ذکر کرتے ہوئے انہیں مردہ کہنے سے منع فرمایا ہے۔

ایک جگہ ارشاد فرمایا: "ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ امواتاً۔ بل احیاء ولکن لا تشعرون (البقرۃ: ۱۵۴)"

اور جو لوگ اللہ کے راستہ میں قتل ہو گئے، انہیں مردہ مت کہو بلکہ وہ زندہ ہیں مگر تمہیں (اس کا) شعور نہیں۔

دوسرے مقام پر فرمایا: "ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتاً۔ بل احیاء عند ربهم یرزقون (آل عمران: ۱۶۹)"

اور جو لوگ اللہ کے راستہ میں قتل ہو گئے، انہیں مردہ گمان بھی نہ کرو۔ وہ تو اپنے رب کے ہاں زندہ ہیں اور انہیں رزق دیا جاتا ہے۔

حدیث میں حضرات انبیاء علیہم السلام کی حیات مبارکہ کو بیان کرتے ہوئے بھی ان کی حیات اور منجانب اللہ رزق دیئے جانے کو بیان کیا گیا ہے۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

حضور نبی کریم ﷺ کا ارشاد عالی ہے: ''ان اللہ حرّم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء نبی اللہ حی یرزق۔'' (رواہ ابن ماجہ)

اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ انبیاء کرام علیہم السلام کے بدن مبارک کو کھائے۔ اس لئے اللہ کا نبی زندہ ہوتا ہے اور اسے رزق دیا جاتا ہے۔

مذکورہ آیات حیات شہداء اور اس حدیث مبارکہ کی تشریح میں حضرت شیخ الحدیث مولانا نصیرالدین غورغشتوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: ''قولہ یرزق: رزقا معنویا فان اللہ تعالٰی قال فی حق الشہداء من امتہ بل احیاء عند ربھم یرزقون فکیف سیدھم بل رئیسھم لانہ حصل لہ ایضاً مرتبۃ الشہدآء مع مزید السعادۃ باکل الشاۃ المسمومۃ وعود سمّھا المغمومۃ وانما عصمہ اللہ تعالٰی من الشہادۃ الحقیقیۃ للبشاعۃ الصوریۃ ولا ظھار القدرۃ العاملۃ بحفظ فرد من بین اعدائہ من شر البریۃ ولا ینافیہ ان یکون ھناک رزق حسی وھو الظاھر المتبادر'' (حاشیہ مشکوۃ المصابیح کتاب الصلوۃ باب الجمعۃ ج ۱ ص ۱۳۲)

یہاں نبی کریم ﷺ کے فرمان (یرزق) انہیں رزق دیا جاتا ہے سے مراد معنوی رزق ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی امت کے شہیدوں کے حق میں فرمایا کہ: ''بل احیاء عند ربھم یرزقون'' بلکہ وہ زندہ ہیں اپنے رب کے ہاں، انہیں رزق دیا جاتا ہے۔ یہ مرتبہ شہادت آپ ﷺ کے لئے کس طرح نہیں ہوسکتا؟ آپ ﷺ تو ان شہداء کے سردار بلکہ رئیس شان عالی ہیں۔ اس لئے آپ ﷺ کو مزید سعادت کے ساتھ شہادت کا مرتبہ بکری کا زہریلا گوشت کھالینے اور (وفات سے قبل) اس زہر کا اثر پھر لوٹ آنے کی وجہ سے حاصل ہے۔ (اس وقت) اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو حقیقی شہادت سے اس وجہ سے محفوظ رکھا تاکہ آپ ﷺ کو آپ ﷺ کے دشمنوں سے جو بدترین مخلوق تھے، بچا کر اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کا اظہار ہو۔

اس مطلب سے اس بات کی نفی نہیں ہوتی کہ یہاں رزق حسی (مادی رزق) مراد ہو اور حدیث پاک کے الفاظ مبارکہ سے وہی (رزق حسی والا معنی) ظاہر ہے اور سمجھ میں آتا ہے۔

عقیدہ حیات النبی ﷺ پر شیخ الحدیث حضرت مولانا نصیرالدین غورغشتوی رحمہ اللہ سے مصدقہ ایک تحریر کی وضاحت

حدیث رسول اللہ ﷺ کی تشریح میں حضرت شیخ الحدیث مولانا نصیرالدین غورغشتوی رحمہ اللہ کے افادات سے واضح ہوتا ہے کہ آپ کے نزدیک عقیدہ حیات الانبیاء علیہم السلام امت کا متواتر اور متوارث عقیدہ ہے۔ ۱۳۷۶ھ/ ۱۹۵۷ء میں خیر المدارس ملتان میں جب اس متواتر اور متوارث عقیدہ کے انکار کا واقعہ پیش آیا تو اس کی تقریری و تحریری تردید کے بعد اختلاف کا ایک طویل سلسلہ شروع ہوا۔ چنانچہ ''اشاعت التوحید والسنہ'' کے علماء نے اپنے عقیدہ کی وضاحت میں درج ذیل تحریر مرتب کی اور اس پر پچاس علماء نے دستخط کئے۔

''حضور نبی کریم ﷺ پر وعدہ الٰہی ''انک میت وانھم میتون'' کے مطابق حقیقتاً موت واقع ہوئی۔ آپ کی روح اقدس جسد اطہر سے منقطع ہو کر جنت الفردوس میں رفیق اعلیٰ کے ساتھ شامل ہو گئی اور حضرات صحابہ

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

کبار رضی اللہ عنہم نے آپ کے جسد اطہر کو واقعی میت سمجھ کر قبر مبارک میں دفن کیا اور اس عالم دنیا سے انتقال کے بعد آنحضرت ﷺ کو عالم برزخ میں مثل شہداء بلکہ شہداء سے اعلیٰ وارفع حیات برزخیہ عطاء فرمائی گئی وہ حیات دنیویہ نہیں بلکہ اس سے بدرجہا اعلیٰ وارفع اجمل وافضل حیات برزخیہ ہے نہ کہ حیات دنیویہ لیکن اگر کوئی اس حیات کو دنیوی کے نام سے تعبیر کرے اور آپ کی حیات برزخیہ سے بھی انکار نہ کرے تو اس کو جماعت اہل سنت سے خارج نہیں کرنا چاہئے۔ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام اور خصوصاً سید الانبیاء ﷺ کو بعد الموت سب سے اعلیٰ وارفع، اجمل، افضل حیات برزخیہ عطاء فرمائی گئی ہے۔ یہ جمہور اہل السنت والجماعت کا مسلک ہے۔ اس پر کتاب اللہ، احادیث صحیحہ اور ارشادات صحابہ رضی اللہ عنہم شاہد ہیں۔''

عنایت اللہ شاہ بخاری عفی عنہ جامع مسجد گجرات

اس جواب اور فتویٰ پر پچاس حضرات کے دستخط ہیں اور تصدیق کا عنوان ''جواب صحیح'' ہے۔ ان میں سے بعض حضرات کے نام یہ ہیں: (۱) مولانا نصیرالدین صاحب غورغشتوی رحمہ اللہ، (۲) مولانا عبدالرحمن صاحب بہبودی رحمہ اللہ، (۳) مولانا ولی اللہ صاحب رحمہ اللہ انہی ضلع گجرات، (۴) مولانا غلام اللہ خان صاحب، (۵) مولانا محمد طاہر صاحب پنج پیر، (۶) مولانا قاضی شمس الدین صاحب، (۷) مولانا فیض علی شاہ صاحب، (۸) مولانا قاضی غلام مصطفیٰ صاحب مرجانی رحمہ اللہ، (۹) مولانا قاضی نور محمد صاحب رحمہ اللہ، (۱۰) مولانا محمد امیر صاحب سرگودھا بلاک نمبر ۱۸، (۱۱) مولانا احمد حسین صاحب سجاد بخاری، (۱۲) اور مولانا قاضی عصمت اللہ صاحب وغیرہم۔

(تعلیم القرآن جولائی، اگست ۱۹۶۰ء ص ۳۲)

اس تحریر پر دوسرے علماء کے ساتھ حضرت شیخ الحدیث صاحب رحمہ اللہ کے دستخط بھی موجود ہیں۔ جسے کچھ لوگ اس حوالہ سے پیش کرتے ہیں کہ حضرت شیخ الحدیث مولانا نصیرالدین غورغشتوی رحمہ اللہ بعد از وفات نبی کریم ﷺ کے جسد منور سے روح کے تعلق کے قائل نہیں۔ حالانکہ یہ محض مغالطہ ہے کیونکہ اس تحریر میں روح کے تعلق اور عدم تعلق پر کوئی بات نہیں جب کہ حاشیہ ''مشکوٰۃ المصابیح'' میں حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ نے انبیاء علیہم السلام کے علاوہ شہداء اور عام مؤمنین کے ابدان کے ساتھ روح کے تعلق کا عقیدہ پیش کیا ہے۔

اسی طرح کچھ لوگ اس تحریر کے حوالہ سے یہ بات پیش کرتے ہیں کہ حضرت شیخ الحدیث صاحب رحمہ اللہ فقط حیات برزخیہ کے قائل تھے۔ حیات دنیویہ، برزخیہ کے قائل نہ تھے۔ یہ بھی محض مغالطہ ہے کہ اس تحریر میں جس حیات دنیویہ کا انکار کیا گیا ہے۔ اس سے مراد حیات دنیوی ظاہری ہے جو مکلف احکام شرعیہ کے ہے نہ کہ حیات دنیوی برزخی ہے۔ تفصیل کے لئے (تسکین الصدور ص ۲۸۴، ماہنامہ تعلیم القرآن راولپنڈی جنوری ۱۹۶۰ء ص ۳۲) پر مولانا سجاد بخاری کا حاشیہ ملاحظہ کیا جائے۔

اس بات کی وضاحت تفصیل سے ہو چکی ہے کہ حیات برزخی اور حیات دنیوی کی اصطلاحیں متضاد نہیں بلکہ مترادف ہیں۔ البتہ جہاں میت کے لئے حیات دنیوی کا انکار ہو اس سے مراد دنیوی ظاہری ہے نہ کہ دنیوی برزخی۔ اس لئے اس تحریر میں دنیوی برزخی حیات کے عقیدہ کو اہل سنت ہی سے لکھا گیا ہے۔ حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ انبیاء علیہم السلام اور شہداء کے لئے رب تعالیٰ کے وعدہ ''یرزقون'' کی تفسیر میں رزق حسی یعنی رزق ظاہری کے قائل ہیں۔ ملاحظہ ہو (حاشیہ مشکوٰۃ المصابیح کتاب الصلوٰۃ باب الجمعۃ ج ۱ ص ۱۳۲) اس لئے اس تحریر کی بنیاد پر حضرت شیخ الحدیث صاحب رحمہ اللہ کی طرف حیات دنیوی برزخی کے انکار کی نسبت الزام محض ہے۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

نیز یہ تحریر ۱۹۶۰ء کے زمانہ کی ہے۔ اس وقت حیات برزخی سے دنیوی وجود مقدس علیہ السلام کی حیات ہی مراد لی جاتی تھی دنیوی وجود مبارکہ علیہ السلام کی حیات کا جماعتی طور پر واضح انکار تو بعد کی بات ہے۔ اس فتویٰ کے مصدقین میں سوائے مولانا عنایت اللہ شاہ گجراتی، مولانا محمد طاہر پنج پیر، مولانا محمد امیر اور مولانا سجاد بخاری رحمہم اللہ کے باقی حضرات سے صراحۃً دنیوی وجود مبارکہ علیہ السلام سے روح مبارکہ کے تعلق اور سماع صلوٰۃ وسلام عند القبر الشریف کا عقیدہ ثابت ہے۔ اس لئے اس تحریر کے مصدقین میں سے چند کے عقیدہ کو تمام علماء کے سر نہیں تھوپا جا سکتا۔

شیخ الحدیث حضرت مولانا نصیرالدین غورغشتوی رحمہ اللہ اور اشاعت التوحید والسنۃ

اشاعت التوحید والسنۃ کی بنیاد ۱۹۵۷ء میں رکھی گئی۔ اس جماعت کا مقصد امام الموحدین حضرت مولانا حسین علی رحمہ اللہ کے خلفاء، تلامذہ اور متوسلین کو توحید وسنت کے احیاء اور شرک وبدعت کی تردید کے لئے بطور جماعت نظم وضبط سے ایک جگہ اکٹھا کرنا تھا۔ علمائے حق نے اشاعت التوحید والسنۃ کی اس دعوت پر لبیک کہا مگر جب اشاعت التوحید والسنہ نے اپنے مقصد کو چھوڑ کر اپنی تمام توانیاں ردسماع موتی، انکار حیات الانبیاء علیہم السلام، انکار سماع صلوٰۃ وسلام عند القبر الشریف، انکار توسل اور اب انکار کرامات اولیاء اللہ پر لگادیں اور قائلین سماع موتی کو کافر اور مشرک کہنا اپنا وظیفہ بنالیا تو اہل حق علمائے کرام اس جماعت سے الگ ہوتے گئے۔ بقول حضرت مولانا عبدالسلام صاحب مدظلہ شیخ الحدیث جامعہ عربیہ اشاعت القرآن حضرو، اٹک "اشاعت التوحید والسنۃ کا مابہ الامتیاز مسئلہ الٰہ تھا جب کہ اب انہوں نے (اپنے اصل مقصد کو چھوڑتے ہوئے) اپنا مابہ الامتیاز "مسئلہ سماع" بنالیا ہے۔

(بیان موضع غورغشتی اٹک ۸/اگست ۲۰۰۸ء آڈیو کیسٹ احقر کے پاس موجود ہے۔ نثار احمد الحسینی)

اشاعت التوحید والسنۃ کے اصل مقصد قیام کے پیش نظر کئی علمائے حق نے ابتداء میں اس کی سرپرستی کی۔ حضرت شیخ الحدیث مولانا نصیرالدین غورغشتوی رحمہ اللہ اور مولانا عبدالرحمن کامل پوری رحمہ اللہ اور امام اہلسنت حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ وغیرہ حضرات انہی اکابر میں سے ہیں۔

ان اکابر کی سرپرستی کا مطلب اشاعت التوحید والسنہ کے مقصد قیام کی سرپرستی ہے نہ کہ اشاعت التوحید والسنہ کے اجماعی مسائل کے ردوانکار کے لامتناہی سلسلہ کی سرپرستی ہے۔

اس لئے کہ ایک تو اشاعت التوحید والسنۃ میں سرپرست کا باقاعدہ کوئی عہدہ نہ کبھی پہلے رہا ہے اور نہ اب ہے۔ اشاعۃ التوحید والسنہ کے مطبوعہ دستور کے صفحہ نمبر ۵ پر امیر سے لے کر الامین تک جو سات عہدے مقرر کئے گئے ہیں، ان میں سرپرست کوئی عہدہ نہیں اور دوسرے یہ کہ حضرات اکابر حیات انبیاء علیہم السلام، سماع صلوٰۃ وسلام عند القبر الشریف، سماع موتی اور توسل وغیرہ مسائل کے قائل اور اکابر اہل السنت والجماعت کے ساتھ ہیں۔ بالخصوص حضرت شیخ الحدیث مولانا نصیرالدین غورغشتوی رحمہ اللہ کی آخر تک یہ کوشش رہی کہ اشاعت التوحید والسنہ کے دوسرے علماء بھی ان مسائل پر اپنا رویہ تبدیل کردیں۔ ۱۳۸۸ھ/۱۹۶۹ء تک ماہنامہ تعلیم القرآن راولپنڈی کے شمارے اس پر شاہد ہیں۔

شیخ الحدیث حضرت مولانا نصیرالدین غورغشتوی رحمہ اللہ، امام الموحدین حضرت مولانا حسین علی رحمہ اللہ کے خلیفہ اعظم تھے۔ اس لئے آپ اپنے مرشد کے تمام متوسلین کے سرپرست تھے۔ چاہے ان کا تعلق اشاعت التوحید

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

والسنہ سے ہو یا نہ ہو اور حضرت مولانا حسین علی رحمہ اللہ کے متوسلین میں اگر کسی نے جادہ حق سے تجاوز کیا تو آپ نے احقاق حق کا فریضہ سرانجام دینے میں کسی رواداری کا مظاہرہ نہیں فرمایا۔ چنانچہ اشاعۃ التوحید والسنہ کے قیام کے دس سال بعد ۱۳۸۵ھ/ ۱۹۶۶ء میں آپ سے مولانا محمد طاہر رحمہ اللہ پنج پیر کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فتویٰ دیتے ہوئے ان کے عقائد کو جادہ اعتدال سے ہٹا ہوا قرار دیا اور ان کے حلقہ میں شامل ہونے سے منع فرمایا۔ حضرت شیخ الحدیث مولانا نصیرالدین غورغشتوی رحمہ اللہ کا یہ فتویٰ پشتو میں ہے۔ مولانا محمد طاہر رحمہ اللہ پنج پیر کے ہی قلم سے اس کا اردو ترجمہ پیش خدمت ہے۔

فتویٰ از مولانا نصیرالدین صاحب غورغشتوی رحمہ اللہ

۲۵ رذی الحجہ ۱۳۸۵ھ مولانا صاحب نصیرالدین غورغشتوی ایک تقریب کے سلسلے میں یارحسین تحصیل صوابی ضلع مردان تشریف لائے اور ان سے چند سوال کئے گئے جس کا جواب انہوں نے دیا۔

(۱) پنج پیریوں سے قرآن کریم کا ترجمہ کرانا اور ان کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟ (۲) توسل انبیاء واولیاء کا کیا حکم ہے؟ (۳) زیارت قبور کو جانے کا کیا حکم ہے؟ (۴) اسقاط کا کیا حکم ہے؟ (۵) سنت کے پیچھے دعا بہیئت مجموعی کا کیا حکم ہے؟

سائل خلیفہ پیر دیول عبدالرحیم طوروی حال یارحسین

الجواب

۱...... پنج پیریان قرآن کریم میں تحریف کرتے ہیں اور آیات واردہ فی حق المشرکین مومنوں پر صادق کرتے ہیں۔ ان سے قرآن کریم کا ترجمہ نہ کرانا اور ان جیسے فاسد عقائد والوں کے پیچھے نماز نہ پڑھنا۔ کسی دیندار متقی کے پیچھے پڑھو۔

۲...... توسل بالانبیاء والاولیاء جائز ہے، روداہ مشروع ہے۔ کتابوں میں تو توسل بالاعمال اور بالذوات الفاضلہ آیا ہے۔ میرا والد دعا میں بحرمت سیدالانبیاء وبحرمت سیدالمرسلین کہا کرتے تھے۔ توسل بیت اللہ وقرآن شریف وبالاولیاء غوث الاعظم جیسا کاکا صاحب اور پیر بابا وغیرہ اولیاء کرام جائز اور ان کے وسیلہ سے اللہ تعالیٰ سے سوال کرنا جائز ہے۔

۳...... زیارت کو جانا سنت ومستحب امر ہے۔ حضور ﷺ جنت البقیع کو جایا کرتے تھے اور میں بھی ماں باپ کی قبروں پر جاتا ہوں، عورتیں بھی گاؤں کے زیارت کو احتمال فتنہ نہ ہو اکیلی جاسکتی ہیں اور اگر زیارت دور ہو تو محرم کے ساتھ جیسا کہ حج کے لئے۔

۴...... اسقاط قضا نمازوں اور روزوں کا کفارہ ہے۔ میں نے اپنی بی بی (عورت) کا بہت اسقاط کیا تھا۔ اسقاط گاؤں کی مسجد میں اور جنازہ گاہ میں ہوسکتا ہے مگر علماء طلباء، غرباء جنازہ گاہ میں جمع ہوتے ہیں تو وہاں بہتر ہے اور دور تو حیلہ ہے اور قرآن پاک دائرہ اسقاط میں رکھنا اچھا اور بہتر ہے۔ اس سے تزکیہ حاصل ہوتا ہے اور اسقاط بھی اس سے ہوتا ہے کیونکہ مصحف مال متقوم ہے۔

۵...... دعا بعد السنت جمع کے ساتھ اور میرے بڑے بھی اور میرے استادان بھی کرتے تھے۔ سنت کے پیچھے

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

دعا ایسا ہے، جیسا کہ فرضوں کے پیچھے کیونکہ سنت مکمل اور تابع متمم فرضوں کے ہیں فرضوں سے الگ نہیں بلکہ فرضوں کے بعد میں دیر لگانا نہیں چاہئے۔ فوراً اٹھنا چاہئے۔

پھر ہم چار نفر جس میں خلیفہ پیر دیول عبدالرحیم ان کے ساتھ غور غشتی تک چلے گئے اور حضرت شیخ الحدیث نے وہاں فرمایا توسل اور زیارت کو شرک کہنے والے دعا بعد السنت بہ ہیئت الاجتماع کو بدعت کہنے والوں کے پیچھے اقتداء نہ کرنا، ترجمہ ان سے نہ پڑھنا، درد وتدریس ان سے نہ کرنا۔ یہ قرآن میں تحریف کرتے ہیں اور لوگوں کو مشرک کہتے ہیں بلکہ اہل السنت والجماعت کو مشرک اور پھر اس نے ان پانچ مسئلوں پر دستخط کر دیا۔

نصیر الدین (دستخط شیخ الحدیث صاحب[1])

حضرت شیخ الحدیث مولانا نصیر الدین غور غشتوی رحمہ اللہ کے اس فتویٰ کے جواب میں مولانا محمد طاہر رحمہ اللہ پنج پیر نے "الانتصار لسنۃ سید الابرار ﷺ" کے نام سے مستقل کتاب لکھی جو ان کی زندگی میں چھپی اور اب بھی چھپ رہی ہے۔

الانتصار میں انہوں نے حضرت شیخ الحدیث صاحب رحمہ اللہ کے متعلق لکھا:

۱...... میرے دل میں مولانا کا احترام تو ضرور ہے مگر ان کے خلاف سنت فتویٰ کو قبول کرنا دین کے خلاف سمجھتا ہوں۔ (الانتصار لسنۃ سید الابرار ﷺ ص ۳۸ مطبوعہ دار القرآن پنج پیر سرحد طبع جدید)

۲...... کیا اکابر مشائخ کو خلاف سنت دیکھ کر اس سے چشم پوشی کرنا بھی دین ہے۔ (ایضاً ص ۱۱)

۳...... مگر آج کل یہی پیشہ ور متاکلین بالدین (دین کے نام پر کھانے والے) پیشواء اور بزرگ ومقتدا ہیں۔ (ایضاً ص ۱۶)

۴...... اگر کسی طالب علم نے کہا حضرت! آپ کو صراحۃً انک انت العزیز الکریم اور یا ان کثیراً من الاحبار والرھبان لیأکلون اموال الناس بالباطل بنایا گیا ہے تو فوراً اپنے لئے خطرہ سمجھنا۔ مثل مشہور ہے کہ چور کی داڑھی میں تنکا۔ (الانتصار لسنۃ سید الابرار ﷺ ص ۱۴ مطبوعہ دار القرآن پنج پیر سرحد طبع جدید)

۵...... مولانا صاحب چونکہ محدث اور متدین تھے ان کے شایان شان یہ فتویٰ نہیں تھا۔ اگرچہ وہ اوّل سے ہی انہی بدعات میں ملوث چلے آئے ہیں۔ (ایضاً ص ۸۶)

مولانا محمد طاہر مرحوم پنج پیر نے شیخ الحدیث مولانا نصر الدین غور غشتوی رحمہ اللہ کے اس فتویٰ کو حضرت سید احمد شہید رحمہ اللہ کے خلاف دیئے گئے ایک صدی قبل کے فتویٰ کی بازگشت قرار دیا ہے۔

چنانچہ لکھتے ہیں:

۱...... یہ فتویٰ کوئی نیا نہیں اور نہ ہمارے ملک میں یہ کوئی نیا تازہ فتویٰ ہے۔ البتہ یہ تھوڑا اور چند اجزاء اس فتوے کے ہیں جو ۱۲۴۴ھ، ۱۲۶۵ھ، ۱۲۸۱ھ میں حضرت امام المجاہد سید احمد شہید رحمہ اللہ والامام محمد اسماعیل شہید رحمہ اللہ کے متعلق ہوا تھا۔ جب آپ اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے ۱۲۴۱ھ میں اس ملک میں تشریف لائے۔ (ایضاً ص ۱۸)

---

[1] (الانتصار لسنۃ سید الابرار ﷺ ص ۵، ۶ طبع اوّل مکتبہ سیفیہ، منکورہ طبع جدید، دار القرآن، پنج پیر سرحد ص ۶، ۷، ۸۔

(نوٹ) حضرت شیخ الحدیث مولانا نصیر الدین غور غشتوی صاحب رحمہ اللہ پشتو فتویٰ کا یہ اردو ترجمہ الانتصار طبع اوّل کے مطابق ہے۔ طبع پنج پیری میں فتویٰ کے ترجمہ میں تبدیلی کی گئی۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

۲...... اس حیلہ کو جائز بتلانے والے پھر اپنے پیشرو کے تابعدار ہیں جو آج سے سوا سو سال قبل حضرت شاہ اسماعیل شہید رحمہ اللہ نے ایک اجتماع میں رد کیا تھا۔ (ایضاً ص ۲۶)

۳...... اور مولانا کا یہ فتویٰ کہ ترجمہ ان سے نہ پڑھنا یہی فتویٰ آج سے سوا صدی قبل حضرت شاہ صاحب کے فسادات میں بیان کیا گیا تھا۔ (ایضاً ص ۴۸)

جواب کا منتظر ہوں۔ میں خود حاضر ہوتا مگر آپ کو معلوم ہے کہ میں دین کے معاملے میں کبھی کسی کے سامنے جھکتا نہیں، حاضری میں ایسا نہ ہو کہ تلخ کلامی ہو جائے۔ (الانتصار لسنۃ سید الابرار ص ۱۰،۱۱ مطبوعہ دارالقرآن پنج پیر سرحد طبع جدید)

شیخ الحدیث مولانا نصیرالدین غورغشتوی رحمہ اللہ کے اس فتویٰ اور مولانا طاہر پنج پیری رحمہ اللہ کے جواب میں مولانا محمد طاہر پنج پیری کے تلامذہ اور معتقدین میں حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ کے متعلق جو شدت پیدا کی وہ آج بھی موجود ہے۔ چنانچہ مولانا محمد طاہر رحمہ اللہ کے سوانح نگار میاں محمد الیاس صاحب حال ہی جولائی ۲۰۰۹ء میں مطبوعہ کتاب ''مولانا محمد طاہر اور ان کی قرآنی تحریک'' میں لکھتے ہیں: ''موضوع زیر بحث میں مشاہدہ ہوا ہے کہ حضرت مولانا محمد طاہر کے غالی مقلدین مولانا نصیرالدین صاحب کے بارے میں بڑے ناز یبا کلمات کہنے سے دریغ نہیں کرتے۔ (ص ۱۷۸)

حضرت شیخ الحدیث مولانا نصیرالدین غورغشتوی رحمہ اللہ نے اپنے اس فتویٰ میں مولانا محمد طاہر رحمہ اللہ پنج پیر کے پیرکاروں کے درس قرآن میں شرکت کرنے اور ان کی اقتداء میں نماز سے منع فرمایا ہے یہ تو حضرت شیخ الحدیث صاحب رحمہ اللہ، علمائے دیوبند رحمہم اللہ اور علمائے اشاعت التوحید والسنۃ کے عقائد میں اختلاف کی تفصیل اور اس پر علمائے دیوبند رحمہم اللہ کے فتاویٰ اس کتاب میں موجود ہیں۔ یہی صورت حال مسئلہ توسل میں ہے۔ عورتوں کے مزارات پر جانے کے جواز کو حضرت شیخ الحدیث صاحب رحمہ اللہ نے احتمال فتنہ نہ ہونے کی شرط سے مشروط اور سفر کی ضرورت ہو تو سفر حج جیسی شرائط کی موجودگی میں اسے جائز قرار دیا ہے۔

مولانا محمد طاہر صاحب رحمہ اللہ پنج پیر نے حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ پر حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کے لئے غوث الاعظم کے لقب پر اعتراض کرتے ہوئے اسے شرک بواح (کھلا شرک) قرار دیا ہے۔ اولیاء اللہ کے لئے غوث، قطب، ابدال، وغیرہ القاب متقدمین کی تصانیف میں ملتے ہیں۔ امام التبلیغ حضرت مولانا محمد الیاس کاندھلوی رحمہ اللہ کے خلیفہ مجاز اور رفیق خاص حضرت مولانا احتشام الحسن کاندھلوی رحمہ اللہ نے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کی سوانح غوث اعظم کے نام سے لکھی۔ مولانا محمد طاہر رحمہ اللہ پنج پیر کے استاذ اور مرشد حضرت مولانا حسین علی رحمہ اللہ نے بھی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کے لئے غوث اعظم کا لقب نقل کیا ہے۔ چنانچہ ان کی حیات میں مطبوعہ ان سے منسوب تفسیری افادات ''بلغۃ الحیران'' طبع اوّل کے (ص ۴) پر مولانا فاضل لاثانی یار محمد ملتانی صاحب کے علم غیب پر مرتب مضمون میں ہے: ''مسلمانو! غوث اعظم فرماتے ہیں'' الخ!

اسی طرح مولانا حسین علی رحمہ اللہ نے اپنے مرشد حضرت خواجہ محمد عثمان رحمہ اللہ کا اجازت نامہ برائے حضرت خواجہ سراج الدین رحمہ اللہ نقل کیا ہے، اس میں حضرت خواجہ دوست محمد قندھاری رحمہ اللہ کو ''غوث الکاملین'' لکھا گیا ہے اور جو اجازت نامہ حضرت مولانا حسین علی رحمہ اللہ کے لئے ہے اس میں ''پیر دستگیر'' لکھا گیا ہے۔

یہاں یہ تذکرہ بھی دلچسپی سے خالی نہ ہوگا کہ ''بلغۃ الحیران'' اب مولانا محمد حسین نیلوی رحمہ اللہ کے شاگرد

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

ڈاکٹر ابوسلمان سراج الاسلام حنیف صاحب کی تسہیل سے اشاعت اکیڈمی، پشاور سے طبع ہو رہی ہے۔ اس میں ڈاکٹر صاحب موصوف نے ان اجازت ناموں میں غوث اور پیر دستگیر کے الفاظ پر بحوالہ علامہ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ اعتراض کیا ہے مگر علم غیب پر "بلغۃ الحیران" طبع اوّل (ص ۴) کی مذکورہ عبارت:

مسلمانو! "حضرت غوث اعظم فرماتے ہیں" الخ! کو تبدیل کر کے لکھا مسلمانو! شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ الخ! (تسہیل بلغۃ الحیران طبع ۱۴۲۹ھ/ ۲۰۰۸ء ص ۴۵، اشاعت اکیڈمی پشاور)

اب یہ وضاحت ڈاکٹر ابوسلمان سراج الاسلام صاحب ہی کریں گے کہ یہ تسہیل ہے یا تحریف؟

حضرت شیخ الحدیث مولانا نصیرالدین غورغشتوی رحمۃ اللہ علیہ اسقاط (فدیہ صوم وصلوۃ) اور دعاء بعد از سنن کے جواز میں فقہاء احناف کی عبارات کو پیش فرماتے تھے۔ جیسا کہ حیلہ اسقاط پر خود "الانتصار" میں مولانا محمد طاہر رحمۃ اللہ علیہ پنج پیر نے حضرت مولانا مفتی شفیع رحمۃ اللہ علیہ کا جو فتویٰ نقل کیا ہے، اس میں حضرت مفتی صاحب نے جواز کے قائل فقہائے احناف کے دلائل اور شرائط کو ذکر فرمایا ہے۔

دعاء بعد از سنن بہ ہیئت اجتماعی میں حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ علمائے ماوراء النہر کے مؤقف کو پیش فرماتے تھے اور ان کے ہاں مستحب کے انکار پر تنبیہ فرماتے تھے۔ ملاحظہ ہو (الانتصار لسنۃ سید الابرار ﷺ ص ۳۵ طبع جدید)

اور حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی مروجہ دعاء بعد از سنن کے لازم سمجھنے کو بدعت قرار دیا ہے نہ کہ محض جواز کو۔ ملاحظہ ہو (الانتصار لسنۃ سید الابرار ﷺ ص ۵۳ تا ۵۵ طبع جدید)

حضرت شیخ الحدیث مولانا نصیرالدین غورغشتوی رحمۃ اللہ علیہ کے فقہائے احناف کے اقوال پر مبنی مؤول مؤقف اور محض قول جواز پر ان کے فتویٰ کے رد اور انہیں بدعتی قرار دینے پر حضرت شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان رحمۃ اللہ علیہ اور دوسرے علماء نے مولانا محمد طاہر رحمۃ اللہ علیہ پنج پیر سے اختلاف کیا جس کے نتیجہ میں اشاعت التوحید والسنۃ میں شدید اختلاف پیدا ہوا۔ "جمعیت اشاعۃ التوحید والسنۃ" ٹوٹ گئی اور مولانا محمد طاہر رحمۃ اللہ علیہ پنج پیر نے اپنی الگ "جماعت اشاعۃ التوحید والسنۃ" بنائی۔ مولانا محمد طاہر رحمۃ اللہ علیہ پنج پیر کے صاحبزادہ اور جانشین مولانا محمد طیب صاحب امیر اشاعۃ التوحید والسنہ، مہتمم دارالقرآن پنج پیر لکھتے ہیں:

۱۹۶۶ء میں بعض بدعات کی تائید میں شیخ الحدیث مولانا نصیرالدین غورغشتوی رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ شائع ہوا تو حضرت شیخ القرآن (مولانا محمد طاہر) نے جمعیت اشاعۃ التوحید والسنۃ کے حضرات سے کہا کہ ہمارے جماعتی اصولوں میں یہ بات مصرح ہے کہ بدعات کی تائید کرنے والے سے بیزاری کا اعلان کیا جائے گا۔ اس لئے آپ حضرات ان سے اظہار برأت کریں۔ خطیب اسلام حضرت مولانا سید عنایت اللہ شاہ بخاری، شیخ الحدیث حضرت مولانا قاضی شمس الدین اور حضرت مولانا میاں خدا بخش حضروی رحمہم اللہ کے علاوہ سب نے انکار کر دیا۔ اس پر حضرت شیخ نے فرمایا کہ میں جمعیت کے ساتھ نہیں چل سکتا اور جماعۃ اشاعۃ التوحید والسنہ کے قیام کا اعلان فرما دیا۔ کچھ عرصہ کے بعد اشاعۃ التوحید والسنۃ کے تحت اتحاد ہو گیا اور یہ پایا کہ سرحد، سندھ اور بلوچستان کی سطح پر جماعت اشاعۃ التوحید والسنۃ کے نام سے کام کیا جائے گا۔ جب کہ پنجاب میں جمعیت اشاعۃ التوحید والسنۃ کے نام پر کیونکہ پنجاب میں مختلف مساجد اور مدارس اس نام سے رجسٹرڈ تھے اور یوں احباب کے لئے پیچیدگیاں اور الجھنیں پیدا ہو سکتی تھیں۔ (ابوالیمانؔ) (بقیۃ الاثار من الحیاۃ المستعار ص ۸٦ مطبوعہ رمضان ۱۴۲۱ھ دسمبر ۲۰۰۰ء دارالقرآن پنج پیر)

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

مولانا محمد طاہر رحمہ اللہ پنج پیر نے شیخ الحدیث مولانا نصیر الدین غورغشتوی رحمہ اللہ کے حمایتی علماء سے شکوہ کرتے ہوئے لکھا:

۱...... آج کل اوروں سے کیا گلہ جو اپنے آپ کو حق پرست بتلاتے ہیں، وہ بھی اپنے دوست یا پیر و مرشد اور شیخ کو مرتکب بدعات دیکھ کر ساکت و صامت ہوتے ہیں اور کتمان حق کو مصلحت وقت و حکمت جانتے ہیں اور نہیں سمجھتے کہ وہ موجب وعید ملعون اور قاسیۃ القلوب، محرفین للکتاب ہوتے ہیں۔ (الانتصار لسنۃ سید الابرار ﷺ ص ۴)

۲...... ہمارے بعض دوست جو اپنے آپ کو متبعین سنت کہتے ہیں وہ صامتین وساکتین عن رد المنکر ہو گئے اور نقض میثاق بیان حق کر کے قل ان کان آباء کم (الایۃ) کی وعید سے نہیں ڈرتے، سنت کے مقابلے میں کسی کی عظمت شیخوخت کیا چیز ہے۔ (الانتصار لسنۃ سید الابرار ﷺ ص ۶۰)

مولانا محمد طاہر پنج پیری رحمہ اللہ نے اپنے استاذ حضرت شیخ الحدیث مولانا نصیر الدین غورغشتوی رحمہ اللہ کے جواب میں اپنی اس کتاب ''الانتصار'' میں جواب دینے میں سخت زبان اختیار کی۔ چنانچہ مولانا محمد طاہر پنج پیر کے سوانح نگار میاں محمد الیاس صاحب لکھتے ہیں:

جسے استاد و شاگرد کے رشتہ و تعلق کے پیش نظر اگرچہ وضاحت و بیان صفائی قرار دینا زیادہ مناسب ہے، مگر لہجہ کی سختی نے اسے جواب بنا دیا ہے۔ (مولانا محمد طاہر اور ان کی قرآنی تحریک ص ۲۰۲)

مولانا (محمد طاہر پنج پیری) کا اپنے شیخ سے اختلاف ثابت کرتا ہے کہ دین کے معاملے میں دین کو اوّلیت اور فوقیت حاصل ہے نہ کہ استاذ کو۔ (مولانا محمد طاہر اور ان کی قرآنی تحریک ص ۱۳۱)

حضرت شیخ الحدیث مولانا نصیر الدین غورغشتی رحمہ اللہ کی شخصیت اسی وجہ سے اکابر اشاعۃ التوحید والسنۃ میں متنازعہ رہی۔ شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان رحمہ اللہ، حضرت شیخ الحدیث صاحب رحمہ اللہ کے احترام میں سینہ سپر رہے۔ جب کہ مولانا محمد طاہر مرحوم پنج پیر نے حضرت شیخ الحدیث صاحب رحمہ اللہ ہی سے اختلاف کی وجہ سے ''جمعیت اشاعۃ التوحید والسنۃ'' سے علیحدگی اختیار کر کے جماعت اشاعت التوحید والسنۃ کے نام سے ایک الگ جماعت کی بنیاد رکھی۔ یہاں تک کہ حضرت شیخ القرآن کے وصال ۱۹۸۱ء کے بعد مولانا محمد طاہر رحمہ اللہ کو ۱۹۸۵ء میں اشاعۃ التوحید والسنۃ کا امیر منتخب کر کے اشاعۃ التوحید والسنۃ میں شامل کیا گیا اور انہوں نے جماعت اشاعۃ التوحید والسنۃ ختم کر دی۔

چنانچہ مولانا محمد طاہر رحمہ اللہ پنج پیر کے حالات میں مولانا محمد طیب طاہری امیر اشاعۃ التوحید والسنۃ کے شاگرد رشید مولانا حبیب اللہ مختار (گھڑی کپورہ، مردان) لکھتے ہیں:

مولانا (محمد طاہر رحمہ اللہ پنج پیر) نے پنج پیر میں دار القرآن کے نام سے ایک بڑی درسگاہ کی بنیاد رکھی اور اس سے کئی شمعیں روشن ہوئیں۔ انہوں نے قرآن وسنت کی دعوت اور شرک وبدعت کی تردید و مذمت کا حق ادا کر دیا۔ دعوت توحید کی شدت میں اس حد تک چلے گئے کہ حیلہ اسقاط کے مسئلہ میں اپنے استاذ حدیث مولانا نصیر الدین غورغشتی صاحب رحمہ اللہ کے فتوے کے جواب میں ایک رسالہ بنام ''الانتصار لسنۃ سید الابرار ﷺ'' لکھا۔

......۱۹۵۷ء میں مولانا حسین علی رحمہ اللہ کے تلامذہ و خلفاء کے ساتھ مل کر جمعیت اشاعت التوحید والسنۃ قائم کی اور اس کے صوبائی امیر مقرر کیے گئے تھے۔ شوریٰ میں فیصلہ ہوا تھا کہ کسی نے بدعت کیا اور پھر معافی کے بجائے

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

اس پر مصر رہا تو ہم ان سے بائیکاٹ کریں گے۔ چنانچہ جب مولانا نصیرالدین غورغشتوی رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ شائع ہوا تو ان سے بائیکاٹ کے بارے میں پنجاب کے کچھ علماء لیت ولعل کرتے رہے۔ اس وجہ سے شیخ القرآن مولانا محمد طاہر رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے علیحدگی اختیار کر کے جماعت اشاعت التوحید والسنۃ کی بنیاد رکھی جس کے آپ امیر مقرر ہوئے۔ اس جماعت نے صوبہ سرحد میں دعوت توحید، اشاعت سنت اور تردید شرک وبدعات کے سلسلے میں نمایاں خدمات سرانجام دیں۔ ۱۹۸۵ء میں مولانا سید عنایت اللہ شاہ صاحب بخاری رحمۃ اللہ علیہ (گجرات) کی تحریک پر پنجاب اور جماعت صوبہ سرحد کی اشاعتی کام آپس میں ادغام ہوا اور شیخ القرآن (مولانا محمد طاہر) پنج پیر مرکزی امیر منتخب ہوئے۔ (چمنستان اشاعت ص ۶۵، ۶۶ مطبوعہ اشاعت اکیڈمی پشاور ۱۴۲۸ھ/۲۰۰۷ء)

اس تفصیل سے وضاحت ہوجاتی ہے کہ حضرت شیخ الحدیث مولانا نصیرالدین غورغشتوی رحمۃ اللہ علیہ کی سرپرستی سے اشاعت التوحید والسنۃ کے اختلافی مسائل کی سرپرستی مراد لینا یا انہیں اشاعۃ التوحید والسنۃ کے باقاعدہ عہدے دار کے طور پر سرپرست کہنا درست نہیں۔ حضرت شیخ الحدیث صاحب اشاعۃ التوحید والسنہ کے بطور عہدے دار سرپرست تو دور کی بات ہے کبھی باقاعدہ رکن تک نہیں رہے۔ اس وقت اشاعۃ التوحید والسنۃ میں حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور سماع صلوۃ وسلام عندالقبر الشریف کے قائلین حضرات بھی تھے اور منکرین بھی قائلین میں حضرت مولانا قاضی نور محمد، حضرت مولانا قاضی شمس الدین، شیخ القرآن حضرت مولانا غلام اللہ خان اور حضرت مولانا غلام مصطفیٰ مرجانی، مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمۃ اللہ علیہم مشہور حضرات ہیں۔ اس لئے اشاعت التوحید والسنۃ کے سرپرست حضرات منکرین کے انکار کو ان کی ذاتی روش سمجھ کر برداشت کرتے رہے اور کچھ حضرات جیسا کہ حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمۃ اللہ علیہ منکرین کی سختی کو دیکھتے ہوئے ابتدائی زمانہ ہی میں ان سے الگ ہوگئے تھے۔

''اشاعت التوحید والسنۃ'' نے سماع صلوۃ وسلام عندالقبر الشریف پر جماعتی موقف کے طور پر انکار کا متفقہ فیصلہ ۱۴۰۲ھ/۱۹۸۱ء میں دیا۔ حضرت شیخ الحدیث مولانا نصیرالدین غورغشتوی رحمۃ اللہ علیہ اس فیصلہ سے ۱۲ سال پہلے ۱۳۸۸ھ/۱۹۶۹ء میں فوت ہوچکے تھے۔ جب کہ شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان رحمۃ اللہ علیہ اس فیصلہ سے ایک سال پہلے ۱۴۰۰ھ/۱۹۸۰ء میں وفات پاچکے تھے۔ اس لئے ۱۴۰۲ھ/۱۹۸۱ء کے بعد اشاعت التوحید والسنۃ نے امت کے اجماعی مسائل سے انکار وتردید کی جو جماعتی پالیسی اختیار کی۔ حضرت شیخ الحدیث مولانا نصیرالدین غورغشتوی رحمۃ اللہ علیہ کا اس سے کوئی تعلق نہیں۔

حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ پر فتویٰ پنج پیر سے رجوع کا الزام

مولانا محمد طاہر رحمۃ اللہ علیہ پنج پیر کے سوانح نگار میاں محمد الیاس صاحب اپنے علم وتحقیق کے نت نئے شگوفے چھوڑ کر خود ساختہ تاریخ وضع کرنے کی صلاحیتیں رکھتے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے حضرت شیخ الحدیث مولانا نصیرالدین غورغشتوی رحمۃ اللہ علیہ کے فتویٰ پنج پیر کے متعلق نیا شگوفہ چھوڑا ہے کہ انہوں نے اپنے فتویٰ سے رجوع کرلیا تھا۔ ملاحظہ ہو (مولانا محمد طاہر اور ان کی قرآنی تحریک ص ۱۷۸، ۲۳۴)

میاں محمد الیاس صاحب نے حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ کے اپنے فتویٰ پنج پیر سے رجوع پر دو ثبوت پیش کیے ہیں:

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

ایک حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ کا شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان رحمۃ اللہ علیہ کی تقاریر کی تائید کرنا اور شیخ القرآن کا اس تائید میں حیلہ اسقاط کی تردید میں تقریر کرنا اور دوسرا شیخ الحدیث کا حیلہ اسقاط کے بدعت ہونے کے فتویٰ پر دستخط کرنا۔

میاں محمد الیاس صاحب کی یہ دونوں باتیں خلاف حقیقت ہیں پہلی بات تو یہ ہے کہ: حضرت شیخ الحدیث صاحب کے فتویٰ میں صرف حیلہ اسقاط کا مسئلہ نہ تھا جس کی بنیاد پر اس فتویٰ سے ان کا رجوع ثابت کیا جائے بلکہ اس فتویٰ میں حضرت شیخ الحدیث نے مولانا محمد طاہر رحمۃ اللہ علیہ پنج پیری اور ان کے حلقہ کے لوگوں کو ترجمہ قرآن میں تحریف کا مرتکب قرار دیا تھا۔ اس لئے صرف حیلہ اسقاط کے مسئلہ پر پورے فتویٰ کو کس طرح مرجوع کہا جا سکتا ہے۔ دوسرے شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان رحمۃ اللہ علیہ کی کوئی ایک تقریر بھی میاں محمد الیاس صاحب پیش نہیں کر سکتے۔ جس میں حیلہ اسقاط کی تردید ہو اور حضرت شیخ الحدیث نے اس کی تائید فرمائی ہو، تیسرے حضرت شیخ الحدیث حیلہ اسقاط کی مطلقاً نہ تائید فرماتے تھے نہ تردید بلکہ وہ اس مسئلہ میں فقہائے احناف کی بیان کردہ شرائط کا التزام فرماتے تھے جس کی طرف اشارہ خود ان کے فتویٰ میں موجود ہے۔

شیخ الحدیث مولانا عبدالقدیر رحمۃ اللہ علیہ کے رسالہ ''توثیق الکلام'' پر حضرت شیخ الحدیث مولانا نصیرالدین غورغشتوی رحمۃ اللہ علیہ کی تائید بھی حیلہ اسقاط کی مطلقاً تردید پر دلالت نہیں کرتی۔ میاں محمد الیاس صاحب اگر ''توثیق الکلام'' کو دیکھ لیتے تو شائد ایسے بے تکی باتیں نہ لکھتے۔

میاں محمد الیاس صاحب کی دلچسپی کے لئے یہاں یہ وضاحت بھی ضروری ہے کہ حضرت شیخ الحدیث مولانا نصیرالدین غورغشتویؒ کا فتویٰ پنج پیران کے ''توثیق الکلام'' پر تائیدی دستخط کے بعد کا ہے۔ چنانچہ مولانا محمد طاہر پنج پیر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ''توثیق الکلام فی رد حیلۃ الاسقاط المروّجہ فیما بین الانام'' جس میں فتاویٰ مفتیان پاکستان وعلماء مدینہ منورہ میں ہیں سب نے اس حیلہ کو بدعت قرار دیا ہے۔ مولانا نصیرالدین صاحب کا خود اپنا فتویٰ اس میں ہے نہ معلوم مولانا کو کس نے دھوکہ دیا یا وہ خود لغزش کھا گئے۔ (الاختصار لسنۃ الابرار ص ۷ ۳ طبع جدید)

مولانا محمد طاہر رحمۃ اللہ علیہ پنج پیر کے مذکورہ اقتباس سے وضاحت ہو جاتی ہے کہ حضرت شیخ الحدیث مولانا نصیرالدین غورغشتوی رحمۃ اللہ علیہ کے توثیق الکلام پر دستخط پہلے کے ہیں جب کہ فتویٰ پنج پیر پر اس کے بعد دستخط ہوئے جب کہ یہاں میاں محمد الیاس صاحب توثیق الکلام پر حضرت شیخ الحدیث مولانا نصیرالدین غورغشتوی رحمۃ اللہ علیہ کے دستخط کو فتویٰ پنج پیر سے رجوع کی دلیل بنا رہے ہیں۔ مؤرخ اشاعت میاں محمد الیاس صاحب نے یہاں نیا نظریہ پیش کیا ہے کہ: راجع کا وجود مرجوع سے پہلے ہوتا ہے۔

قیامت سے پہلے قیامت ہے یا رب   یہ کس کے حسن کی گل کاریاں ہیں

حضرت شیخ الحدیث مولانا نصیرالدین غورغشتوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے فتویٰ پنج پیر پر آخر تک قائم رہے کبھی رجوع نہیں فرمایا۔ مولانا محمد اسحاق صاحب مدظلہ (ویسہ اٹک) جنہیں میاں محمد الیاس صاحب نے دار القرآن پنج پیر کے ممتاز فضلاء اور مولانا محمد طاہر رحمۃ اللہ علیہ پنج پیری کے قریبی تلامذہ میں شمار کیا ہے حضرت شیخ الحدیث مولانا نصیرالدین غورغشتوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں آخر عمر میں حاضر ہوئے۔ ان کے پاس حضرت شیخ الحدیث کا فتویٰ پنج پیر مطبوعہ تھا۔ حضرت شیخ الحدیث سے پوچھا کہ کیا یہ آپ کا فتویٰ ہے؟ حضرت شیخ الحدیث نے فرمایا ہاں! یہ میرا ہی فتویٰ ہے

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

اور اس پر اپنی تصدیقی مہر بھی لگوا کر دی۔ مولانا محمد اسحاق مدظلہ کی یہ روایت خود ان کے قلم سے کتاب ہذا کے (ص ۸۲، ۸۳) پر مطبوعہ فتویٰ پنج پیر کے آخر میں دیکھی جا سکتی ہے۔ اس لئے میاں محمد الیاس صاحب کا دعویٰ کہ حضرت شیخ الحدیث نے اپنے فتویٰ سے رجوع کر لیا تھا۔ ان کی دوسری وضعی مؤرخانہ تحقیقات کی طرح ایک خودساختہ تحقیق ہے۔ میاں محمد الیاس صاحب کی یہ خودساختہ تحقیق ان کی اپنی نگارشات سے بھی متصادم ہے کہ آنہوں نے حضرت شیخ الحدیث مولانا نصیرالدین غورغشتوی رحمہ اللہ کے متعلق لکھا ہے:

مولانا محمد طاہر نے کوشش کی کہ حضرت شیخ الحدیث مذکورہ بالا اشتہار سے برأت کا اظہار کر دیں گے۔ مگر انہوں نے تقاضائے عمر کے عین مطابق توجہ نہ فرمائی۔ (مولانا محمد طاہر اور ان کی قرآنی تحریک ص ۱۳۰)

اور ان کے فتویٰ کی کوئی تاویل بھی نہیں کی جا سکتی۔ اس کے باوجود مؤلف شیخ الحدیث کا بے حد احترام کرتا ہے اور سمجھتا ہے کہ انہیں طویل العمری (۸۹ برس) کی رعایت دی جاتی تو زیادہ بہتر ہوتا۔ وہ اس وقت عمر طبعی کی اس منزل پر تھے۔ جب انسانی قویٰ جواب دے جاتے ہیں اور وہ ثم جعلنا کم شیوخا کا مصداق بن گئے تھے۔ جن لوگوں کو اپنے زائد العمر بوڑھے والدین کی خدمت کرنا پڑی ہے وہ راقم سے اتفاق کریں گے کہ اس عمر میں انسانی ذہن کی کیا حالت ہو جاتی ہے۔

میاں محمد الیاس صاحب کی یہ رائے ان کے اپنے خاندان کے بوڑھوں کے متعلق تو ممکن ہے درست ہو، مگر حضرت شیخ الحدیث مولانا نصیرالدین غورغشتوی رحمہ اللہ جیسی عظیم ہستی کے متعلق درست نہیں۔ حضرت شیخ الحدیث صاحب ان عظیم ہستیوں میں سے تھے جن کا بچپن، جوانی، بڑھاپا قرآن وسنت کی خدمت میں گزرا انہوں نے بڑھاپے کی منزلیں علوم دینیہ کے نور میں گزاریں، ان کے بڑھاپے نے ان کے حافظہ، فہم وفراست اور روحانی صلاحیتوں کو جلا بخشی۔ میاں محمد الیاس صاحب کا حضرت شیخ الحدیث مولانا نصیرالدین غورغشتوی رحمہ اللہ کے بڑھاپے پر یوں گستاخانہ تبصرہ ان کے ماحول کے اس خاص ٹیکسالی گستاخانہ رویہ کی غمازی کرتا ہے، جہاں ادب شرک ہے اور توحید کے نام پر بے ادبی جرأت کہلاتی ہے۔

میاں محمد الیاس صاحب کا یہ تبصرہ ان کے اس وضعی شگوفہ سے متضاد ہے کہ ادھر وہ حضرت شیخ الحدیث کے بڑھاپے کا مذاق اڑا کر ان کے فتویٰ کو ایک بوڑھے آدمی کی بوڑھی رائے قرار دینا چاہتے ہیں اور ادھر اسی عمر میں ان سے رجوع بھی ثابت کر رہے ہیں۔ اگر میاں صاحب کی تاریخ نگاری کا یہی اسلوب رہا تو وہ اشاعۃ التوحید والسنۃ کے اکابر کے ساتھ وہی سلوک کریں گے جو انہوں نے شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان رحمہ اللہ کی سوانح میں اشاعۃ التوحید والسنۃ کے ساتھ کیا ہے۔

میاں محمد الیاس صاحب کی خدمت میں آخری گزارش کے ساتھ اپنی بات سمیٹتا ہوں جمعیت اشاعۃ التوحید والسنۃ میں اختلاف حضرت شیخ الحدیث صاحب کے اسی فتویٰ پنج پیر کی بناء پر ہوا اور شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان رحمہ اللہ، حضرت شیخ الحدیث صاحب کی حمایت میں سینہ سپر رہے۔ یہ فتویٰ ۱۹۶۶ء میں شائع ہوا، ۱۹۶۶ء ہی میں مولانا محمد طاہر رحمہ اللہ پنج پیری جمعیت اشاعۃ التوحید والسنۃ سے علیحدہ ہوئے۔ ۱۹۶۷ء میں انہوں نے اپنی الگ جماعت اشاعت التوحید والسنۃ بنائی۔ ۱۹۶۹ء میں حضرت شیخ الحدیث صاحب کا وصال ہو گیا، مگر مولانا محمد طاہر رحمہ اللہ پنج پیری کا حضرت شیخ الحدیث کے فتویٰ کی بنیاد پر شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان رحمہ اللہ سے یہ اختلاف آخر تک رہا۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

یہاں تک کہ ۱۹۸۰ء میں شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہوا تو ۱۹۸۵ء میں مولانا محمد طاہر رحمۃ اللہ علیہ پنج پیری نے اپنی جماعت اشاعت التوحید والسنہ کا جمعیت اشاعۃ التوحید والسنہ میں ادغام کرتے ہوئے اشاعۃ التوحید والسنہ نام رکھا۔ اگر حضرت شیخ الحدیث مولانا نصیرالدین غورغشتوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے فتویٰ پنج پیر سے رجوع کر لیا تھا تو اس اختلاف کو بیس سال کے طویل عرصہ تک باقی رکھنے کا کیا فائدہ ہوا؟ اس اختلاف سے اتنا نقصان ہوا کہ بقول میاں محمد الیاس اشاعت التوحید والسنہ کے سرکردہ حضرات مودودی جماعت اسلامی میں چلے گئے۔

(تفصیل کے لئے دیکھیے مولانا محمد طاہر پنج پیری اور ان کی قرآنی تحریک ص ۱۳۱، ۱۳۳)

اس تفصیل سے وضاحت ہو جاتی ہے کہ میاں محمد الیاس صاحب کا یہ دعویٰ کہ شیخ الحدیث مولانا نصیرالدین غورغشتوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے فتویٰ پنج پیر سے رجوع کر لیا تھا، بے بنیاد اور بے ثبوت ہے۔

میاں محمد الیاس صاحب کے بعد شیخ الحدیث مولانا عبدالسلام صاحب مدظلہٗ (حضرو) نے ایک دوسری بات ارشاد فرمائی ہے لکھتے ہیں:

ہم دونوں (مولانا محمد صابر رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا عبدالسلام مدظلہٗ) ایک دفعہ غورغشتی حضرت کی خدمت میں گئے تو یار حسین صوبہ سرحد نے حضرت کی طرف منسوب ایک اشتہار جو حضرت کے پیر بھائی شیخ القرآن محمد طاہر رحمۃ اللہ علیہ کے خلاف شائع ہوا تھا جس میں یہ الفاظ بھی تھے کہ پنج پیری تحریف کرتے ہیں ہم نے اس کی طرف توجہ دلائی تو فرمایا میں نے یہ باتیں وہاں نہیں کیں۔ میری طرف منسوب کر دی گئی ہیں اور میں آپ دونوں کو اس کی تردید لکھ کر اس لئے نہیں دیتا کہ اس سے مزید غلط فہمیاں پیدا ہوتی ہیں۔

(ماہنامہ تعلیم القرآن راولپنڈی ج ۵۰ ش ۷، ۸، شعبان، رمضان ۱۴۳۱ھ/ جولائی، اگست ۲۰۱۰ء ص ۱۹)

میں محمد الیاس صاحب فتویٰ پنج پیر سے حضرت شیخ الحدیث صاحب کے رجوع کے مدعی ہیں جب کہ مولانا عبدالسلام صاحب مدظلہٗ کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ فتویٰ حضرت شیخ الحدیث ہی کا ہے فقط اس میں علمائے پنج پیر پر تحریف قرآن کی بات درست نہیں شیخ الحدیث مولانا عبدالسلام صاحب مدظلہٗ کے اس انکشاف سے حیرانی ہوئی کہ ۱۹۶۶ھ سے اب ۲۰۱۰ء تک چوالیس (۴۴) برس انہوں نے اس بات کو کیوں سربستہ رکھا۔ مولانا محمد طاہر رحمۃ اللہ علیہ پنج پیر کا حضرت شیخ الحدیث مولانا نصیرالدین رحمۃ اللہ علیہ سے بڑا شکوہ یہی تھا کہ انہوں نے ہم پر تحریف قرآن کا الزام کیوں لگایا ہے؟ الانتصار لسنۃ سید الابرار میں جا بجا انہوں نے اسی شکوہ کو دہرایا ہے۔ اسی وجہ سے ۱۹۶۶ء سے جمعیت اشاعۃ التوحید والسنہ کے دو ٹکڑے ہوئے یہاں تک کہ ۱۹ سال کے طویل عرصہ بعد شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال کے بعد اشاعۃ السنۃ التوحید والسنہ کا اتحاد ہوا۔ اختلاف و انتشار کا سارا مدار حضرت شیخ القرآن کی طرف سے حضرت شیخ الحدیث مولانا نصیرالدین غورغشتی رحمۃ اللہ علیہ کی حمایت تھا۔ یہ تمام حالات مولانا عبدالسلام صاحب مدظلہٗ کے سامنے کے ہیں۔ اگر واقعی شیخ الحدیث مولانا نصیرالدین رحمۃ اللہ علیہ علمائے پنج پیر کو تحریف قرآن کا مرتکب قرار نہیں دیتے تھے اور فتویٰ میں یہ بات ان کی طرف غلط منسوب کر دی گئی تھی تو مولانا عبدالسلام صاحب مدظلہٗ اگر اسی وقت اس بات کو سامنے لاتے تو دونوں شیوخ القرآن کے درمیان اختلاف کی یہ خلیج پٹ سکتی تھی اور خود مولانا عبدالسلام صاحب مدظلہٗ ان حضرات میں صلح کے لئے اہم کردار ادا کر سکتے تھے۔ اس لئے اگر اس بات کو اس طرح تسلیم کر لیا جائے تو اشاعۃ التوحید والسنہ کے اس اوّلین شگاف اور شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا محمد

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

طاہر رحمہ اللہ پنج پیر کے درمیان اس طویل رنجش جو آخر تک رہی کا خمیازہ کس کے سر جاتا ہے؟ جب کہ شیخ الحدیث مولانا عبدالسلام صاحب مدظلہ کے برعکس خود مولانا محمد طاہر صاحب رحمہ اللہ حضرت شیخ الحدیث مولانا نصیرالدین غور غشتوی رحمہ اللہ کے نام اپنے خط مکتوبہ ۹/ربیع الاول ۱۳۸۶ھ/ ۱۸/جولائی ۱۹۶۶ء میں لکھتے ہیں:

گزشتہ ایام میں آپ نے پانچ مسائل میں فتویٰ دیا ہے: (۱) پنج پیری قرآن کریم میں تحریک کرتے ہیں...... چونکہ یہ ہیئت الدعاء (دعا بعد از سنن بہیت اجتماعی) محدث فی الدین اور قرون ثلاثہ میں نہ تھا تو احداث فی الدین دلیل بدعت ہے۔ آپ کیسے اس کو مستحب قرار دیتے ہیں؟ بالمشافہ آپ کی خدمت میں بندہ نے مولوی عبدالتواب صاحب کو بھیجا تھا مگر آپ نے کوئی دلیل پیش نہ کی اور غصہ کا اظہار کر کے جواب کوئی نہ دیا۔ پھر حافظ مولوی محمد صاحب چند ساتھیوں سمیت حاضر ہو گئے۔ مگر آپ نے ان پر غیظ وغضب کر کے واپس کر دیئے۔

(الاشاعۃ لسنۃ اشاعت التوحید والسنۃ پنج پیر صوابی مردان)

شیخ الحدیث مولانا نصیرالدین رحمہ اللہ کی خدمت میں جانے والے ان حضرات میں بروایت مولانا سید کفایت بخاری مدظلہ سابق نائب مدیر ماہنامہ التوحید والسنۃ پنج پیر ایک اسی علاقہ چھچھ کے مولانا محمد اسحاق (ویسہ) بھی تھے۔ انہوں نے حضرت شیخ الحدیث صاحب کے اس ارشاد کے یہ فتویٰ میرا ہی ہے اور میں اس پر قائم ہوں، حضرت شیخ الحدیث سے اس مطبوعہ فتویٰ کے مندرجات کے حضرت شیخ الحدیث کی طرف انتساب کی خود ان سے تصدیق چاہئے تو حضرت شیخ الحدیث نے اس پر اپنے صاحبزادہ مولانا رکن الدین سے اپنی مہر لگوادی۔ مولانا محمد اسحاق (ویسہ) نے اس مطبوعہ فتویٰ پر حضرت شیخ الحدیث کی مہر کے نیچے سادہ جگہ پر یہ واقعہ لکھ دیا۔ مولانا نے لکھا:

یہ فتویٰ شائع ہوا تو علاقہ کے بعض علمائے کرام نے یہ تسلیم کرنے سے انکار کیا کہ یوں حضرت نے یہ فتویٰ دیا ہے تو میں یہ اشتہار لے کر ان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ دریافت کیا تو فرمایا کہ ہاں میں نے فتویٰ دیا ہے تو عرض کیا آپ دستخط کر کے تصدیق کر دیں تو نظر کی کمزوری کے باعث اپنے صاحبزادے مولوی رکن دین صاحب سے فرمایا: اس پر تم مہر لگا دو تو اس نے مہر لگادی۔ محمد اسحاق (ویسہ)

شیخ الحدیث مولانا عبدالسلام صاحب مدظلہ تو لکھ رہے ہیں کہ حضرت شیخ الحدیث مولانا نصیرالدین غور غشتوی رحمہ اللہ نے تحریر نہیں دی کہ غلط فہمیاں پیدا ہوتی ہیں جب کہ اس واقعہ میں شیخ الحدیث نے اس فتویٰ پر اپنی مہر لگوا کر دی اور مکمل متن کو اپنا فتویٰ قرار دیا۔ فتویٰ پنج پیر پر مولانا محمد اسحاق (ویسہ) فاضل دارالقرآن پنج پیر کی تحریر کا عکس صفحہ نمبر ۸۲، ۸۳ پر شامل اشاعت ہے۔

اس لئے ممکن ہے مولانا عبدالسلام صاحب مدظلہ کی حضرت شیخ الحدیث مولانا نصیرالدین غور غشتوی سے فتویٰ پنج پیر کے عنوان پر بات ہوئی ہو مگر موجودہ تحریر اور خود مولانا محمد طاہر رحمہ اللہ پنج پیر کا حضرت شیخ الحدیث صاحب کے نام خط کے مقابلہ میں یہ دعویٰ سہو معلوم ہوتا ہے۔

جہاں تک تحریف قرآن کا تعلق ہے یہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں اور یہ بات صرف حضرت شیخ الحدیث مولانا نصیرالدین غور غشتوی رحمہ اللہ کی ہوتی تو شیخ الحدیث مولانا عبدالسلام صاحب مدظلہ کی اس تحریر سے کوئی فائدہ ممکن تھا؟ مگر علمائے پنج پیر کے قرآن مجید سے انداز استدلال جو بلغۃ الحیران ہی کا چربہ ہے کو حکیم الامت حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ سے لے کر شیخ الاسلام مولانا محمد تقی عثمانی مدظلہ تک سب اکابر اسے غلط قرار دے

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

چکے ہیں۔ یہ تفصیل اسی کتاب میں پر دیکھی جاسکتی ہے۔

بلغۃ الحیران کے متعلق حضرت حکیم الامت مولانا محمد اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ کی اس تنقید کا غصہ اشاعۃ التوحید کے اکابرین کو ہمیشہ رہا تفسیر جواہر القرآن کے نام سے کتاب کے بعض تسامحات پر مولانا عبدالشکور ترمذی رحمہ اللہ نے جب ''ھدایت الحیران'' لکھی اور اکابر نے اس کی تصدیق کی تو ان حضرات میں حکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ کے خلیفہ مجاز مولانا خیر محمد رحمہ اللہ (بانی خیر المدارس ملتان) بھی تھے۔ ھدایت الحیران کا جواب سجاد بخاری صاحب مدیر ماہنامہ تعلیم القرآن راولپنڈی نے اقامۃ البرہان کے نام سے لکھا۔ سجاد بخاری صاحب اقامۃ البرہان میں مولانا خیر محمد صاحب رحمہ اللہ کو مخاطب کر کے لکھتے ہیں: ''سب سے پہلے حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی رحمہ اللہ، پھر حضرت نانوتوی رحمہ اللہ، اس کے بعد حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ اور حضرت علامہ انور شاہ رحمہ اللہ کی اصلاح کی جاتی جن کے تفردات کا نمونہ پہلے پیش کیا جاچکا ہے اور پھر خاص طور سے پہلے انہیں اپنے گھر کی خبر لینی چاہئے تھی۔ ان کا فرض تھا کہ وہ سب سے پہلے اپنے پیر و مرشد حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ کی ان کتابوں کی اصلاح وتطہیر فرماتے جن میں ایسا مواد موجود ہے۔ مثلاً ضعیف، شاذ، منکر بلکہ موضوع حدیثیں بلا انکار وتنبیہ، بے سرو پا حکایتیں بے سند اور گمراہ کن کرامتیں وغیرہ جن کو اہل بدعت اپنے عقائد زائغہ اور اپنی بدعات مخترعہ کی تائید کے لئے پیش کرتے ہیں جس کی وجہ سے تبلیغ توحید کے مشن کو بعض اوقات کافی نقصان اٹھانا پڑتا ہے[1]۔''

اس اقتباس سے اسلاف امت اور خاص کر علمائے دیوبند رحمہم اللہ کے متعلق اشاعۃ التوحید والسنۃ کے روّیہ کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ تحقیق کے نام پر یہ لوگ کس طرح فکری آزادی اور بے ادبی کا بیج بورہے ہیں۔ تفرد تو کسی محقق کی ذاتی تحقیق کو کہا جاتا ہے۔ تفرد لائق اتباع نہ بھی ہو تو قابل تاویل ہوتا ہے۔ شرعاً مذموم یا مصادر شرعیہ سے ٹکرانے والا نہیں ہوتا۔ اسے زیادہ سے زیادہ لا یفتی بہ یا لا یعمل بہ کہا جاسکتا ہے۔ متون فقہ میں اس کی سینکڑوں مثالیں موجود ہیں۔ اشاعۃ التوحید والسنۃ کا مقصد اکابر کے تفردات کو قرآن وسنت کے مقابل ٹھہرا کر امت کو ائمہ اسلاف سے متنفر کرنا ہے۔

حکیم الامت حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ کے تحریری سرمایہ پر علمائے دیوبند قدس سرہم کو فخر ہے اور ایک دنیا اس سے راہنمائی حاصل کر رہی ہے۔ اسے نعوذ باللہ! قابل تطہیر اور گمراہ کن ثابت کرنا کہاں کی دینی خدمت ہے؟ اشاعۃ التوحید والسنۃ کا اس انداز تربیت سے مقصود امت کو ائمہ اسلاف اور اکابر علمائے دیوبند قدس سرہم سے متنفر کر کے سلفیت کو مضبوط کرنا اور غیر مقلدیت کے لئے راستہ ہموار کرنا ہے۔

عقیدہ استشفاع

حضرت شیخ الحدیث مولانا نصیرالدین غورغشتوی رحمہ اللہ قرآن وسنت کی روشنی میں جس طرح عقیدہ حیات

---

[1] اقامۃ البرہان مؤلفہ سجاد بخاری مدیر ماہنامہ تعلیم القرآن راجہ بازار راولپنڈی مطبوعہ ذیقعدہ ١٣٩١ھ/جنوری ١٩٧٢ء مکتبہ رشیدیہ راجہ بازار راولپنڈی۔ اقامۃ البرہان حضرت مولانا سید عبدالشکور ترمذی رحمہ اللہ کی کتاب ہدایۃ الحیران کا جواب ہے جو ماہنامہ تعلیم القرآن زیر سرپرستی شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان رحمہ اللہ کے لئے بطور تبصرہ لکھا گیا اور وہیں سے اسے کتابی صورت میں شائع کیا گیا۔

الانبیاء علیہم السلام اور سماع صلوٰۃ وسلام عند القبر الشریف کے قائل ہیں۔ اسی طرح عقیدہ استشفاع کے بھی قائل ہیں کہ: اگر کسی سعادت مند کو مدینہ منورہ حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت مبارکہ میں حاضری کی سعادت نصیب ہو تو وہ صلوٰۃ وسلام کے بعد توحید و رسالت کی گواہی دیتے ہوئے آپ ﷺ کو اس پر گواہ بنائے اور پھر روز قیامت کی شفاعت کی درخواست پیش کرے۔

حضرت شیخ الحدیث، عقیدہ شفاعت کو استمداد کے عنوان سے بیان فرمایا ہے کہ استمداد یعنی مدد چاہنا ایک ایسا جامع عنوان ہے کہ اس میں طلب شفاعت، طلب دعاء اور طلب استغفار وغیرہ امور شامل ہیں۔ اکابر اہل السنت والجماعت علمائے دیوبند قدس سرہٗ مدینہ منورہ میں حضور نبی کریم ﷺ کے مزار مبارک کے قریب ان امور کے نہ صرف جواز کے قائل ہیں بلکہ ان امور کو امور مستحبات میں شمار فرماتے ہیں۔ حضرت شیخ الحدیث مولانا نصیر الدین غور غشتوی رحمہ اللہ مسئلہ استمداد کے جامع عنوان کے ذیل میں لکھتے ہیں: ''واما الاستمداد باهل القبور فی غیر النبی ﷺ او الانبیاء علیہم السلام فقد انکرہ کثیر من الفقهاء وقالوا زیارۃ القبور للدعاء والاستغفار للموتی ولنفعهم بتلاوۃ القرآن لا لاستمداد'' (حاشیہ مشکوٰۃ المصابیح کتاب الجنائز باب زیارۃ القبور ج ا ص ۱۶۸)

حضور نبی کریم ﷺ یا دوسرے انبیاء علیہم السلام کے علاوہ اہل قبور سے استمداد (طلب شفاعت) سے بہت سے فقہاء نے روکا ہے اور فرمایا ہے کہ قبور کی زیارت مردوں کے لئے دعاء، استغفار اور انہیں تلاوت قرآن مجید سے فائدہ پہنچانے کے لئے ہے نہ کہ ان سے استمداد کے لئے۔

ملحوظ رہے کہ اس سے بعد کی عبارت میں حضرت شیخ الحدیث اہل کشف صوفیاء کے لئے اولیاء اللہ کے قبور سے فیض کے حصول کا ذکر فرما رہے ہیں کہ عام آدمی کے لئے اس کی اجازت نہیں۔ پوری عبارت ان شاء اللہ زیارت قبور کے ذیل میں آرہی ہے۔

حضرت شیخ الحدیث مولانا نصیر الدین غور غشتوی رحمہ اللہ کا عقیدہ سماع موتی اور عقیدہ عرض اعمال

حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ انبیاء کرام علیہم السلام کے سماع کے علاوہ تمام اموات کے سماع اور عرض اعمال کے بھی قائل تھے۔ چنانچہ آپ لکھتے ہیں: ''ذکر السیوطی فی کتاب شرح الصدور فی احوال القبور بالاخبار الصحیحۃ والاثار الصریحۃ ان سائر الاموات ایضاً یسمعون السلام والکلام وتعرض علیهم اعمال اقاربهم فی بعض الایام الا ان الانبیاء علیہم السلام تکون حیاتهم علی الوجه الاکمل''

(حاشیہ مشکوٰۃ المصابیح کتاب الصلوٰۃ فی الجمعۃ الفصل الثانی ج ا ص ۱۳۲)

امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ''شرح الصدور فی احوال القبور'' میں صحیح اور صریح احادیث سے ثابت کیا ہے کہ تمام مردے سلام اور بات چیت کو سنتے ہیں اور ان کے رشتہ داروں کے اعمال بعض دنوں میں ان پر پیش کئے جاتے ہیں۔ البتہ انبیاء کرام علیہم السلام کی حیات (عام اموات سے) بہت کامل درجہ کی ہے۔

یعنی انبیاء علیہم السلام کو منجانب اللہ ہمہ وقتی سماع کی صلاحیت کے ساتھ امت کے اعمال کے پیش کئے جانے پر ان کے ملاحظہ کی صلاحیت بھی عطاء ہوتی ہے۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

حضرت شیخ الحدیث مولانا نصیر الدین غورغشتوی رحمہ اللہ کے نزدیک قبر کا مفہوم

حضرت شیخ الحدیث صاحب رحمہ اللہ اسلاف اہل السنت والجماعت کے صحیح عقیدہ کے اتباع میں اسی دنیوی قبر میں میت کے اسی دنیوی جسم کے ثواب وعذاب کے قائل تھے۔ اب جو لوگ اس دنیوی قبر کے علاوہ کہیں اور کسی قبر کے قائل ہیں اور ثواب وعذاب اس دنیوی جسم کے علاوہ فقط روح یا کسی دوسرے جسم کے لئے ہونے کا عقیدہ پیش کرتے ہیں تو حضرت شیخ الحدیث کے بیان کردہ مؤقف سے ان کی تردید ہوتی ہے۔

چنانچہ حضرت شیخ الحدیث صاحب لکھتے ہیں: ''ان سائر الاموات یسمعون ایضاً السلام والکلام''

(حاشیہ مشکوٰۃ المصابیح کتاب الصلوٰۃ فی الجمعۃ الفصل الثانی ج ۱ ص ۱۳۲)

بے شک تمام اموات سلام اور بات چیت کو سنتے ہیں۔

''عذاب القبر ثابت بآیات القرآن والاحادیث الصحیحۃ الکثیرۃ باجماع اهل السنة والجماعت۔ ثم اختلف فی ان عذاب القبر للروح فقط او للجسد مع الروح۔ الثانی قول الجمهور وهو المشهور والمختار ویؤیده الاحادیث کقوله علیہ السلام فیقعدانه وقوله علیہ السلام یضرب بین اذنیه وقوله علیہ السلام افرشوه من الجنة والبسوه من الجنة فانّ کل ذالک من صفات الاجساد فعلم ان التعذیب یکون للجسد مع الروح'' (حاشیہ مشکوٰۃ المصابیح کتاب الایمان باب اثبات عذاب القبر ج ۱ ص ۲۵)

عذاب قبر قرآن کی آیات بہت سی احادیث اور اہل السنت والجماعت کے اجماع سے ثابت ہے۔ پھر اس میں اختلاف کیا گیا ہے کہ عذاب قبر صرف روح کو ہوتا ہے یا روح اور جسم دونوں کو ہوتا ہے۔ روح اور جسم دونوں کو عذاب ہونے کا یہ دوسرا قول جمہور (اہل السنت والجماعت) کا پسندیدہ اور مشہور قول ہے اور رسول اللہ ﷺ کی احادیث بھی اس کی تائید کرتی ہیں۔ مثلاً حدیث میں ہے کہ فرشتے مردہ کو اٹھاتے اور بٹھاتے ہیں۔ مردہ کے کانوں کے درمیان اسے مارا جاتا ہے۔ اس مردہ کے لئے جنت کا بچھونا بچھاؤ۔ اس مردہ کے لئے جنت کا لباس پہناؤ۔ یہ تمام صفات جسم کی ہیں۔ پس معلوم ہوا کہ عذاب قبر جسم اور روح دونوں کو ہوتا ہے۔

حضرت شیخ الحدیث مولانا نصیر الدین غورغشتوی قدس سرہ العزیز کے مذکورہ تحریری اقتباسات سے اس بات کی وضاحت ہوجاتی ہے کہ آپ اسی قبر ارضی جس میں میت دفن کیا جاتا ہے، میں میت کے اسی دنیاوی جسم کے ثواب وعذاب کے قائل ہیں۔ میت کے لئے کسی دوسرے بدن یا فقط روح کے عذاب کے قائل نہیں ہیں۔

ملحوظ رہے کہ حضرت شیخ الحدیث صاحب رحمہ اللہ نے احادیث مبارکہ کے ان تشریحی افادات میں فقط قبر کے عنوان کو اختیار نہیں کیا بلکہ آپ نے ثواب وعذاب قبر کو میت کے اس دنیوی جسم پر وارد ہونے والے حالات سے تعبیر کیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے حضرت شیخ الحدیث کے نزدیک بھی دوسرے اکابر اہل السنت والجماعت کی طرح قبر کا یہی مفہوم ہے کہ جہاں میت کا جسم ہوگا، وہیں اسے عذاب وثواب ہوگا چاہے مٹی میں مدفون ہو یا کسی دوسری صورت میں مثلاً پانی میں ہو، سطح زمین پر ہو یا ہوا میں۔ وغیرہ!

حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ کی ان وضاحتی عبارات سے ان لوگوں کے مؤقف کی تردید ہوجاتی ہے جو معتزلہ کی روش پر چلتے ہوئے میت کے دنیوی جسم پر ثواب وعذاب کا انکار کرتے ہوئے قبر کا مفہوم بدل کر اپنی قبر

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

ارضی کے بجائے کسی دوسری قبر کا تصور پیش کرتے ہیں۔

چنانچہ حضرت شیخ الحدیث صاحب رحمہ اللہ لکھتے ہیں: ''قوله اذا قبر الميت اى دفن وهو قيد غالبى والا فالسوال يشمل الاموات جميعاً حتى ان مات واكلته السباع فان الله تبارك وتعالى يعلق روحه الذى فارقه بجزئه الاصلى الباقى من اوّل عمره الى اخره المستمر على حاله حالتى القود والذبول الذى تتعلق به الروح اوّلاً فيحيى ويحىٰ بحياته سائر الاجزاء البدن ليسأل فيثاب او يعذب ولايستبعد ذالك فان الله تعالى عالم بالجزئيات والكليات كلما حسب ما هى عليها ويعلم الاجزاء بتفاصيلها ويعلم مواقعها ومحالها ويميّز بين ما هو منها حالة الانفراد يميّز بين ماهو وصل وفصل ويقدر على تعليق الروح باالجز اصلى فها حالة الانفراد وتعليقه به حال الاجتماع فان البينة عندنا ليس شرطاً للحيوة بل لا يستبعد تعليق ذالك الروح الشخصى الواحد بكل واحد من تلك الاجزاء المتفرقة فى المشارق والمغارب فان تعلقه بتلك الاجزاء ليس على سبيل الحلول حتى يمنع الحلول فى جزء اخر''

(حاشیہ مشکوۃ المصابیح کتاب الایمان باب فی اثبات عند عذاب القبر ج ۱ ص ۲۶)

(ترجمہ) حضور نبی کریم ﷺ کے ارشاد عالی جب میت کو قبر میں رکھ دیا جائے کا مطلب دفن کر دیا جائے اور دفن کی یہ قید غالب اعتبار سے ہے۔ ورنہ سوال قبر کا ہونا تو تمام اموات کو شامل ہے یہاں تک کہ جب انسان مر جائے اور اسے درندے کھا جائیں۔ تب بھی اللہ تبارک وتعالیٰ اس کی وہ روح جو اس کے اجزائے اصلیہ سے جدا ہوتی ہے جن سے وہ انسان کی عمر سے ابتداء سے آخر تک اس کے بڑھنے اور کمزور پڑنے کی دونوں حالتوں میں ساتھ رہی، اس سے جوڑ دینے پر قادر ہے۔

پھر میت اس تعلق روح کی وجہ سے زندہ ہوتا ہے اور اس کی یہ زندگی اس کے بدن کے تمام اجزاء کی زندگی ہوتی ہے۔

پھر میت سے سوال ہوتا ہے اور اسے ثواب وعذاب دیا جاتا ہے اور یہ بات کچھ مشکل نہیں کہ اللہ تعالیٰ میت کے تمام جزئیات اور کلیات کو جن پر بھی وہ میت رہا ہے جاننے والا ہے اور اللہ تعالیٰ انسان کے تمام اجزاء کی تفاصیل، مواقع اور محل کو جاننے والا ہے اور اللہ تعالیٰ اس میت کے وصل وفصل میں تمیز کر سکتا ہے اور اللہ تعالیٰ انسان کے اجزائے اصلیہ کی حالت انفراد اور اجتماع میں تعلق روح پر قادر ہے۔ کیونکہ میت کی اس حیات کے لئے وجود کا باقی رہنا ہمارے نزدیک شرط نہیں بلکہ یہ مشکل نہیں کہ یہ روح شخصی میت کے بکھرے ہوئے مشارق ومغارب میں ہر ہر جز سے تعلق رکھے، اس لئے کہ میت کے بدن کے اجزاء سے روح کا یہ تعلق حلول کے درجہ میں نہیں کہ ایک دوسرے کے جزء میں حلول نہیں ہو سکتا۔

حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ میت کی حیات کو برزخی حیات سے تعبیر فرماتے تھے۔ کچھ حضرات حیات برزخی کی تعبیر کا اقتباس پیش کر کے یہ تاثر دینے کی کوشش کرتے ہیں کہ حضرت شیخ الحدیث صاحب ارضی قبر میں مدفون میت کے وجود کی حیات کے قائل نہیں۔ یہ ان حضرات کا اپنے وضعی عقائد کے لئے دوسرے اکابر کے ادھورے اقتباسات پیش کرنے کی طرح ہاتھ کی صفائی ہے۔ ورنہ حضرت شیخ الحدیث صاحب رحمہ اللہ تمام اہل سنت کی طرح مدفون میت کے ثواب وعذاب اور اتصال روح کے قائل ہیں۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

حضرت شیخ الحدیث صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا حیات برزخی کا قول اس وضاحت کے ساتھ ہے کہ روح کا میت کے بدن سے تعلق دنیا کے تعلق والا نہیں ہوتا کہ جس کا نتیجہ وجود انسانی کا دنیوی امور میں تصرف اور اس پر احکام شرعیہ کا لازم آنا وغیرہ ہوتا ہے میت کے وجود کے ساتھ روح کے تعلق کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "ولکل روح بجسدھا اتصال معنوی لایشبہ الاتصال فی الحیوۃ الدنیا بل اشبہ شئ بہ حال النائم وان کان ھو اشد من حال النائم اتصالاً ولھذا یجمع بین ما ورد ان مقرھا فی علیین او سجیین وبین ما نقلہ ابن عبدالبرّ عن الجمھور انھا عند افنیۃ قبورھا قال ومع ذالک فھی موذون لھا فی التصرف وتاوی الی محلّھا من علیین او سجیین قال واذا نقل المیت من قبر الی قبر فالاتصال المذکور مستمر کذا ولو تفرقت الاجزاء"

(حاشیہ مشکوۃ المصابیح کتاب الجنائز باب فیما یقال عند من حضرہ الموت، الفصل الثالث ج ۱ ص ۱۵۶)

(ترجمہ) اور ہر روح کا اپنے بدن سے تعلق معنوی حیثیت کا ہے۔ یہ دنیوی زندگی کے مشابہ نہیں بلکہ اس کی تشبیہ سونے والے کی حالت سے زیادہ مشابہ ہے۔ اگرچہ روح کا بدن سے یہ تعلق سونے والے کی حالت سے زیادہ مضبوط ہے۔ روایات میں جو آیا ہے کہ روح کا ٹھکانہ علیین یا سجین ہے اور ابن عبدالبر نے جو جمہور سے نقل کیا ہے کہ روح قبر کے پاس ہوتی ہے۔ (ان دونوں باتوں میں) اسی بات پر تطبیق کی جاتی ہے۔

اس تعلق کے باوجود ارواح کو تصرف کی اجازت ہوتی ہے اور اپنے محل علیین اور سجین سے آتی جاتی رہتی ہیں اور یہ بھی کہا ہے کہ جب میت کو ایک قبر سے دوسری قبر میں منتقل کر دیا جائے، تب بھی روح کا بدن سے یہ تعلق باقی رہتا ہے۔ یہاں تک کہ اگر میت کے بدن کے اجزاء بکھر جائیں تب بھی یہ تعلق باقی رہتا ہے۔

حضرت شیخ الحدیث صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ان عبارات سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ آپ زمینی قبر میں مدفون میت کی حیات کے قائل ہیں۔ اس لئے آپ زیارت قبور کے ظاہری باطنی آداب کو وضاحت سے بیان فرماتے ہیں۔ چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی ایک روایت اور اس پر حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ کی تشریح ملاحظہ ہو: "وعن عائشۃ قالت کنت ادخل بیتی الذی فیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وانی واضع ثوبی واقول انما ھو زوجی وابی فلمّا دفن عمر معھم فو اللہ ما دخلتہ الّا وانا مشدودۃ علیّ ثیابی حیاء من عمر۔ رواہ احمد

قولہ: حیاء من عمر۔ اوضح دلیل علی حیوۃ المیت وعلی انہ ینبغی احترام المیت عند زیارۃ ومھما امکن لا سیّما الصالحون بان یکون فی غایۃ الحیاء والتأدب بظاھرہ وباطنہ فان للصالحین مددا ظاھراً بالغاً لزوّارھم بحسب ادبھم ونھبتھم وقبولھم"

(حاشیہ مشکوۃ المصابیح کتاب الجنائز باب فی زیارت القبور، الفصل الثالث ج ۱ ص ۱۶۹)

(ترجمہ) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ میں اپنے گھر میں جہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آرام فرما ہیں۔ ایک چادر اوڑھے داخل ہوتی رہتی تھی اور یہ کہتی تھی کہ (یہاں) میرے خاوند اور میرے والد ہیں لیکن جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ان کے ساتھ دفن کیا گیا تو پھر اللہ کی قسم! میں اس کمرے میں اپنے اوپر چادر مضبوطی سے لپیٹے (مکمل پردہ کئے) بغیر داخل نہیں ہوئی۔ یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے حیاء کی وجہ سے تھا۔ (اس روایت کو امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مسند میں روایت فرمایا ہے)

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

''قولہ: حیاء من عمر'' (الفاظ حدیث: یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے حیاء کی وجہ سے تھا) یہ اس بات کی نہایت واضح دلیل ہے کہ میت میں زندگی ہوتی ہے اور اس بات کی بھی کہ میت کی زیارت کے وقت ممکن حد تک اس کا احترام کیا جائے۔ بالخصوص اموات صالحین کا ظاہر و باطن میں پورے حیاء اور نہایت ادب کے ساتھ۔ کیونکہ صالحین کی خاطر ان کی زیارت کرنے والوں کے لئے پوری پوری ظاہری باہری مدد ہوتی ہے جو ان کے ادب، خشیت اور قبولیت کے مطابق ہوتا ہے۔

حضرت شیخ الحدیث مولانا نصیرالدین غورغشتوی رحمۃ اللہ علیہ کی ان تصریحات سے یہ واضح ہوجاتا ہے کہ وہ میت کے اس دنیوی وجود جس سے اس نے نیکی یا بدی کے کام کئے ہیں، اس کے لئے ثواب وعذاب کے قائل ہیں۔ چاہے یہ وجود مدفون ہو یا اس کے اجزاء کسی بھی صورت میں کسی بھی حالت میں، کہیں بھی ہوں۔ روح کا تعلق ان اجزاء سے رہتا ہے اور اس تعلق کی وجہ سے میت ثواب وعذاب کو محسوس کرتا ہے اور ظاہر ہے کہ سلام وکلام بھی سنتا ہے۔ اس عقیدہ کی وضاحت احادیث رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریح میں حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ نے کئی مقامات پر فرمائی اور اس عقیدہ کے خلاف اس ارضی قبر میں مدفون میت کی حیات، میت کے دنیوی وجود سے روح کے تعلق اور اس دنیوی قبر میں ثواب وعذاب کا انکار کرنے والوں کے عقائد کو آپ اہل سنت سے خارج اور معتزلہ کے عقائد میں شمار کرتے تھے۔ چنانچہ لکھتے ہیں: ''قولہ: من عذاب القبر الخ قال ابن حجر فیہ ابلغ الرد علی المعتزلۃ فی انکارھم لہ'' (حاشیہ مشکوٰۃ المصابیح کتاب الصلوٰۃ باب الدعاء فی التشہد الفصل الاوّل ج ۱ ص ۹۳)

حدیث مبارکہ کے الفاظ طیبہ (من عذاب القبر الخ) پر ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ اس حدیث میں معتزلہ پر ان کے عذاب قبر کے انکار کی وجہ سے نہایت بلیغ رد ہے۔

لفظ قبر کے مفہوم میں تبدیلی اور اجزاء اصلیہ کی غلط تعبیر سے عذاب قبر کے انکار کی کوشش

معتزلہ کی روش پر چلتے ہوئے عذاب قبر کے منکرین اہلسنت کو دھوکہ دینے کے لئے جس طرح اصطلاحات اور عنوانات کی تعبیر میں دھوکہ دے کر خود ساختہ مطلب کشید کرتے ہیں۔ اسی طرح اکابر کی عبارات میں قطع برید کر کے اکابر کو اہلسنت کے بجائے اپنے خود ساختہ مذہب کا پیروکار بتاتے ہیں۔

اکابر نے قبر کا مفہوم بیان کرتے ہوئے وضاحت فرمائی ہے کہ میت کا بدن جس جگہ ہو، چاہے قبر کا گڑھا ہو یا کوئی اور صورت ہو میت کے اس دنیوی بدن سے روح کا تعلق ہوتا ہے اور اس تعلق کی وجہ سے وہ ثواب وعذاب کو محسوس کرتا ہے۔ ضروری نہیں کہ ثواب وعذاب کے محسوس ہونے کے لئے میت کا بدن زمینی گڑھے میں مدفون ہو، ثواب وعذاب فقط قبر کے گڑھے سے خاص کرنا صحیح نہیں۔ ورنہ غیر مدفون میت کے بدن کے ثواب وعذاب کی حس سے انکار لازم آئے گا۔ اس وضاحت کے لئے اکابر کی عبارات میں یہ ملتا ہے کہ ثواب وعذاب صرف زمینی گڑھے (قبر) میں ہونا درست نہیں۔ عذاب قبر کے منکرین ان عبارات سے یہ مطلب کشید کرتے ہیں کہ یہ اکابر زمینی قبر اور میت کے دنیوی بدن کے ثواب وعذاب کے قائل نہیں۔

استاذ العلماء حضرت مولانا مفتی جمیل احمد تھانوی رحمۃ اللہ علیہ قبر اور برزخ کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:
جمہور امت کے نزدیک بر قول اصح جسم اور روح دونوں کو عذاب ہوتا ہے اور عذاب قبر اس کے متواتر ثبوت کی دلیل

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

ہے۔ کیونکہ عذاب قبر اسی کو ہوتا ہے جو قبر میں ہو۔ اگر قبر میں فقط جسم ہو تو نہ عذاب ہے اور نہ ثواب ثواب ہے کہ وہ ادراکات سے خالی ہے اور صرف روح قبر میں ہو جسم نہ ہو یہ ظاہر ہے کہ باطل ہے۔ لہٰذا دونوں کو عذاب ہوگا۔ عذاب قبر سے صرف عذاب برزخ مراد لینا عذاب قبر کا انکار بنے گا۔ قبر خاص ہے برزخ (جو موت سے قیامت تک کا زمانہ ہے) عام ہر قبر تو برزخ ہے مگر برزخ ہر ایک قبر نہیں جو عام خاص کا خاصہ ہے۔ اگر عذاب قبر ہو تو عذاب برزخ ہے۔ عذاب برزخ عذاب قبر نہیں۔ اگر صرف روح کو عذاب مانا گیا تو وہ قبر میں نہیں ہوگا تو عذاب قبر نہ ہوا گو عذاب برزخ ہوگا یہ انکار متواتر کا ہے۔ (تسکین الصدور ص ۴۰، ۴۱)

بقیۃ السلف حضرت مولانا عبدالسلام صاحب دامت برکاتہم شیخ الحدیث جامعہ عربیہ اشاعت القرآن حضرو، اٹک، عذاب وثواب قبر پر اہل السنت کے مؤقف کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''مرنے کے بعد حشر تک کو عالم برزخ کہا جاتا ہے۔ قبر نام عام برزخ کا ہے جس میں مردے سے سوال ہوتے ہیں کچھ سزا جزا یہاں ہوتی ہے اور پوری سزا جزا قیامت کے بعد ہوگی۔ کما فی قولہ تعالیٰ: ''النار یعرضون علیھا غدوا و عشیا و یوم تقوم الساعۃ ادخلوا آل فرعون اشد العذاب (المومن: ۴۶) و ان للذین ظلموا عذاباً دون ذالک (الایۃ)''

(ترجمہ) صبح اور شام یہ لوگ آگ کے سامنے لائے جاتے ہیں اور جس دن قیامت قائم ہوگی اس دن ارشاد ہوگا کہ فرعون والوں کو سخت عذاب میں داخل کرو۔ مرنے کے بعد قبل از قیامت جو ثواب وعذاب ہوتا ہے، اس کو عذاب قبر اور ثواب قبر کہا جاتا ہے۔ اس جسم کو بھی عذاب وثواب ہوتا ہے، جسم دفن ہو یا جہاں ذرات ہوں وہاں ہی ہوتا ہے۔ قرآن وحدیث میں قبر اس حسی قبر کو کہا گیا ہے۔ قبر کا شرعی معنی یہ حسی قبر ہے، مجازی قبر کہ جہاں اس کے اجزاء ہوں وہاں اللہ تعالیٰ اسے عذاب وثواب دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ جسم میں ایک قسم کی زندگی تعلق روح سے پیدا فرماتے ہیں جس سے وہ عذاب وثواب محسوس کرتا ہے۔ ہم کو وہ نظر نہیں آتا اور کبھی کبھی اللہ تعالیٰ دکھا بھی دیتے ہیں۔''

سوال: ہم قبر کھول کر دیکھتے ہیں وہاں پر ہم کو سانپ اور بچھو نظر نہیں آتے؟

جواب: یہ عالم غیب کی چیزیں ہیں، یہ آنکھیں اس کو نہیں دیکھ سکتیں لیکن جیسے مرنے والے کے پاس ملائکہ اترتے ہیں اس کو صرف مرنے والا ہی دیکھ سکتا ہے۔ کما فی قولہ تعالیٰ: ''فلولا اذا بلغت الحلقوم و انتم حینئذ تنظرون و نحن اقرب الیہ منکم ولٰکن لا تبصرون (الواقعہ: ۸۳ تا ۸۵)''

(ترجمہ) سو جب کسی کی روح گلے تک پہنچ جاتی ہے اور تم اس وقت مرنے والے کو دیکھا کرتے ہو اور ہم اس مرنے والے کے تم سے زیادہ قریب ہوتے ہیں لیکن تم ہمارے قرب کو سمجھ نہیں سکتے[1]

عذاب قبر کے منکرین نے ایک نیا شوشہ چھوڑا ہے کہ ثواب، عذاب انسان کے اجزاء اصلیہ کو ہوتا ہے اور دنیوی جسم کے اجزاء، اجزاء اصلیہ کو نہیں۔ لہٰذا دنیوی جسم کو ثواب وعذاب نہیں ہوتا۔ اکابر کی عبارات میں وضاحت سے اس نظریہ کا رد ہے اکابر اہلسنت نے ہمیشہ وضاحت فرمائی ہے کہ ثواب وعذاب اسی دنیوی جسم کو ہوتا ہے۔

---

[1] اسلام اور بعض جدید مذاہب باطلہ کا تعارف ص ۳۳ مطبوعہ رمضان المبارک ۱۴۲۹ھ / ستمبر ۲۰۰۸ء مکتبہ حمادیہ جامعہ اشاعت القرآن حضرو، اٹک۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

حضرت شیخ الحدیث مولانا نصیر الدین غور غشتوی رحمہ اللہ نے بھی اس کی وضاحت فرمائی ہے کہ یہی دنیوی جسم اجزائے اصلیہ ہیں۔ آپ لکھتے ہیں: ''حتی ان مات واکلته السباع فان الله تبارک وتعالی یعلّق روحه الذی فارقه بجزئه الاصلی الباقی من اوّل عمره الی آخره المستمرّ علی حاله حالتی القود والذبول۔ فان البنیة عندنا لیس شرطاً للحیوة بل لا یستبعد تعلیق ذالک الروح الشخصی الواحد بکل واحد من تلک الاجزاء المتفرقة فی المشارق والمغارب'' (حاشیہ مشکوٰۃ المصابیح کتاب الایمان باب اثبات عذاب القبر، الفصل الثانی ج ۱ ص ۲۶)

یہاں تک کہ جب انسان مرجائے اور اسے درندے کھا جائیں، تب بھی اللہ تبارک وتعالیٰ اس کی وہ روح جو اس کے اجزائے اصلیہ سے جدا ہوتی ہے جن سے وہ انسان کی عمر سے ابتداء سے آخر تک بڑھنے اور کمزور ہونے کی حالت میں ساتھ رہی اس سے جوڑ دیتا ہے۔ کیونکہ میت کی اس حیات کے لئے وجود کا باقی رہنا ہمارے نزدیک شرط نہیں بلکہ یہ مشکل نہیں کہ یہ روح شخصی میت کے بکھرے ہوئے مشارق ومغارب میں ہر ہر جزء سے تعلق رکھے۔

حضرت شیخ الحدیث صاحب رحمہ اللہ کی ان تصریحات سے وضاحت ہو جاتی ہے کہ اجزاء اصلیہ سے مراد میت کے دنیوی جسم کے اجزاء ہیں جو اس کی عمر کے ساتھ بڑھتے رہے اور عمر ڈھلنے کے ساتھ ساتھ کمزور ہوتے گئے اور اگر یہ دنیوی جسم مشارق ومغارب میں بکھر بھی گیا ہو، تب بھی تعلق روح اسی دنیوی جسم سے ہوتا ہے۔

لہٰذا عذاب قبر کے انکار کے لئے دنیوی بدن کے علاوہ کسی دوسرے بدن کو اجزاء اصلیہ کہنے والوں کا تعلق ان اکابر سے کس طرح ہو سکتا ہے؟

جن اکابر نے ثواب وعذاب کے لئے زمانی اعتبار سے برزخ کی اصطلاح استعمال کی ہے منکرین حیات قبر دھوکہ دیتے ہوئے انہیں بھی مکانی اعتبار سے زمینی قبر میں ثواب وعذاب کے منکرین میں شمار کرتے ہیں اور لفظی ہیر پھیر کے کرتب دکھاتے ہوئے یہ لوگ اکابرین اہلسنت کی ایک لمبی چوڑی فہرست اپنے خود ساختہ مذہب کی تائید میں پیش کرتے ہیں۔ حالانکہ ان اکابر اہل سنت میں کوئی ایک بھی میت کے دنیوی بدن کے ثواب وعذاب اور میت کے بدن سے روح کے مطلق عدم تعلق کا قائل نہیں۔ اسی طرح یہ سب اکابر حضور نبی کریم ﷺ کے عند القبر الشریف سماع صلوٰۃ وسلام کے قائل ہیں۔

اکابر علمائے دیوبند رحمہم اللہ کی عبارات میں قطع وبرید اور خود ساختہ مطلب کے کشید کرکے ایک نمونہ کے طور پر حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ دہلوی رحمہ اللہ کی عبارت میں ان کے ہاتھ کی صفائی ملاحظہ فرمائیں: حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ دہلوی رحمہ اللہ عذاب قبر کے مسئلہ میں لکھتے ہیں: قبر سے مراد زمین کا گڑھا ہی نہیں بلکہ موت کے بعد آخرت سے پہلے کا زمانہ مراد ہے۔ (جواہر الایمان ص ۶)

حضرت مفتی محمد کفایت اللہ دہلوی رحمہ اللہ کی اس عبارت میں لفظ ''ہی'' کو حذف کرکے اس معنی میں پیش کیا جاتا ہے کہ حضرت مفتی صاحب اس زمینی قبر میں ثواب وعذاب کے گویا قائل ہی نہیں۔ لفظ ''ہی'' کو اڑا کر حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ دہلوی رحمہ اللہ کی عبارت میں تحریف کی مثال رسالہ (حیات النبی از عطاء اللہ بندیالوی ص ۱۳) پر دیکھی جا سکتی ہے۔ اکابر کی عبارات میں ہاتھ کی صفائی دکھانے والی یہ ٹیم ذرا محنت کرتی تو انہیں اپنے محقق مولانا محمد حسین نیلوی رحمہ اللہ کی کتاب (عقائد اہل السنت والجماعت علمائے دیوبند ص ۲۱۱) پر یہ عبارت اسی لفظ ''ہی'' کے ساتھ مکمل مل جاتی۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ دہلوی رحمہ اللہ عقیدہ حیات قبر کی وضاحت میں لکھتے ہیں: ''میت کو قبر میں رکھنے کے بعد اس قدر حیات اس میں ڈال دی جاتی ہے کہ وہ آرام یا تکلیف کو محسوس کر سکے۔'' (کفایت المفتی ج ۱ ص ۹۶)

اس عبارت میں حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ دہلوی رحمہ اللہ اسی زمینی گڑھے کو، جس میں میت رکھی جاتی ہے، اسے ہی قبر فرما رہے ہیں اور میت کا دنیوی بدن جسے رکھا جارہا ہے اسی کی حیات اور اسی بدن میں ثواب یا عذاب کے قائل ہیں اور اسی بدن کی حس کا اقرار فرما رہے ہیں جس سے ثواب وعذاب محسوس ہو۔ اب منکرین حیات جسمانی، قبر اور دنیوی بدن کے مفہوم میں دھوکہ دے کر امت کو عذاب قبر کے متواتر عقیدہ سے انکار کی راہ پر ڈالتے ہوئے حضرت مفتی محمد کفایت اللہ دہلوی رحمہ اللہ کو کس منہ سے اپنا ہمنواء اور ہم عقیدہ کہہ سکتے ہیں؟

اعادہ روح پر حضرت شیخ الحدیث مولانا نصیر الدین غورغشتوی رحمہ اللہ کا مسلک

حضرت شیخ الحدیث دوسرے اکابر اہل السنت والجماعت کی طرح میت کے اس دنیوی بدن کی طرف روح کے لوٹنے (اعادہ) اور اتصال کے قائل تھے۔ اس عنوان کو آپ نے اتصال روح اور اعادہ روح کے عنوان سے بیان فرمایا ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں: ''قوله تعالى: فتعاد روحه فى جسده ظاهر الحديث ان عود الروح الى جميع اجزاء بدنه فلا التفات الى قول البعض بان العود انما يكون الى البعض ولا الى قول ابن حجر الى نصفه فانه لا يصح ان يقال من قبل العقل بل يحتاج الى صحة النقل''

(حاشیہ مشکوۃ المصابیح کتاب الجنائز باب مایقال عند من حضرہ الموت الفصل الثالث ج ۱ ص ۱۵۶)

(ترجمہ) حدیث مبارکہ کے الفاظ: مردے کی روح کو اس کے بدن میں لوٹا دیا جاتا ہے۔ ظاہر حدیث یہ ہے کہ روح کو بدن میت کے تمام اجزاء کی طرف لوٹا دیا جاتا ہے۔ اس لئے ان بعض لوگوں کی بات پر توجہ نہیں دی جائے گی جو یہ کہتے ہیں کہ روح بدن میت کے بعض اجزاء کی طرف لوٹتی ہے اور نہ ابن حجر رحمہ اللہ کے قول کی طرف توجہ دی جائے گی جو نصف بدن میت کی طرف روح کے لوٹنے کا کہتے ہیں۔ کیونکہ یہاں اپنی عقل سے کوئی بات کہنا صحیح نہیں بلکہ یہاں تو صحت روایت کی ضرورت ہے۔

اعادہ روح کی مزید وضاحت فرماتے ہوئے حضرت شیخ الحدیث صاحب رحمہ اللہ لکھتے ہیں: ''فان الله تبارک وتعالى يعلق روحه الذى فارقه بجزئه الاصلىّ الباقى من اوّل عمره الى آخره المستمرّ على حاله حالتى القود والذبول الذى تتعلق به الروح اوّلاً فيحيى ويحىٰ بحياته سائر الاجزاء البدن ليسأل فيثاب اويعذب ولا يستبعد ذالک فان الله تعالى عالم بالجزئيات والكليات كلما حسب ما هى عليها ويعلم الاجزاء بتفاصيلها ويعلم مواقعها ومحالها ويميّز بين ما هو وصل وفصل ويقدر على تعليق الروح بالجزء الاصلىّ منها حالة الانفراد وتعليقه به حال الاجتماع فان البنية عندنا ليس شرطا للحيوة بل لا يستبعد تعليق ذالک الروح الشخصى الواحد بالكل واحد من تلک الاجزاء المتفرقة فى المشارق والمغارب فان تعلقه بتلک الاجزاء ليس على سبيل الحلول حتى يمنع الحلول فى جزء آخر''

(حاشیہ مشکوۃ المصابیح کتاب الایمان باب اثبات عذاب القبر الفصل الثانی ج ۱ ص ۲۶)

اللہ تبارک وتعالیٰ اس کی وہ روح جو اس کے اجزائے اصلیہ سے جدا ہوتی ہے جس سے وہ انسان کی عمر کی

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

ابتداء سے آخر تک اس کی بڑھنے اور کمزور پڑھنے کی دونوں حالتوں میں ساتھ رہی اس سے جوڑ دیتا ہے۔ پھر میت اس تعلق روح کی وجہ سے زندہ ہوتا ہے اور اس کی یہ زندگی اس کے بدن کے تمام اجزاء کی زندگی ہوتی ہے۔

پھر میت سے سوال ہوتا ہے اور اسے ثواب وعذاب دیا جاتا ہے اور یہ بات کچھ مشکل نہیں کہ اللہ تعالیٰ میت کے تمام جزئیات اور کلیات کو جن پر بھی وہ میت رہا ہے، جاننے والا ہے اور اللہ تعالیٰ انسان کے تمام اجزاء کی تفاصیل، مواقع اور محل کو جاننے والا ہے اور اللہ تعالیٰ اس میت کے وصل وفصل میں تمیز کر سکتا ہے اور اللہ تعالیٰ انسان کے اجزائے اصلیہ کی حالت انفراد اور اجتماع میں تعلق روح پر قادر ہے۔ کیونکہ میت کی اس حیات کے لئے وجود کا باقی رہنا ہمارے لئے نزدیک شرط نہیں بلکہ یہ مشکل نہیں کہ یہ روح شخصی میت کے بکھرے ہوئے مشارق ومغارب میں ہر ہر جز سے تعلق رکھے اس لئے کہ میت کے بدن کے اجزاء سے روح کا یہ تعلق حلول کے درجہ میں نہیں کہ ایک سے دوسرے کے جزء میں حلول نہیں ہو سکتا۔

حضرت شیخ الحدیث صاحب رحمۃ اللہ علیہ اعادہ روح کی برزخی کیفیت کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ''قوله رد الله علىّ روحى وليس المراد بعود الروح عودها بعد المفارقة عين البدن وانما المراد انه ﷺ فى البرزخ مشغول حول الملكوت مستغرق فى مشاهدة رب العزة عز وجل كما كان فى الدنيا فى حالة الوحى وفى احوال الأخرة فعبر عن افاقته من تلك المشاهدة ذالك الاستغراق برد الروح''

(حاشیہ مشکوۃ المصابیح کتاب الصلوۃ باب الصلوۃ علی النبی ﷺ الفصل الثانی ج ۱ ص ۹۲)

نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی: رد الله علىّ روحى (اللہ تعالیٰ میری روح کو میری طرف لوٹا دیتا ہے) یہاں روح کے لوٹنے سے مراد بدن مبارک سے جدا ہو جانے کے بعد کا لوٹنا مراد نہیں بلکہ روح مبارکہ کے لوٹنے سے مراد یہ ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ برزخ میں ملکوت میں مشاہدہ رب العزت میں مستغرق ہیں، جیسے دنیا میں نزول وحی کی کیفیت کے دوران ہوتے تھے۔ احوال آخرت میں اس مشاہدہ واستغراق سے افاقہ کو روح مبارکہ کے لوٹنے (ردّ روح) سے تعبیر کیا گیا ہے۔

حضرت شیخ الحدیث صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث مبارکہ کی تشریح میں اعادہ روح کی کیفیت بیان کرتے ہوئے اس کی تردید فرمائی ہے کہ یہ اعادہ روح اور بدن کے دنیوی تعلق کی طرح نہیں جس سے بدن احکامات شرعیہ کا مکلف ہوتا ہے اور دنیوی امور میں بذات خود متصرف ہوتا ہے۔

کچھ لوگ حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ کی مذکورہ عبارت کو اپنے خود ساختہ نظریہ کہ حضور نبی کریم ﷺ کے روح مبارکہ کو بدن مبارک سے کوئی تعلق نہیں، کی تائید میں پیش کرتے ہیں۔ حالانکہ حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ کی دوسری عبارات اور خود اس عبارت کو بھی دیکھا جائے تو واضح ہو جاتا ہے کہ نہ صرف یہ کہ حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت سے یہ غلط نظریہ کشید کرنا ایک فریب ہے۔ بلکہ یہ حقیقت بھی آشکارا ہو جاتی ہے کہ حضرت شیخ الحدیث صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا اہل سنت سے خارج ان نظریات والوں سے نہ کوئی تعلق رہا ہے اور نہ ہے۔

مسئلہ اعادہ روح میں حضرت شیخ الحدیث صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت میں پیش کئے گئے نکتہ: ''انه ﷺ فى البرزخ مشغول حول الملكوت مستغرق فى مشاهدة رب العزت عزّ وجلّ'' حضور نبی کریم ﷺ برزخ میں ملکوت میں مشغول مشاہدہ رب العزت میں مستغرق ہیں، کی وضاحت حضرت مولانا محمد منظور نعمانی رحمۃ اللہ علیہ رکن مجلس شوریٰ دار العلوم دیوبند مدیر ''الفرقان'' لکھنؤ کے حوالہ سے بھی ملاحظہ ہو:

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

لیکن اتنی بات سب کے نزدیک مسلم اور دلائل شرعیہ سے ثابت ہے کہ حضرات انبیاء علیہم السلام اور خاص کر سیدالانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی قبور میں حیات حاصل ہے۔ اس لئے حدیث کا یہ مطلب کسی طرح درست نہیں ہوسکتا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا جسد اطہر روح سے خالی رہتا ہے اور جب کوئی سلام عرض کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ جواب دلوانے کے لئے اس میں روح ڈال دیتا ہے۔ اس بناء پر اکثر شارحین نے ''رَدِّ روح'' کا مطلب یہ بیان کیا ہے کہ قبر مبارک میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح پاک کی تمام تر توجہ دوسرے عالم کی طرف اور اللہ تعالیٰ کی جمالی وجلالی تجلیات کے مشاہدہ میں مصروف رہتی ہے اور یہ بات بالکل قرین قیاس ہے پھر جب کوئی امتی سلام عرض کرتا ہے اور وہ فرشتہ کے ذریعہ یا براہ راست آپ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے اذن سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح اس طرف سے متوجہ ہوتی ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سلام کا جواب دیتے ہیں۔ پس اس روحانی توجہ والتفات کو رَدِّ روح سے تعبیر فرمایا گیا ہے۔ (معارف الحدیث ج ۵ ص ۳۷۸)

منکرین حیات اعادہ روح پر ایک دوسری روایت ''ردالله علیَّ روحی'' اللہ تعالیٰ مجھ پر میری روح لوٹاتے ہیں، پیش کر کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بدن مبارک کو قبر میں بے روح ثابت کرتے ہیں۔ اس روایت پر اشکال کا جواب حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمہ اللہ مہتمم دارالعلوم دیوبند کے قلم سے ملاحظہ ہو۔

آپ نے حدیث ''ردالله علیَّ روحی'' کے بارے میں یہ اشکال ظاہر فرمایا کہ اگر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حیات ہیں اور بلاشبہ حیات ہیں جیسا کہ امت کا ''مسلّمہ'' مسئلہ ہے تو پھر روح لوٹانے کے کیا معنی؟ روح تو ہر وقت بدن میں رہنی چاہئے، ورنہ لوٹائے جانے کے معنی تو یہی ہوں گے کہ وہ بدن میں نہ تھی جب ہی تو لوٹائی گئی گویا دوبارہ زندہ کیا گیا۔ یہ اعتراض اصل میں عربیت کے اصول سے دیکھئے۔ یہاں ''رَدَّالله'' کا صلہ علیٰ لایا گیا ہے اگر فی لایا جاتا تو معنی یہ ہوتے کہ مجھ میں لوٹائی جاتی ہے۔ اس کا صاف مطلب یہی ہوتا ہے کہ روح پہلے نہ تھی، اب بدن میں آگئی۔ ظاہر ہے کہ اس سے حیات کا مسئلہ باقی نہیں رہ سکتا تھا۔ لیکن یہاں علیٰ لایا گیا ہے جس کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ روح مجھ پر لوٹا دی جاتی ہے یا مجھ پر ڈال دی جاتی ہے۔ روح کا کسی کے اوپر ڈال دیا جانا کنایہ ہوتا ہے۔ عربیت کے قاعدہ کی اس تفصیل کے بعد اب حدیث کا مطلب واضح ہو گیا کہ روح میرے اندر تھی، میں زندہ تھا۔ مگر متوجہ نہ تھا صلوٰۃ وسلام کے پڑھنے والوں نے جب سلام بھیجا تو اللہ نے میری روح پھر لوٹا دی، یعنی مجھے متوجہ کر دیا۔ غرضیکہ ''رَدَّ'' کا صلہ جب فی سے آتا ہے تو معنی دخول کے ہوتے ہیں اور جب علیٰ سے آتا ہے تو معنی توجہ کے ہوتے ہیں۔ اس لئے یہاں ردالله علی روحی فرمایا گیا ہے۔ ردالله فی روحی نہیں فرمایا گیا تو وہ اشکال رفع ہو گیا جو آپ کو پیدا ہوا۔ (مکتوبات حکیم الامت ص ۸۲)

حیات اولیاء اللہ پر حضرت شیخ الحدیث مولانا نصیرالدین غورغشتوی رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک

حضرت شیخ الحدیث صاحب رحمہ اللہ حیات الانبیاء علیہم السلام کے ذیل میں اولیاء اللہ کی حیات برزخیہ کے بھی قائل ہیں اور اولیاء اللہ کی حیات کو ایسے تعبیر فرماتے ہیں کہ موت کے بعد انہیں اتنی جلدی حیات کی کیفیت حاصل ہوتی ہے گویا یہ مرے ہی نہیں۔ حضرت شیخ الحدیث صاحب رحمہ اللہ لکھتے ہیں: ''قوله ان تاکل اجساد الانبیاء علیہم السلام ای منها منعاً کلیاً ان تاکل جمیع اجزائهم فلا فرق لهم فی الحالین ولذاقیل اولیاءالله لا یموتون ولکن ینتقلون من دار الی دار'' (حاشیہ مشکوۃ المصابیح کتاب الصلوۃ باب الجمعۃ الفصل الثالث ج ا ص ۱۲۲)

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

نبی کریم ﷺ کا ارشاد عالی کہ: ''زمین انبیاء کرام علیہم السلام کے اجساد مبارکہ کو نہیں کھا سکتی'' یہاں کلی ممانعت مراد ہے۔ کہ زمین انبیاء کرام علیہم السلام کے اجساد مبارکہ کے جمیع اجزاء کو نہیں کھا سکتی۔ اس لئے کہ ان کے لئے دونوں حالتوں (قبل وفات اور بعد از وفات) میں کوئی فرق نہیں۔ اسی وجہ سے کہا گیا ہے کہ اولیاء کرام مرے نہیں بلکہ محض ایک جہان سے دوسرے جہان میں منتقل ہوتے ہیں۔

کشف قبور، ارواح اولیاء اللہ کا فیض اور آداب زیارت قبور

حضرت شیخ الحدیث مولانا نصیر الدین غورغشتوی رحمہ اللہ اکابر اہل السنت والجماعت علمائے دیوبند کے مسلک اعتدال پر کاربند تھے آپ جہاں اولیاء اللہ کی قبور پر عرس و میلہ اور دوسرے بدعات کی تردید کرتے وہیں زیارت قبور کے آداب بیان فرماتے اور زیارت قبور کا مستحب ہونا واضح فرماتے۔ اسی طرح آپ کشف قبور اور اولیاء اللہ کے روحانی فیض کے قائل تھے۔ حدیث رسول ﷺ کی تشریح میں حضرت شیخ الحدیث صاحب رحمہ اللہ کا عقیدہ بھی ملاحظہ ہو: ''زیارة القبور مستحب فانه یورث رقة القلب وبذکر الموت والبلی الی غیر ذالک من الفوائد والعمدة فی ذالک الدعاء للمیت والاستغفار لهم وبذالک وردت السنة وکان رسول الله ﷺ یأتی البقیع وسلّم علی اهلها ویستغفر لهم واما الاستمداد باهل القبور فقد انکره کثیر من الفقهاء

وقالوا: زیارة القبور للدعاء والاستغفار للموتی ولنفعهم بتلاوة القرآن لا لاستمداد بهم واثبته المشائخ الصوفیة قدس الله اسرارهم وبعض الفقهاء وذالک امر مقدر عند اهل الکشف والکمال منهم ولا شک فی ذالک عندهم حتی ان کثیراً منهم حصل لهم الفیوض من الارواح وتسمّی هذه الطائفة اویسیة فی اصطلاحهم۔ قال الامام الشافعی قبر موسی الکاظم تریاق مجرب لاجابة الدعا قال حجة الاسلام محمد الغزالی من یستمد فی حیاته یستمد بعد مماته

وآداب الزیارة: ان یقوم مستقبل القبر مستدبر القبلة حذای الوجه وان یسلم ولا یمسح القبر ولا یقبله ولا ینحنی والزیارة یوم الجمعة افضل خصوصاً فی اوّله وجاء فی الروایة انه یعطی المیت فی یوم الجمعة الادراک اکثر مما یعطی فی سائر الایّام'' (حاشیہ مشکوٰۃ المصابیح کتاب الجنائز باب زیارۃ القبور ج ۱ ص ۱۶۸)

زیارت قبور مستحب ہے کیونکہ یہ رقت قلب پیدا کرتی ہے، نیز موت و مصیبت کی یاد دہانی وغیرہ کئی فوائد کی حامل ہے۔ زیارت قبور میں عمدہ بات میت کے لئے دعا و استغفار ہے کرنا ہے اور یہ سنت سے ثابت ہے، نبی کریم ﷺ بقیع کو تشریف لے جاتے اور اہل بقیع کے لئے سلام و استغفار فرماتے تھے۔

اہل قبور سے مدد طلب کرنے کا بہت سارے فقہاء نے رد کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ زیارت قبور اموات کے لئے دعا و استغفار کرنے اور انہیں تلاوت قرآن کا نفع پہنچانے کے لئے نہ کہ ان سے مدد طلب کرنے کے واسطے۔

لیکن مشائخ صوفیہ قدس اللہ سرہم اور بعض فقہاء رحمہم اللہ نے اس کا اثبات کیا ہے اور کہا ہے کہ مشائخ صوفیہ میں سے اہل کشف و کمال کے لئے کہ یہ ایک طے شدہ بات ہے۔ ان کے ہاں اس میں کوئی شک نہیں۔ حتیٰ کہ ان میں سے بہت سارے حضرات کو ارواح سے فیض حاصل ہوا ہے۔ انہیں صوفیہ کی اصطلاح میں ''اویسی'' کہتے ہیں۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: امام موسیٰ کاظم رحمۃ اللہ علیہ کی قبر قبولیت دعا کے لئے مجرب تریاق ہے۔
حجۃ الاسلام امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس سے زندگی میں مدد طلب کی جاتی ہے اس کی موت کے بعد بھی اس سے مدد طلب کی جاسکتی ہے۔

زیارت قبور کے آداب میں یہ ہے کہ قبلہ کی طرف پشت کر کے قبر کی طرف منہ کرے اور میت کے چہرہ کی سیدھ میں کھڑا ہو، میت کو سلام کرے لیکن قبر کو نہ چھوئے، نہ اس کا بوسہ لے اور نہ قبر کی طرف جھکے، جمعہ کو زیارت قبور خصوصاً دن کے ابتدائی حصہ میں افضل ہے۔ کیونکہ ایک روایت میں آتا ہے کہ دیگر ایام کی نسبت جمعہ کے دن میت کو زیادہ ادراک دیا جاتا ہے۔

شیخ الحدیث حضرت مولانا نصیر الدین غورغشتوی رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک اعتدال

حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ عمدہ اخلاق کی اعلیٰ صفات کے حامل تھے۔ اسی طرح مسائل اختلافیہ میں اعتدال جو کہ اہلسنت والجماعت کا خاصہ ہے۔ آپ کی ہر ادا سے جھلکتا تھا۔

مجاہد ملت حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ''ملک میں بعض لوگ افراط کا شکار ہو جاتے ہیں اور بعض تفریط کا۔ اس طرح مسلمانوں میں اکثر فتنہ وفساد کی آگ بھڑک اٹھتی ہے۔ حضرت شیخ الحدیث غورغشتوی رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ تعالیٰ نے معتدل طبیعت بخشی تھی۔ وہ احادیث شریفہ کی رو سے حیات النبی ﷺ کے قائل تھے اور قبر مبارک میں قریب سے درود شریف سننے اور جواب دینے کے احادیث کی وجہ سے قائل تھے۔ مگر امت میں انتشار سے بچنے کے خاطر تفاصیل میں جانا پسند نہ فرماتے تھے۔ چنانچہ اس طرح کی گفتگو احقر سے بالمشافہ بھی ہوئی۔ اس راہ اعتدال کی دوسری مثال مولوی محمد طاہر صاحب پنج پیری کی مخالفت ہے، جن کی تغلیط اور سختی اور علماء کرام پر تنقیص، تنقید سے علاقہ بھر میں انتشار پیدا ہوا، یہاں تک کہ حضرت شیخ الحدیث نے اہل حق علماء کرام کو بھی موتیٰ کے مسئلہ میں نرمی کرنے پر آمادہ کرنا چاہا۔ آپ نے فدیہ اسقاط وغیرہ کے بارہ میں جواز کا فتویٰ دے کر دراصل علماء اہل سنت کو اصلاحی کاموں میں نرمی وسہولت کا سبق دیا، ورنہ حضرت کسی بدعت کو جائز اور کسی گمراہی کو درست نہیں کہتے تھے۔ آپ کا مطلب صرف یہ تھا کہ دعائیں یا فدیہ یا حیلہ اسقاط اصل شریعت میں جائز ہیں۔ ان کو مطلقاً برا نہ کہا جائے اور اگر مخصوص طریقے کو برا کہا جائے تو اس میں بھی ایسی شدت اور ایسا طریقہ تبلیغ اختیار نہ کیا جائے جس سے نفع سے نقصان زیادہ ہو اور کوئی شخص کسی مستحب یا مباح کو واجب یا فرض قرار دے اور اس کے تارک کو اس طرح ملامت کرے جیسے تارک فرائض وواجبات کو تو اس کی غلطی ہے اس کو عمدگی سے سمجھایا جائے اور اگر بالفرض مختلف علماء اپنے اپنے مسالک کو نیک نیتی سے صحیح سمجھ کر ان پر قائم ہیں تو بھی ان کی وجہ سے آپس میں سر پھٹولی اور اہل علم میں بدنمائی نہ ہونی چاہئے۔ کیونکہ وقت بڑا نازک ہے آج نفس اسلام بچانا اچھا خاصا مشکل ہے۔ بہر حال حضرت شیخ کو اللہ تعالیٰ نے اعتدال اور قصد السبیل کی نعمت بخشی تھی اور اس لئے تمام علماء وصلحاء اور عوام یکساں آپ کی عزت کرتے اور آپ سے فائدہ اٹھاتے رہے۔''

(ہفت روزہ ترجمان اسلام شیخ الحدیث غورغشتوی نمبر ص ۲۲ ج ۶ ش ۲۸)

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

مولانا نصیر الدین غورغشتویؒ اور ان کے مرشد مولانا حسین علیؒ کے عقیدہ و مسلک میں یکسانیت

حضرت مولانا حسین علی رحمہ اللہ (م ۱۳۶۳ھ/ ۱۹۴۳ء) اپنے وقت کے امام الموحدین اور رئیس المفسرین تھے۔ آپ کا شمار تفسیر قرآن کے ماہر اساتذہ میں ہوتا ہے۔ آپ نے منطق وفلسفہ حضرت مولانا احمد حسین کانپوری رحمہ اللہ سے حدیث قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ سے اور تفسیر حضرت مولانا محمد مظہر نانوتوی رحمہ اللہ سے پڑھی۔ تصوف وسلوک میں آپ حضرت مولانا خواجہ محمد عثمان دامانی رحمہ اللہ (۱۳۱۴ھ/ ۱۸۹۷ء) سے بیعت ہوئے سلوک نقشبندیہ طے کیا اور اجازت خاصہ سے نوازے گئے۔ حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی رحمہ اللہ کی وفات ان کے صاحبزادہ اور جانشین اور اپنے شاگرد حضرت مولانا خواجہ سراج الدین رحمہ اللہ (۱۳۳۳ھ/ ۱۹۱۵ء) سے بیعت ہوئے اور خلافت عامہ سے سرفراز کئے گئے۔ آپ نے تمام عمر اپنے اساتذہ اور مشائخ کے فیوضات سے خلق خدا کو نوازا۔

حضرت مولانا حسین علی رحمہ اللہ کو اپنے اساتذہ اور مشائخ پر اتنا اعتماد اور اپنے شیخ کی خانقاہ "خانقاہ احمدیہ سعدیہ" موسیٰ زئی شریف، ڈیرہ اسماعیل خان سے عقیدت کا یہ عالم تھا کہ مرشد کے وصال کے بعد ان کے جانشین اور اپنے شاگرد حضرت خواجہ سراج الدین رحمہ اللہ سے بیعت ہوئے اور حضرت خواجہ سراج الدین رحمہ اللہ کے وصال کے بعد ان کے صاحبزادے حضرت خواجہ محمد ابراہیم رحمہ اللہ (م ۱۳۷۶ھ/ ۱۹۵۷ء) جو آپ کے مرشد کے پوتے، آپ کے شاگرد اور عمر میں آپ سے اٹھائیس سال چھوٹے تھے، ان سے بیعت ہوئے۔ آپ نے اپنے اساتذہ اور خانقاہ سے نہ صرف عقیدت مندانہ تعلق باقی رکھا بلکہ آپ اپنے شیوک کے متبع اور مقلد تھے۔ چنانچہ آپ نے اصول وفروع میں کبھی اپنے اکابر سے الگ راہ نہ نکالی۔ آج آپ کے بعض منتسبین اکابر سے اپنی نکالی ہوئی الگ راہ کو حضرت مولانا حسین علی رحمہ اللہ کے نام سے بیان کرتے ہیں۔ حالانکہ حضرت مولانا حسین علی رحمہ اللہ کو ان افکار جدیدہ سے کوئی تعلق نہ تھا اور نہ انہوں نے ایسے امور میں اکابر سے ہٹ کر اپنے ذاتی اجتہادات بیان فرمائے۔

شیخ الحدیث حضرت مولانا نصیر الدین غورغشتوی رحمہ اللہ نے اپنا سلوک حضرت مولانا حسین علی رحمہ اللہ سے مکمل فرمایا اور تربیت حاصل کی۔ حضرت مولانا حسین علی رحمہ اللہ صرف تصوف وسلوک کی رہنمائی نہیں فرماتے تھے۔ بلکہ مراحل سلوک سے زیادہ اہمیت عقائد واعمال کی اصلاح پر دیتے تھے۔ اس لئے یہ ناممکن ہے کہ حضرت شیخ الحدیث مولانا نصیر الدین غورغشتوی رحمہ اللہ کو حضرت مولانا حسین علی رحمہ اللہ نے منازل سلوک کی تکمیل کروا کر خلافت کے اعزاز سے نوازا ہو اور عقائد واعمال کی اصلاح نہ فرمائی ہو۔

حضرت شیخ الحدیث مولانا نصیر الدین غورغشتوی رحمہ اللہ تا عمر اپنے اساتذہ اور شیوخ طریقت بالخصوص حضرت مولانا حسین علی رحمہ اللہ کے عقائد واعمال کے پابند رہے۔ اپنے تلامذہ، متوسلین اور معتقدین کو ہمیشہ توحید وسنت کا سبق پڑھایا اور شرک وبدعت سے بچایا۔

حضرت مولانا نصیر الدین غورغشتوی رحمہ اللہ اپنے عقائد کا انتساب بھی ہمیشہ اپنے مرشد حضرت مولانا حسین علی رحمہ اللہ سے فرماتے تھے۔

حضرت مولانا حسین علی رحمہ اللہ کے بعض منتسبین اپنے جن ذاتی اجتہادات وتفردات کو آپ سے منسوب کرکے حضرت شیخ الحدیث کے اپنے شیخ طریقت کے راستہ سے جدا ہونے کا تاثر دینے کی کوشش کرتے ہیں، ان

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

مسائل میں عقیدہ حیات الانبیاء علیہم السلام، عقیدہ سماع موتی اور توسل سرفہرست ہیں۔ اس لئے یہاں ان مسائل پر حضرت مولانا حسین علی رحمہ اللہ کی رائے کو پیش کیا جاتا ہے۔ حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ نے بھی اپنے شیخ کی اسی رائے کو اپنی تصانیف اور درس و وعظ کا عنوان بنایا۔

عقیدہ حیات النبی ﷺ اور سماع صلوٰۃ وسلام عند القبر الشریف

عقیدہ حیات النبی ﷺ اور سماع صلوٰۃ وسلام عند القبر الشریف امت کا اجماعی عقیدہ ہے۔ عقیدہ سماع صلوٰۃ وسلام عند القبر الشریف کی بنیاد عقیدۃ حیات النبی ﷺ ہے۔

حضرت مولانا حسین علی رحمہ اللہ جمہور اہلسنت والجماعہ کی طرح حضور نبی کریم ﷺ کے عند القبر الشریف سماع صلوٰۃ وسلام کے قائل تھے۔ آپ سے منسوب تفسیری افادات جنہیں مولانا نذر شاہ عباسی رحمہ اللہ اور شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان رحمہ اللہ نے قلمبند کیا۔ جب کہ سندات تفسیر، حدیث اور تصور اور مکاشفات حضرت حسین علی رحمہ اللہ نے خود لکھ کر دیئے۔ یہ مجموعہ آپ کی زندگی میں ''بلغة الحیران'' کے نام سے چھپا۔ بلغة الحیران میں حضرت مولانا حسین علی رحمہ اللہ نے اپنے مکاشفات بھی مبشرات کے عنوان سے لکھے۔

چنانچہ آپ سفر حج کے مبشرات میں لکھتے ہیں: ''دعوت عند بیت اللہ الحرام ثم جئت عند رسول اللہ ﷺ فقلت الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ! فعانقنی ﷺ وعلمنی اللطائف والاذکار ورأیت انہ یسقط فامسکتہ واعصمتہ عن السقوط فعبرت فی ذالک الوقت ان المراد اقامۃ دینہ۔ ومحو الشرک قیل لی من یخالفک فی التوحید ھم دجالون کذابون''

(بلغة الحیران طبع اوّل ص ۸ طبع جدید تسہیل بلغۃ الحیران اشاعت اکیڈمی پشاور ص ۵۹)

میں نے بیت اللہ الحرام میں دعائیں مانگیں، پھر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: ''الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ'' پس رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے معانقہ فرمایا اور مجھے لطائف اور اذکار تعلیم فرمائے۔ میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ گرنے لگے ہیں، میں نے پکڑ لیا اور گرنے سے بچایا۔ پس میں نے اس کی یہ تعبیر کی کہ اس سے مراد اقامت دین اور شرک کا مٹانا ہے۔ مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو بھی توحید میں تیرے مخالف ہیں وہ دجال اور کذاب ہیں۔

حضرت مولانا حسین علی رحمہ اللہ کے نقل کردہ اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نہ صرف حضور انور ﷺ کے دربار عالیہ میں کلمہ ندا کے ساتھ صلوٰۃ وسلام پیش کرنے کے قائل تھے بلکہ آپ ﷺ کی طرف سے جواب کے بھی قائل تھے کہ اپنے اس واقعہ میں حضور انور ﷺ کے جواب کو بھی نقل فرمایا۔

حضرت مولانا حسین علی رحمہ اللہ کی حیات مبارکہ میں مطبوعہ بلغة الحیران کے اس واقعہ میں حضرت مولانا حسین علی رحمہ اللہ نے ''دعوت عند بیت اللہ الحرام ثم جئت عند رسول اللہ ﷺ'' لکھا جو اس واقعہ کے محض کشف یا مکاشفہ پر دلالت نہیں کرتا بلکہ ''جئت'' بالعزم آپ کے مدینہ منورہ میں حضور انور ﷺ کے روضہ انور پر حاضر ہو کر صلوٰۃ وسلام پیش کرنے پر دلالت کرتا ہے۔ صلوٰۃ وسلام پیش کرنے کے بعد مکاشفہ کی کیفیت ہے جس کی وضاحت آپ نے ''فعبرت'' سے فرمائی۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

جو حضرات حضرت مولانا حسین علی رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ جمہور امت سے جدا عدم سماع صلوٰۃ وسلام کا بتاتے ہیں وہ اس واقعہ میں ''فعبرت'' کے کلمہ سے پورے واقعہ کو خواب اور کشفت بتاتے ہیں اور ''دعوت عند بیت اللہ الحرام'' کے بعد ''ثم جنت'' سے آنکھیں بند کر لیتے ہیں کہ ان کلمات میں حضرت مولانا حسین علی رحمۃ اللہ علیہ بیت اللہ شریف کے بعد اپنے عازم مدینہ ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کلمہ ندا کے ساتھ صلوٰۃ وسلام کو بیان فرما رہے ہیں نہ کہ تمام واقعہ کو کشف کے طور پر بیان فرما رہے ہیں۔

حضرت مولانا حسین علی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ اعظم محشی مشکوٰۃ شیخ الحدیث حضرت مولانا نصیرالدین غورغشتوی رحمۃ اللہ علیہ (۱۳۸۸ھ/۱۹۶۹ء) اپنے شیخ حضرت مولانا حسین علی رحمۃ اللہ علیہ کے عقیدہ سماع صلوٰۃ وسلام کی وضاحت میں فرماتے ہیں:

''اگر قبر کے پاس کوئی مسلمان درود شریف، جہراً سلام ڈالے تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خود سنتے ہیں اور سلام کا جواب دیتے ہیں اور اگر کوئی دور سے درود شریف پڑھے تو فرشتے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچاتے ہیں۔

میں اس مسئلہ کو حق اور صحیح سمجھتا ہوں، احادیث شریف، فقہائے عظام، سلف صالحین سے بھی اس مسئلہ کی حقانیت اور صحت ثابت ہے۔ میں نے مولانا حسین علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے اس مسئلہ کا کبھی اختلاف نہیں سنا اور نہ ہی میں نے کبھی ان سے پوچھا تھا یہ تو ایک اہلسنت والجماعت کا متفقہ مسئلہ ہے۔'' مسکین نصیرالدین غورغشتوی

(مقام حیات ص ۶۹۶، ۶۹۷ طبع ۱۴ ۱۴۱۴ھ/ ۱۹۹۳ء)

حضرت مولانا نصیرالدین غورغشتوی رحمۃ اللہ علیہ کے اس اقتباس سے جہاں حضرت مولانا حسین علی رحمۃ اللہ علیہ کے عقیدہ کی وضاحت ہوتی ہے، وہیں حضرت صاحب کے ہاں ان مسائل پر ان کا یہ رجحان بھی معلوم ہوتا ہے کہ آپ اپنے اساتذہ ومشائخ کے متبع تھے، ان مسائل کا عمومی بیان آپ کے ہاں معمول نہیں تھا۔ اس لئے حضرت شیخ الحدیث مولانا نصیرالدین غورغشتوی رحمۃ اللہ علیہ کی شہادت کے مطابق ان مسائل پر آپ نے کبھی اپنے اکابر سے اختلاف نہیں کیا۔ جب کہ حضرت مولانا حسین علی رحمۃ اللہ علیہ سے خود کو منسوب کرنے والے گروہ ''اشاعۃ التوحید والسنہ'' نے اپنا مشغلہ اکابر کے ان متفقہ عقائد کی تردید کو بنایا ہوا ہے۔ حضرت مولانا عبدالقدیر رحمۃ اللہ علیہ سابق شیخ الحدیث ''تعلیم القرآن'' راجہ بازار راولپنڈی لکھتے ہیں: ''اور یہ (انکار حیات الانبیاء علیہم السلام اور سماع موتیٰ) انجمن اشاعت التوحید والسنہ کا وظیفہ ہے۔''

اسی وجہ سے یہ مخالفین کو کوستے ہیں۔ انہوں نے اس مسئلہ (انکار سماع موتیٰ) کو پارٹی بازی تک پہنچا دیا ہے۔ جلسوں کی زینت اور طعن وتشنیع کا بازار گرم کر رکھا ہے۔

(ارشاد العلماء الی تحقیق مسئلہ سماع موتی وحیات الانبیاء ص ۷، ۳۱)

شیخ القرآن حضرت مولانا غلام اللہ خان رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد رشید اور رفیق کار حضرت مولانا عبدالسلام صاحب دامت برکاتہم شیخ الحدیث ''جامعہ عربیہ اشاعۃ القرآن'' حضرو اٹک۔ اشاعت التوحید والسنہ کی اس روش کا شکوہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''اشاعۃ التوحید والسنہ کا مابہ الامتیاز مسئلہ الٰہ تھا جب کہ اب انہوں نے (اپنے اصل مقصد کو چھوڑتے ہوئے) اپنا مابہ الامتیاز مسئلہ سماع بنا لیا ہے۔''

(بیان موضع غورغشتی اٹک ۱۸/اگست ۲۰۰۸ء آڈیو کیسٹ احقر کے پاس موجود ہے۔ نثار احمد الحسینی)

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

عقیدہ استشفاع

حضرت مولانا حسین علی رحمۃ اللہ علیہ عقیدہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور سماع صلوۃ وسلام کے ساتھ عقیدہ استشفاع کے بھی قائل تھے، امام اہلسنت حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمۃ اللہ علیہ اپنے پیرومرشد کے حوالہ سے لکھتے ہیں:

''ہمارے پیرومرشد حضرت مولانا حسین علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ، علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کی ''الجوہر المنظوم'' کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ: ''روی عن علی انه بعد دفنه صلی اللہ علیہ وسلم جاء اعرابی فقال یا رسول اللہ جئتک لتستغفر نی الی ربی فنودی من القبر الشریف قد غفر لک واتت صفیة عمه النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعد وفاته (فقالت) الا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انت رجائیا وکنت بنا برا ولم تک جافیا۔ وسمع الصحابة ولم ینکرها احد'' (تحریرات حدیث ص ۲۵۶)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی گئی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دفن کئے جانے کے بعد ایک اعرابی آیا۔ سو اس نے کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ کے پاس آیا ہوں آپ میرے لئے میرے رب سے مغفرت طلب فرمائیں۔ پس قبر مبارک سے آواز آئی کہ بے شک تیری مغفرت ہو چکی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا آپ کی وفات کے بعد آئیں اور اس نے یہ شعر پڑھا خبردار! اے رسول صلی اللہ علیہ وسلم آپ میری امید ہیں اور آپ ہم پر مہربان تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سخت مزاج نہ تھے۔ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے یہ سنا اور کسی ایک نے بھی اس کا انکار نہ کیا۔

سند اور تاریخ کے لحاظ سے یہ واقعہ صحیح ہے یا غیر صحیح؟ یہ اپنے مقام کی بحث ہے۔ مگر حضرت مولانا حسین علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس واقعہ کو مقام استدلال میں پیش کیا ہے اور اس کی یہاں تردید نہیں فرمائی اور تعامل امت کی وجہ سے گویا انہوں نے اس کو صحیح سمجھا ہے اور ہمارا استدلال بھی اسی پہلو سے ہے۔

(تسکین الصدور ص ۳۷۶، ۳۷۷ طبع ۱۴۱۴ھ / ۱۹۹۳ء)

عقیدہ سماع موتی

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سماع تو سب سے اعلیٰ وارفع ہے۔ حضرت مولانا حسین علی رحمۃ اللہ علیہ تو عام اموات کے سماع کے بھی قائل ہیں۔ حضرت مولانا عبدالقدیر مومن پوری رحمۃ اللہ علیہ شیخ الحدیث جامعہ تعلیم القرآن راولپنڈی لکھتے ہیں:

''حضرت مولانا حسین علی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر میں فرماتے ہیں: بدن نہیں سن سکتے، روح زندہ ہے وہ سنتا ہے اگر قریب ہو۔''

حضرت مولانا عبدالقدیر مومن پوری رحمۃ اللہ علیہ حضرت مولانا حسین علی رحمۃ اللہ علیہ کے اس عقیدہ کو نقل کرنے کے بعد منکرین سماع موتی کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں: ''جناب من! روح کا قریب سے سننا جیسا انہوں نے فرمایا یہ سماع پر دلالت کرتا ہے یا عدم سماع پر یہ ''توجیع القول بما لا یرضی به قائله'' کیوں؟ جو لوگ سماع موتی کے قائل ہیں وہ بھی قریب سے ہی سماع کہتے ہیں۔ رہا بدن کے اجزاء کا سننا تو یہ کوئی بھی نہیں کہتا۔ ہاں تعلق روح بالبدن کے قائل ہیں۔ اس حیثیت سے مردوں کا سننا کہتے ہیں۔'' (ارشاد العلماء الی تحقیق مسئلہ سماع موتی وحیات الانبیاء علیہم السلام ص ۴۴)

مسئلہ اعادہ روح اور حقیقت قبر

حضرت مولانا حسین علی رحمۃ اللہ علیہ قبر میں اعادہ روح کے اور اس کے قائل تھے کہ میت زائر کو پہچانتی ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں: ''المنکر والنکیر یأتیان المیت فیرسل فی ذالک المیت الروح ثم یقعد فاذا سئل ارسلت

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

روحہ بلا الم ونؤمن بان المیت یعرف من یزورہ اذا اتاہ واکدہ یوم الجمعہ بعد طلوع الفجر قبل طلوع الشمس" (تحریرات حدیث ص ۲۵۷)

منکر نکیر میت کے پاس آتے ہیں تو اس میت میں روح ڈال دی جاتی ہے پھر اس کو بٹھایا جاتا ہے جب اس سے سوال ہو چکتا ہے تو اس کی روح بلا تکلیف کے نکال لی جاتی ہے اور ہم اس پر ایمان رکھتے ہیں کہ جب میت کے پاس کوئی شخص زیارت کرنے کو آتا ہے تو وہ اس کو پہچان لیتی ہے۔ خصوصاً جمعہ کے دن طلوع فجر کے بعد اور طلوع آفتاب سے پہلے۔ (تسکین الصدور ص ۱۵۶ طبع ۱۴ ۱۴۱۴ھ/ ۱۹۹۳ء)

حضرت مولانا حسین علی رحمہ اللہ کے مذکورہ حوالہ سے اعادہ روح اور میت کے زائر کو پہچاننے کے ساتھ یہ بھی ثابت ہو رہا ہے کہ آپ اسی قبر ارضی کو قبر شرعی مانتے تھے اور اسی قبر ارضی میں ثواب اور عذاب کے قائل تھے اب جو لوگ حضرت مولانا حسین علی رحمہ اللہ سے اپنا انتساب کرتے ہوئے اس قبر ارضی میں عذاب وثواب کے قائل نہیں، وہ کس منہ سے اپنا انتساب حضرت مولانا حسین علی رحمہ اللہ سے کر سکتے ہیں۔

حضرت مولانا حسین علی رحمہ اللہ حدیث مبارکہ: "عن کعب بن مالک ان رسول اللہ ﷺ قال نسمۃ المؤمن طیر یعلق فی شجرۃ الجنۃ حتی یرجعہ اللہ الی جسدہ یوم یبعثہ"

(مسند احمد ج ۳ ص ۴۵۵ وسنن ابن ماجہ ص ۳۱۶، موطا امام مالک ص ۸۴ واللفظ لہ وموارد الظمآن ص ۱۸۷)

آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ مومن کی روح پرندوں کی طرح اڑتے ہوئے جنت کے درختوں سے کھاتی ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے جسم کی طرف اس کو لوٹائے۔ (تسکین الصدور ص ۱۹۵ طبع ۱۴ ۱۴۱۴ھ/ ۱۹۹۳ء)

کی تشریح میں اپنے عقیدہ کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں: یعنی "بجمیع جسدہ یوم یبعثہ وھو یوم القیامۃ" (تحریرات حدیث ص ۲۰۹)

یعنی تمام جسد کے ساتھ روح کا تعلق اس دن ہوگا جس دن اللہ تعالیٰ اس کو کھڑا کرے گا وہ قیامت کا دن ہے۔ (تسکین الصدور ص ۱۹۶ طبع ۱۴ ۱۴۱۴ھ/ ۱۹۹۳ء)

عقیدہ توسل

حضرت مولانا حسین علی رحمہ اللہ اپنے اساتذہ، مشائخ اور اکابر اہلسنت والجماعت علمائے دیوبند رحمہم اللہ کے اتباع میں اولیاء اللہ سے توسل کے قائل تھے۔ حضرت مولانا حسین علی رحمہ اللہ کے بعض منتسبین اہلسنت کے جن عقائد میں حضرت مولانا حسین علی رحمہ اللہ سے مخالف ہیں، ان میں ایک عقیدہ توسل بھی ہے۔ امام اہلسنت حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ لکھتے ہیں: "اور حضرت (مولانا حسین علی) مرحوم نے اپنے ہاتھ مبارک سے علم تصوف وسلوک پر ایک نہایت مفید اور بہترین رسالہ لکھا ہے جس کا نام "تحفہ ابراہیمیہ" اور فیوضات حسینی" ہے۔ اس کے آخر میں سلاسل اربعہ (قادری، نقشبندی چشتی اور سہروردی) کے شجرے بتائے ہیں اور ان میں الٰہی بحرمت فلاں الخ کے صریح الفاظ موجود ہیں جو زمین پر چمکدار موتیوں کی مانند اور آسمان میں درخشندہ ستاروں کی طرح چمک رہے ہیں۔ مگر صد افسوس کہ اب مؤلف تسکین القلوب نے یہ سارے شجرے حذف کر کے دیئے ہیں۔ "فوا اسفاً ویا عجباً" اور خود کتاب میں بھی توسل کا صریح الفاظ میں ذکر موجود ہے۔" (تسکین الصدور ص ۷۶، ۷۷، ۳ طبع ۱۴۲۱ھ/ ۱۹۹۳ء)

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

مولانا محمد سرفراز خان صفدرؒ کے قلم سے اپنے پیرو مرشد اور استاذ گرامی کے عقیدہ کی وضاحت

حضرت امام اہلسنت مولانا سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ اپنے پیرو مرشد کی خدمت میں عقیدت مندانہ حاضر ہوئے۔ آپ کسی تحقیق و تفتیش نہیں بلکہ اتباع اور استفادہ کی غرض سے واں بھچراں گئے۔ اس عقیدت و اتباع نے آپ کو اپنے شیخ کے علمی اور روحانی فیض سے نوازا۔ اس کی برکت تھی کہ آپ نے اپنی عمر اپنے شیخ طریقت اور اساتذہ کرام رحمہم اللہ کے فیوضات کے اتباع اور اسی کی نشر و اشاعت میں گزار دی۔ حضرت امام اہلسنت اپنے مرشد حضرت حسین علی رحمہ اللہ کے عقائد کی تفصیل لکھنے کے بعد اجمال بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''حضرت مرحوم عند القبر آنحضرت ﷺ کے صلوٰۃ وسلام سننے اور جواب دینے کے تو قائل ہیں جیسا کہ پہلے عرض کیا جا چکا ہے۔ اسی طرح وہ اس پر بھی ایمان رکھتے ہیں کہ میت زیارت کرنے والے کو (جو کہ السلام علیکم یا اہل القبور رائج سے خطاب کرتا ہے۔ کیونکہ شرعاً قبور کی زیارت کا یہی معہود طریقہ ہے اور اس پر صحیح احادیث دلالت کرتی ہیں۔ (صفدر) پہچانتی ہے۔ خاص طور پر جمعہ کے دن طلوع فجر کے بعد اور طلوع آفتاب سے قبل (کما مر) تو اس تحقیق کے پیش نظر مطلب یہ ہوگا کہ مردے سلام تو سنتے ہیں مگر لوگوں کی استمداد اور استعانت کے لئے آوازیں نہیں سنتے۔'' (الشہاب المبین ص ۱۴۲، ۱۴۳ طبع ۱۹۸۳ء)

حضرت مولانا حسین علی رحمہ اللہ کے تلامذہ کا عقیدہ

حضرت مولانا حسین علی رحمہ اللہ کا علمی شہرہ دور، دور تک پہنچا ہوا تھا اور طلبہ دور دراز سے آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے۔ ان طلبہ میں عقیدہ اور مسلک کے اعتبار سے اکابر کے متبع بھی ہوتے تھے اور اپنے جدید نظریات کے حامل بھی، جنہوں نے بعد میں اپنے ذاتی اجتہادات کو حضرت مولانا حسین علی رحمہ اللہ کی طرف منسوب کر کے بیان کیا۔ مگر اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے حضرت کے تلامذہ کو جنہوں نے اپنے شیخ طریقت اور استاذ حدیث و تفسیر کے عقائد کا تحفظ کرتے ہوئے ان کے صحیح عقائد کو بیان فرمایا اور ان کی طرف غلط عقائد کو منسوب کرنے والوں کی تردید کی۔ یہاں حضرت کے مشہور تلامذہ میں سے چند کا تذکرہ پیش کرتے ہیں۔

شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خان دامت برکاتہم صدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان، حضرت مولانا حسین علی رحمہ اللہ اور ان کے تلامذہ کے عقائد کی وضاحت میں فرماتے ہیں:

''حضرت مولانا حسین علی صاحب رحمہ اللہ سے یہ نقل کیا جاتا ہے کہ وہ ممات کے قائل تھے اور ممات کو ترجیح دیتے تھے، یہ غلط ہے۔ اس کے غلط ہونے کے دو دلائل آپ کو بتاؤں گا۔ ایک دلیل یہ ہے کہ وہ حضرت گنگوہی رحمہ اللہ کے شاگرد ہیں اور حضرت گنگوہی رحمہ اللہ مماتی نہیں تھے حیاتی تھے۔ دوسری دلیل یہ ہے کہ حضرت مولانا حسین علی رحمہ اللہ کے شاگرد حضرت مولانا سرفراز خان صفدر صاحب رحمہ اللہ ہیں اور صرف شاگرد ہی نہیں ہیں بلکہ ان کے خلیفہ بھی ہیں اور سب جانتے ہیں کہ حضرت مولانا سرفراز خان صفدر صاحب رحمہ اللہ مماتی نہیں بلکہ حیاتی ہیں تو جو حضرت مولانا حسین علی رحمہ اللہ سے وابستہ ہیں، ان کے مرید ہیں، ان کے خلیفہ بھی ہیں۔ اگر مولانا حسین علی رحمہ اللہ کا مسلک مماتی ہے تو پھر ان کے خلیفہ اور مرید نے حیاتی مسلک کیوں اختیار کیا ہے؟ ایک مرید کو اپنے مرشد کے ساتھ جتنا تعلق ہوتا ہے معلوم

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

ہے آپ کو؟ اتنا شاگرد کا اپنے استاد کے ساتھ نہیں ہوتا تو حضرت مولانا سرفراز خان صفدر صاحب رحمہ اللہ ان کے مرید بھی ہیں اور ان کے شاگرد بھی ہیں اور ان کے خلیفہ بھی ہیں اور وہ حیاتی ہیں تو معلوم ہوا کہ حضرت مولانا حسین علی صاحب رحمہ اللہ سے مماتیت کی نسبت درست نہیں۔ اس کے علاوہ حضرت مولانا عبداللہ بہلوی رحمہ اللہ جو بہت بڑے عالم گزرے ہیں وہ بھی حضرت مولانا حسین علی رحمہ اللہ کو حیاتی بتاتے ہیں، مماتی نہیں بتاتے، حضرت مولانا حسین علی رحمہ اللہ، حضرت گنگوہی رحمہ اللہ کے شاگرد ہیں اور حضرت گنگوہی رحمہ اللہ مماتی نہیں تھے۔

دوسری بات یہ ہے کہ حضرت مولانا سرفراز خان صفدر صاحب دامت برکاتہم بھی ان کے شاگرد مرید اور خلیفہ ہیں، وہ حیاتی ہیں تو پھر ان کے پیر کو بھی حیاتی ماننا پڑے گا ان کو مماتی کیوں کہا جا رہا ہے؟ تیسری بات یہ ہے کہ حضرت مولانا عبداللہ بہلوی رحمہ اللہ بہت بڑے عالم ہیں۔ پیر طریقت بھی ہیں اور ان کا بہت بلند مقام ہے۔ ان کے ارشادات عالیہ کی تشہیر حضرت مولانا سعید احمد جلال پوری رحمہ اللہ نے چار جلدوں میں شائع کی ہے۔ وہ تصوف کے نکات وامور پر مشتمل ہے۔ یہ بھی بہت بڑے بزرگ عالم ہیں اور وہ بھی مولانا حسین علی رحمہ اللہ کے شاگرد ہیں، وہ حیاتی ہیں۔"

(ماہنامہ القاسم نوشہرہ ج ۱۲، ش ۵، ۶، ۲۹ ۱۴ھ رستمبر، اکتوبر ۲۰۰۸ء)

حضرت مولانا حسین علی رحمہ اللہ کے تلامذہ میں ایک اہم نام شیخ القرآن حضرت مولانا غلام اللہ خان رحمہ اللہ (۱۴۰۰ھ ۱۹۸۰ء) کا ہے۔ آپ ہی نے حضرت مولانا حسین علی رحمہ اللہ کی نماز جنازہ پڑھائی۔ ۱۹۵۷ء میں عقیدہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر پیدا ہونے والے بحران کو آپ ہی نے ختم فرمایا۔ حضرت مولانا قاری محمد طیب رحمہ اللہ کی یہ تحریر حضرت مولانا حسین علی رحمہ اللہ، شیخ القرآن حضرت مولانا غلام اللہ خان رحمہ اللہ اور امام اہلسنت حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ کے اساتذہ ومشائخ ہی کے عقیدہ کی وضاحت ہے۔ شیخ القرآن حضرت مولانا غلام اللہ خان رحمہ اللہ کی دستخط کردہ تحریر کا متن درج ذیل ہے۔

"وفات کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جسد اطہر کو برزخ (قبر شریف) میں بہ تعلق روح حیات حاصل ہے اور اس حیات کی وجہ سے روضہ اقدس پر حاضر ہونے والوں کا آپ صلوٰۃ وسلام سنتے ہیں۔"

شیخ القرآن حضرت مولانا غلام اللہ خان رحمہ اللہ نے اس تحریر پر دستخط کر کے نہ صرف اپنے اساتذہ بلکہ اپنے شیخ طریقت کا حق اتباع بھی ادا کیا۔ شیخ القرآن کے بعض پیروکاروں نے ایک نئی بحث اور الجھاؤ کی ایک عجیب صورت چھیڑ رکھی ہے کہ شیخ القرآنؒ نے وقتی دفعیہ کے طور پر دستخط کیے تھے ان کا اپنا یہ عقیدہ نہ تھا۔ حضرت شیخ القرآن جب شیر برّاں، شمشیر بے نیام اور قائد جری تھے تو انہیں حالات سے ڈرنے کی کیا ضرورت تھی۔ یہ شیخ القرآن پر محض بہتان ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ انہوں نے جس عقیدہ پر دستخط کیے ان سے اس عقیدہ سے رجوع ثابت ہی نہیں۔ ثبوت کے لئے کچھ حضرات تفسیر "جواہر القرآن" کو پیش کرتے ہیں تفسیر جواہر القرآن کی حضرت شیخ القرآن سے نسبت کی حقیقت ان کے سوانح نگار میاں محمد الیاس صاحب کے حوالہ سے ملاحظہ ہو۔

میاں صاحب لکھتے ہیں: حضرت مولانا (حسین علی رحمہ اللہ) اردو اسلوب تحریر میں لکھنے پر قادر نہ تھے اور مولانا غلام اللہ خان رحمہ اللہ بھی (زمانہ تصنیف بلغۃ الحیران میں) ایک طالب علم ہی تھے وہ تو بعد میں بھی اردو اسلوب تحریر پر قادر نہ ہوئے اور یہ کوئی عیب نہیں۔ مولانا موصوف نے اپنا سارا تصنیفی اور تحریری کام مولانا سید سجاد بخاری سے کروایا۔ (مقدمہ تسہیل بلغۃ الحیران ص ۵۱۲ مطبوعہ اشاعت اکیڈمی پشاور طبع اول رمضان المبارک ۱۴۲۹ھ/ستمبر ۲۰۰۸ء)

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

ان کتب کے اصل مؤلف چونکہ سجاد بخاری صاحب ہیں، اس لئے وہ آخر تک ان میں تبدیلیاں کرتے رہے اور بقول ان کے خود شیخ القرآن تفسیر جواہر القرآن سے مطمئن نہ تھے۔

(ماہنامہ تعلیم القرآن راولپنڈی بابت نومبر ۱۹۸۱ء بحوالہ ماہنامہ نغمہ توحید گجرات ج ۴، ش ۳ ص ۵۶ بابت ربیع الاوّل ۱۴۱۳ھ/ ۱۹۹۲ء)

اس سے یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ حضرت مولانا حسین علی ؒ کے دوسرے مشہور تلامذہ کی طرح شیخ القرآن کا عقیدہ بھی اپنے شیخ طریقت کی طرح تھا۔

حضرت مولانا حسین علی ؒ کے تلامذہ میں حضرت مولانا قاضی نور محمد ؒ (م ۱۳۸۲ھ/ ۱۹۶۲ء) جو حضرت مولانا حسین علی ؒ کے خلیفہ مجاز بھی ہیں، نے بھی حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب ؒ کے فیصلہ ۱۹۶۲ء راولپنڈی پر دستخط فرما کر اپنے عقیدہ کو واضح فرمایا۔ اسی طرح آپ کے بھائی حضرت مولانا قاضی شمس الدین ؒ (م ۱۴۰۵ھ/ ۱۹۸۵ء) جو حضرت مولانا حسین علی ؒ کے شاگرد اور خلیفہ مجاز بھی ہیں نے سماع صلوۃ وسلام عند القبر الشریف کے متعلق اپنے عقیدہ کی وضاحت میں لکھا:

"(ہم) سلام عند قبر النبی ﷺ کے جواز ہی کے قائل نہیں بلکہ اس کو باعث ہزار سعادت سمجھتے ہیں رزقنا اللہ ایاہ اور سماع سلام عند القبر، جیسا حضرت گنگوہی ؒ نے لکھا اس کو تسلیم کرتے ہیں مگر سماع روحانی ہے جیسے حضرت مولانا مدنی ؒ نے تصریح فرمائی۔" (مسالک العلماء فی حیاۃ الانبیاء ص ۲۷۴)

حضرت مولانا حسین علی ؒ کے تلامذہ اور قریبی حضرات میں سے مشہور حضرات مرتبین بلغۃ الحیران حضرت مولانا نور الحق علوی (م ۱۳۷۰ھ/ ۱۹۵۱ء)، حضرت مولانا سید نذر شاہ (م ۱۳۹۲ھ/ ۱۹۷۲ء)، حضرت مولانا یار محمد لاثانی (م ۱۳۸۵ھ/ ۱۹۶۵ء) اور حضرت شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان (م ۱۴۰۱ھ/ ۱۹۸۱ء) (ؒ) بھی عقیدہ حیات الانبیاء علیہم السلام اور سماع صلوۃ وسلام عند القبر الشریف کے قائل تھے۔ شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان ؒ کے عقیدہ کی وضاحت تو حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب ؒ مہتمم دار العلوم دیوبند کے فیصلہ سے ان کے اتفاق اور ان کے فتاویٰ وغیرہ میں موجود ہے۔ جب کہ اوّل الذکر تین حضرات نے بلغۃ الحیران کی تدوین، ترتیب اور تبییض کا کام کیا اور بلغۃ الحیران کے تمہیدی صفحات میں یہ عقیدہ موجود ہے۔ ان حضرات نے اس سے کوئی اختلاف نہیں کیا بلکہ اسے من وعن نقل کیا اور نہ ان حضرات سے اس عقیدہ کے خلاف کوئی بات منقول ہے۔ اس لئے یہ حضرات بھی اپنے شیخ طریقت اور استاذ محترم حضرت مولانا حسین علی ؒ کے ساتھ اکابر کے اتباع میں اسی عقیدہ حیات الانبیاء علیہم السلام اور سماع صلوۃ وسلام عند القبر الشریف کے قائل تھے۔

حضرت مولانا حسین علی ؒ کے تلامذہ اور خلفاء میں ایک مشہور نام حضرت مولانا عبد الہادی عرف شاہ منصور باباجی ؒ (م ۱۴۰۷ھ/ ۱۹۸۷ء) کا بھی ہیں۔ آپ سرحد کے مشہور مشائخ اور جید علماء میں سے تھے۔ آپ بھی عقیدہ حیات الانبیاء علیہم السلام، سماع النبی ﷺ عند القبر الشریف، سماع موتیٰ، عقیدہ استشفاع اور توسل کے قائل تھے۔

حضرت مولانا حسین علی ؒ کے تلامذہ میں سے استاذ العلماء حضرت مولانا عبد الرؤف شاہ ڈھیروی ؒ (م ۱۴۲۷ھ/ ۲۰۰۶ء) حضرت مولانا قاری محمد طیب ؒ کے فیصلہ کی تائید واشاعت فرماتے تھے۔ ۱۴۲۶ھ/ ۲۰۰۵ء میں حضرت مولانا عبد السلام صاحب مدظلہٗ حضرو نے جب فیصلہ راولپنڈی ۱۹۶۲ء کی دوبارہ اشاعت فرمائی تو حضرت مولانا عبد الرؤف شاہ ڈھیروی ؒ نے اس پر تائیدی دستخط فرمائے۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

اسی طرح حضرت مولانا محمد منظور نعمانی، حضرت مولانا قاضی غلام مصطفیٰ مرجانی (م ۱۳۹۷ھ/ ۱۹۷۷ء) شارح بخاری حضرت مولانا سید احمد رضا بجنوری، حضرت مولانا خواجہ محمد اسماعیل (۱۴۱۴ھ/ ۱۹۹۳ء) موسیٰ زئی شریف، حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی (م ۱۴۱۵ھ/ ۱۹۹۴ء)، حضرت مولانا احمد خان (م ۱۳۶۰ھ/ ۱۹۴۱ء) کندیاں شریف، حضرت علامہ دوست محمد قریشی (م ۱۳۶۰ھ/ ۱۹۷۴ء)، شیخ القرآن حضرت مولانا غلام اللہ خان (م ۱۴۰۱ھ/ ۱۹۸۱ء)، حضرت مولانا سید احمد حسین سجاد بخاری (م ۱۴۱۳ھ/ ۱۹۹۲ء)، حضرت مولانا مفتی عبدالرشید (م ۱۴۱۳ھ/ ۱۹۹۲ء) صدر مفتی تعلیم القرآن راولپنڈی، حضرت خواجہ غلام حسن، لعل حسین (م ۱۳۸۵ھ/ ۱۹۶۵ء)، حضرت خواجہ محمد ابراہیم موسیٰ زئی شریف (رحمہم اللہ) وغیرہ حضرت مولانا حسین علی رحمہ اللہ کے مشہور تلامذہ کا عقیدہ حیات النبی ﷺ اور سماع صلوٰۃ وسلام عند القبر الشریف پر اکابر اہلسنت والا تھا۔

اس مختصر مضمون میں حضرت مولانا حسین علی رحمہ اللہ کے مشہور خلفاء اور تلامذہ میں سے شیخ الحدیث حضرت مولانا نصیر الدین غورغشتوی رحمہ اللہ اور دوسری اہم شخصیات کے عقیدہ کی وضاحت پیش کردی گئی ہے۔ جس سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہوجاتی ہے کہ جمہور اہلسنت والجماعت اور اہلسنت کے ترجمان اکابر علمائے دیوبند رحمہم اللہ اور اکابر کے عقیدہ ومسلک کے داعی حضرت مولانا حسین علی رحمہ اللہ اور ان کے تلامذہ وخلفاء کے عقیدہ ومسلک میں کوئی فرق نہیں۔ کہیں تعبیر کا اختلاف اور انداز بیان کا فرق تو ممکن ہے مگر اصولی طور پر اس قبر ارضی میں انبیاء علیہم السلام کی حیات مبارکہ اور سماع الصلوٰۃ والسلام عند القبر الشریف کا کوئی منکر نہیں۔ اب انکار کرنے والا اسے اپنا ذاتی تفرد تو کہہ سکتا ہے مگر اسے اکابر اہلسنت اور مولانا حسین علی رحمہ اللہ کا عقیدہ نہیں قرار دے سکتا۔

حضرت مولانا حسین علی رحمہ اللہ کے مذکورہ بالا جلیل القدر تلامذہ اور خلفاء عقیدہ حیات الانبیاء علیہم السلام اور سماع صلوٰۃ وسلام عند القبر الشریف کے قائل ہیں۔ حضرت مولانا حسین علی رحمہ اللہ کے تلامذہ میں ان حضرات کے علاوہ صرف دو حضرات مولانا سید عنایت اللہ شاہ گجراتی (م ۱۴۲۰ھ/ ۱۹۹۹ء) اور مولانا سید محمد حسین شاہ نیلوی (م ۱۴۲۷ھ/ ۲۰۰۶ء) اس اجماعی عقیدہ کا انکار کرتے ہیں اور اس انکار کو حضرت مولانا حسین علی رحمہ اللہ کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ اب حضرت مولانا حسین علی رحمہ اللہ کے عقیدہ کی وضاحت میں مذکورہ بالا جلیل القدر تلامذہ اور خلفاء کے مقابلہ میں صرف دو آدمیوں کی بات کس طرح معتبر ہوسکتی ہے؟ مذکورہ بالا جلیل القدر حضرات برس ہا برس حضرت صاحب کی خدمت میں رہے اور استفادہ کیا جب کہ مولانا سید عنایت اللہ شاہ گجراتی رحمہ اللہ حضرت صاحب کے آخر زمانہ حیات میں ان کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ بلکہ حضرت صاحب کی طرف یہ انکار والا عقیدہ منسوب کرنے کے اصل محرک مولانا سید محمد حسین شاہ نیلوی تو محض حضرت صاحب سے بیعت ہونے کے مدعی ہیں۔

مولانا سید محمد نیلوی شاہ صاحب رحمہ اللہ اپنے زمانہ تعلیم ''انہی'' میں تقریباً (۱۳۵۴ھ/ ۱۹۳۵ء) میں حضرت مولانا حسین علی رحمہ اللہ سے بیعت ہوئے اور یہیں ''انہی'' میں حضرت صاحب کے تین عوامی دروس قرآن میں شرکت کی جب کہ حضرت صاحب سے نہ کبھی قرآن مجید کا کوئی بھی حصہ یا کوئی دوسری دینی کتاب باقاعدہ تلمذاً پڑھی، نہ اجازت تفسیر لی، نہ ذکر وسلوک کی کوئی راہنمائی حاصل کی بلکہ ''انہی'' کے زمانہ تعلیم میں واقعہ بیعت کے بعد کبھی حضرت صاحب سے ملاقات بھی نہیں کی اور نہ کبھی ''واں بھچراں'' میانوالی میں ان کی حاضری ہی ہوئی۔ آپ کے سوانح نگار مولانا ابو معاویہ محمد ایاز صاحب نے آپ سے سوال کیا: ''میں نے پھر حضرت (مولانا نیلوی) سے (پوچھا) کہ حضرت

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

شیخ! پھر آپ حضرت الوانی رحمہ اللہ کے پاس قرآن پڑھنے واں بھر ان کیوں نہیں گئے تھے، اس کی کیا وجہ تھی؟

اس پر آپ نے فرمایا اسے میری سستی اور بدقسمتی ہی سمجھ لو۔ اگرچہ میں اس وقت بالغ اور سمجھدار تھا اور آخری درجے کی بڑی بڑی کتابیں پڑھ رہا تھا۔ دل میں ارادہ اور شوق بھی موجود تھا لیکن چونکہ میں چچا جی کی اجازت کے بغیر کہیں نہیں آتا جاتا تھا۔ اس لئے میں اپنے تئیں یہ خیال کرتا رہتا کہ اگر میں چچا جی سے واں بھر ان جانے کا کہوں گا تو وہ کہیں گے کہ کیا میں نے تمہیں قرآن نہیں پڑھایا ہے۔ اگرچہ اب میں سمجھتا ہوں کہ چچا جی میرے اس ارادے پر مجھے ایسا کچھ نہیں کہتے بلکہ الٹا خوش ہو جاتے۔ ہاں! وہاں جانے کے بارے میں نہ جانے چچا جی نے واللہ اعلم کیا وجہ تھی، نہ کبھی واں بھر ان جانے کو کہا اور نہ میں نے اپنے اس خدشے کے باعث خود وہاں جانے کے بارے میں کچھ کہا۔'' (سوانح حیات مفتی محمد حسین نیلوی ص ۲۲، ۲۳، اشاعت اکیڈمی پشاور)

پھر ان دونوں حضرات میں بھی دلچسپ امر یہ ہے کہ مولانا سید عنایت اللہ شاہ گجراتی قائلین سماع کی تکفیر کرتے ہیں، جب کہ مولانا سید محمد حسین شاہ نیلوی قائلین سماع کی تکفیر کے قائل نہیں۔ مزید دلچسپ بات یہ ہے کہ مولانا نیلوی مرحوم خود تکفیر کے قائل نہیں مگر ''تفسیر بے نظیر'' میں انہوں نے تکفیر کی نسبت حضرت مولانا حسین علی رحمہ اللہ کی طرف کی ہے۔ چنانچہ یہ دو حضرات خود بھی ایک نکتہ اختلاف پر متفق نہیں۔ اس لئے حضرت مولانا حسین علی رحمہ اللہ کے متعلق ان کے جلیل القدر تلامذہ کے مقابلہ میں ان کی بات کس طرح تسلیم کی جا سکتی ہے؟

تفسیر بلغة الحیران اور مولانا حسین علی رحمہ اللہ

حضرت مولانا حسین علی رحمہ اللہ سے اپنے اختراعی عقائد کی نسبت کرنے والے حضرات اپنے تفردات کی تائید میں حضرت حسین علی رحمہ اللہ کے املائی تفسیر افادات بلغة الحیران کو پیش کرتے ہیں۔ بلغة الحیران حضرت مولانا حسین علی رحمہ اللہ کی مستقل ذاتی تالیف نہیں بلکہ ان کے تلامذہ کے جمع کردہ ملفوظات ہیں جب کہ امام اہلسنت حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ اور دوسرے علمائے حق نے حضرت مولانا حسین علی رحمہ اللہ کے عقیدہ کی وضاحت میں ان کی اپنی تصنیف ''تحریرات حدیث'' کو پیش کیا ہے۔

تفسیر بلغة الحیران کے بعض مسائل سے اکابر علمائے دیوبند رحمہم اللہ نے ہمیشہ اختلاف کیا ہے۔ شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی، حکیم الامت حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی[1]، حضرت مولانا مفتی مہدی حسن صدر مفتی دارالعلوم دیوبند، حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ دہلوی، حضرت مولانا علامہ محمد انور شاہ کشمیری (رحمہم اللہ)، حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صدر مفتی دارالعلوم دیوبند و مفتی اعظم پاکستان اور حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی دامت برکاتہم، بلغة الحیران کے تمام مندرجات سے اتفاق نہیں کرتے۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو هداية الحيران مؤلفہ مولانا مفتی سید عبدالشکور ترمذی رحمہ اللہ۔ امام اہلسنت حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ جب دارالعلوم دیوبند پڑھ رہے تھے، تفسیر بلغة الحیران چھپ چکی تھی، اس وقت بھی یہ تفسیر دارالعلوم دیوبند میں موضوع بحث رہی، حضرت امام اہلسنت رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

---

[1] حکیم الامت حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ نے بلغة الحیران کے تسامحات پر تنزیہ علم الرحمن عن سمة النقصان کے نام سے مستقل رسالہ لکھا جو (امداد الفتاویٰ ج ۶ ص ۱۱۷) میں موجود ہے۔ نثار احمد الحسینی

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

''حضرت مولانا حسین علی رحمہ اللہ سے میری تعلیم کا واقعہ بھی عجیب ہے۔ حضرت مولانا حسین علی رحمہ اللہ تفسیر قرآن کا خصوصی درس فرمایا کرتے تھے۔ علماء کرام اس درس میں خصوصی طور پر شریک ہوتے۔ اس دروس کی کاپیاں بھی شاگرد لکھا کرتے تھے۔ انہی دنوں شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان رحمہ اللہ راولپنڈی والے اور مولانا نذر شاہ صاحب جوکھاریاں ضلع گجرات نے حضرت کے دروس کی تحریر کردہ کاپیوں کی مدد سے ایک تفسیر مرتب کی جس کا نام بلغۃ الحیران رکھا۔ وہ تفسیر ان دنوں علماء کرام کے درمیان موضوع بحث بنی ہوئی تھی۔ بہت سی باتیں اس میں اکابر علماء کرام کے مسلک کے مطابق نہیں تھیں۔ غالباً طلباء سے نقل میں غلطیاں ہوئی تھیں۔ اس وجہ سے میرے دل میں بھی حضرت مولانا حسین علی رحمہ اللہ کے لئے اچھے جذبات نہیں تھے۔ ایک دن شیخ الادب حضرت مولانا اعزاز علی صاحب رحمہ اللہ تشریف لائے تو انہوں نے بہت افسردہ اور غمزدہ انداز میں یہ خبر سنائی کہ ہمارے بزرگ حضرت مولانا حسین علی صاحب رحمہ اللہ رحلت فرما گئے۔ بہت نیک اور بلند پایہ بزرگ تھے اور بہت زیادہ تعریفیں کیں اور ایصال ثواب کے بعد دعائے مغفرت فرمائی۔ اسی طرح دیگر اساتذہ کرام نے بھی انہیں خیالات کا اظہار فرمایا۔ میں اپنے دل میں بہت شرمندہ اور افسردہ ہوا کہ اتنے عظیم بزرگ کے متعلق میرے دل میں اچھے خیالات نہیں تھے لیکن اب کیا کر سکتا تھا سوائے دعائے خیر کے۔ کچھ دنوں بعد مولانا محمد منظور نعمانی رحمہ اللہ کے رسالے میں حضرت مولانا حسین علی صاحب رحمہ اللہ کی وفات کی تردید چھپی تو میں بہت زیادہ خوش ہوا اور طے کیا کہ اسباق سے فارغ ہوکر حضرت کی خدمت میں حاضر ہوں گا اور ان سے بیعت بھی کروں گا۔ ۱۳۶۱ھ/۱۹۴۱ء میں میں حضرت مولانا حسین علی رحمہ اللہ کی خدمت میں ان کے گاؤں بھچر اں گیا اور حضرت سے تفسیر قرآن بھی پڑھی اور سند تفسیر قرآن اور سند حدیث شریف سے سرفراز ہوا۔ حضرت اقدس سے بیعت بھی کی اور سلوک کی منزلیں حضرت کی نگرانی میں طے کیں اور اسی سفر میں حضرت نے اجازت وخلافت سے بھی سرفراز فرمایا اور تلقین کی کہ درس قرآن علماء کرام اور عوام کے لئے جاری رکھوں اور قرآن مجید کے علوم کی زیادہ سے زیادہ اشاعت کروں۔''

(ماہنامہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ ج ۱، ش ۶، ذیقعدہ ۱۴۱۶ھ/اپریل ۱۹۹۷ء ص ۶، ۷)

خود بلغۃ الحیران کے مرتب کے نزدیک بھی بلغۃ الحیران کا انتساب بطور تالیف حضرت مولانا حسین علی رحمہ اللہ کی طرف غلط ہے۔ چنانچہ بلغۃ الحیران کے مرتب مولانا نذر شاہ عباسی رحمہ اللہ حکیم الامت حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ کے نام اپنے خط میں لکھتے ہیں:

بخدمت شریف اعلیٰ حضرت مولانا مولوی محمد اشرف علی صاحب مدظلہ العالی! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! منجانب محمد نذر شاہ عباسی۔ عرض ہے کہ تفسیر بلغۃ الحیران میری اور غلام خان[1] کی تصنیف ہے۔

چنانچہ دیباچہ سے ظاہر ہے مولانا حسین علی صاحب مدظلہ سے ترجمہ پڑھا اور ان کی تقریریں لکھی اور بعض بعض مقام پر کچھ اپنی تقریر بھی لکھ دی ہیں۔ (امداد الفتاویٰ ج ۶ ص ۱۱۸)

---

[1] ملحوظ رہے کہ حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ کے نام مولانا نذر شاہ عباسی رحمہ اللہ کا یہ خط ۱۳۵۷ھ/ ۱۹۳۸ء) کا ہے۔ اس وقت شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان رحمہ اللہ کا نام گھر کے رکھے ہوئے نام کے مطابق تھا۔ جامعہ اسلامیہ ڈابھیل (انڈیا) کے ریکارڈ اور بلغۃ الحیران کی پہلی اشاعت میں بھی آپ کا نام ''غلام خان'' لکھا ہے۔ آپ کے نام میں تصحیح بعد کا واقعہ ہے۔ اس لئے یہاں نقل مطابق اصل ہے۔ نثار احمد الحسینی

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

خود مرتب بلغة الحیران کی اس شہادت کے بعد بلغة الحیران سے حضرت مولانا حسین علی رحمہ اللہ کے عقائد کا انتساب کس طرح صحیح ہو سکتا ہے؟

عقیدہ کا ثبوت درست ماخذ سے ہوتا ہے محض کسی منسوب چیز سے عقیدہ ثابت نہیں ہو سکتا۔ اس لئے حضرت مولانا حسین علی رحمہ اللہ کے عقائد اور مسلک و مشرب وہی ہے جو جمہور اہلسنت والجماعت کے ترجمان اکابر علماء دیو بند رحمہم اللہ کا ہے اور حضرت شیخ الحدیث مولانا نصیرالدین غورغشتوی رحمہ اللہ کا عقیدہ بھی اپنے اساتذہ اور شیخ طریقت کے اتباع میں وہی تھا آپ نے نہ ذاتی اجتہادات اختیار کئے اور نہ آپ کو تفردات کا شوق تھا بلکہ آپ نے تمام عمر اپنے اکابر کے علوم و فیوض کی خدمت کی اور اسی کے اتباع کی نصیحت و وصیت فرماتے تھے۔

شیخ الحدیث حضرت مولانا نصیرالدین غورغشتوی قدس سرہٗ کے عقائد کا خلاصہ

شیخ الحدیث حضرت مولانا نصیرالدین رحمہ اللہ کے مفصل تحریری اقتباسات سے آپ کے عقائد اور مسلک و مشرب کی جو تفصیل پیش کی گئی ہے اس کا اجمال درج ذیل ہے:

☆...... حضرات انبیاء کرام علیہم السلام اپنی دنیوی قبور مبارکہ میں دنیوی ابدان مبارکہ کے ساتھ حیات ہیں۔

☆...... ارواح انبیاء علیہم السلام اپنے ابدان مبارکہ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی معرفت میں مستغرق ہیں۔ اس استغراق کو عبادت سے بھی تعبیر کر سکتے ہیں۔

☆...... انبیاء کرام علیہم السلام اور خصوصاً حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قبور مبارکہ پر حاضر ہونے والوں کا درود و سلام خود بلا واسطہ سنتے ہیں۔

☆...... حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر اطہر سے دور سے پڑھا جانے والا درود و سلام ملائکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچاتے ہیں۔

☆...... انبیاء کرام علیہم السلام کی اپنی قبور مبارکہ میں ابدان مبارکہ کے ساتھ تعلق روح حیات باعتبار زمانی ”حیات برزخیہ“ ہے۔

☆...... انبیاء کرام علیہم السلام کی قبور مبارکہ میں ابدان دنیوی کے ساتھ اس حیات برزخیہ کو حیات دنیوی بھی کہہ سکتے ہیں۔ بشرطیکہ باعتبار زمانی حیات برزخیہ کا انکار کیا جائے۔

☆...... انبیاء کرام علیہم السلام کی قبور مبارکہ میں ابدان مبارکہ کی حیات برزخیہ کا انکار کرتے ہوئے اسے حیات دنیوی کہنے سے حیات ظاہری و دنیوی مراد لینا ہے جس کا مطلب انبیاء کرام علیہم السلام کو احکام شرعیہ کا مکلف قرار دینا ہے جو درست نہیں۔

☆...... انبیاء کرام علیہم السلام کی قبور مبارکہ میں ابدان مبارکہ کے ساتھ حیات، شہداء اور عام مؤمنین کی حیات سے بدرجہا اعلیٰ ہے۔

☆...... نص قرآنی کے مطابق شہداء کو مردہ کہنے سے منع کیا گیا ہے۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو مردہ کہنا اس سے بدرجہا زیادہ منع ہے۔

☆...... شہداء کی حیات ان کے اس دنیوی بدن کے ساتھ روح کے تعلق کی حیات ہے۔

☆...... شہداء کو زندہ کہنا قرآنی حکم ہے۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

☆...... شہداء کو مردہ کہنا نص قرآنی کے مطابق منع ہے۔
☆...... شہداء کو اللہ تعالیٰ نے جو رزق دیئے جانے کا ارشاد فرمایا ہے، اس سے مراد حسی یعنی دنیوی رزق بھی لے سکتے ہیں۔
☆...... تمام اموات قبور اپنی کے قریب زندوں کے سلام اور عام بات چیت کو سنتے ہیں۔
☆...... قبر سے مراد موت کے بعد انسانی بدن کا ماحول ہے چاہے قبر کا گڑھا ہو یا کوئی دوسری صورت۔
☆...... عذاب وثواب قبر میت کے اس دنیوی بدن کو تعلق روح سمیت ہوتا ہے۔
☆...... تعلق روح سے مراد ایسا تعلق ہے جس سے دنیوی بدن میں حس پیدا ہو جاتی ہے۔ اس سے مراد حلول نہیں جس طرح دنیا میں روح اور بدن کا تعلق تھا۔
☆...... اکابر میں سے جس نے میت کی دنیوی حیات کی نفی کی ہے اس سے مراد دنیوی ظاہری حیات ہے جس سے بندہ احکام شرعیہ کا مکلف ہوتا ہے۔ دنیوی حیات کی نفی سے روح کا عدم تعلق مراد نہیں۔
☆...... اکابر میں سے کسی نے اگر میت کے دنیوی بدن سے روح کے تعلق کی نفی کی ہے تو اس سے مراد دنیوی ظاہری تعلق ہے مطلق تعلق کی نفی مراد نہیں۔
☆...... دنیوی قبر میں میت کے دنیوی بدن سے مطلق تعلق کی نفی کا قول اہل سنت میں سے کسی نے بھی اختیار نہیں کیا۔
☆...... دنیوی بدن سے روح کے عدم تعلق کا مذہب معتزلہ کا ہے۔
☆...... دنیوی قبر میں میت کے دنیوی بدن کے عذاب وثواب کا عقیدہ قرآن وسنت اور اجماع امت سے ثابت ہے۔
☆...... میت کے دنیوی بدن کے عذاب وثواب کا منکر عذاب قبر کا منکر ہے۔
☆...... میت کے دنیوی بدن کے عذاب وثواب اور تعلق روح کا منکر اہل سنت سے خارج اور اہل بدعت معتزلہ وغیرہ کے زمرہ میں داخل ہے۔
☆...... میت کے اس دنیوی بدن کے اجزاء ہی انسان کے اجزاء اصلیہ ہیں اور ان اجزاء اصلیہ کو بتعلق روح ثواب وعذاب ہوتا ہے۔
☆...... آنحضرت ﷺ کی قبر مبارک پر حاضری کے وقت آپ ﷺ سے طلب شفاعت جائز ہے۔
☆...... توسل انبیاء، صالحین جائز ہے۔
☆...... سماع موتیٰ ثابت ہے۔

عقیدہ حیات الانبیاء کی شرعی حیثیت

منکر حیات النبی ﷺ

حیات جسمانی برزخی کا منکر ''حیات قبر'' کا منکر ہے۔

منکرین حیات کا شرعی حکم

۱...... حیات جسمانی برزخی کا منکر حیات قبر کا منکر ہے۔
۲...... حیات النبی ﷺ کا منکر ضال، مضل اور خارج از اہل سنت ہے۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

۳...... سماع صلوٰۃ وسلام عند القبر الشریف کا منکر بدعتی ہے۔

۴...... منکرین حیاۃ النبی وسماع صلوٰۃ وسلام عند القبر الشریف کو شیخ طریقت، مقتداء، استاذ اور امام صلاۃ بنانا ناجائز ہے اور اس سے بیعت توڑ دینا، اس کی اقتداء کو چھوڑ دینا اور اس کی اقتداء میں پڑھی گئی نمازوں کو لوٹانا واجب ہے۔

عقیدہ حیات النبی ﷺ کی شرعی حیثیت

قرآن وسنت کی روشنی میں اکابر اہلسنت والجماعت خاص کر شیخ الحدیث حضرت مولانا نصیر الدین غور غشتوی رحمہ اللہ کی تصریحات سے الحمد للہ! یہ وضاحت ہو چکی ہے کہ عقیدہ حیات الانبیاء علیہم السلام اسلام کے بنیادی عقائد میں سے ہے۔ اہلسنت والجماعت میں سے کسی نے آج تک اس عقیدہ کا انکار نہیں کیا۔ فرق باطلہ نے جب بھی اس بنیادی عقیدہ کا انکار کیا یا انکار نما تاویل کی تو حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے لے کر اس دور کے اکابر مثلاً حضرت مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی رحمہ اللہ، حضرت علامہ خالد محمود مدظلہ اور حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ تک سب نے منکرین کا منہ توڑ جواب دیتے ہوئے اس عقیدہ حقہ کا دفاع کیا ہے۔ کچھ لوگ صاف انکار کی جرأت تو نہیں کرتے البتہ ایسی تاویلات پیش کرتے ہیں جو انکار ہی کے زمرہ میں شمار ہوتی ہیں۔ مثلاً: یہ کہ عقیدہ حیات النبی ﷺ عقیدہ کا مسئلہ ہے ہی نہیں، یہ ضروری عقائد میں شامل نہیں، اصولی عقائد میں سے نہیں، محض ایک فرعی اور غیر ضروری مسئلہ ہے۔ اس کی بنیاد پر کسی کو اہل سنت میں سے یا دیوبندیت سے نکالنا غلط ہے۔ وغیرہ!

یہاں ضروری معلوم ہوتا ہے کہ منکرین حیات کے اس مغالطہ کی وضاحت کر دی جائے۔

عقیدہ حیات النبی ﷺ کے دو حصے ہیں:

ایک یہ کہ حضور نبی کریم ﷺ کو دنیا سے وفات کے بعد زمانہ برزخ میں دنیوی بدن مبارک کے ساتھ اپنے مقام دنیوی ارضی قبر شریف میں روح مبارک کے تعلق سے حیات حاصل ہے۔ زمانہ برزخ کے اعتبار سے اسے حیات برزخی اور مقام حیات قبر شریف کے اعتبار سے دنیوی حیات دونوں طرح کہہ سکتے ہیں اور دونوں کا لحاظ کرتے ہوئے دنیوی برزخی بھی کہہ سکتے ہیں جس طرح "المهند" میں اکابر علمائے دیوبند نے لکھا ہے۔ عقیدہ حیات النبی ﷺ کا دوسرا حصہ قبر شریف میں مدفون دنیوی بدن کے ساتھ روح مبارک کے تعلق کی کیفیت اور نوعیت ہے۔

بدن مبارک اور روح کے تعلق اور اس تعلق کی وجہ سے حیات پر امت کا اجماع ہے۔ یہ ضروری اور اصولی عقائد میں سے ہے اور اس کا انکار اجماع امت کا انکار ہے۔ بدن مبارک سے روح کے تعلق کی کیفیت کیا ہے اکابر امت نے اس کی مختلف تعبیریں کی ہیں۔ بدن مبارک سے روح کے تعلق کی جو بھی تعبیر اکابر سے منقول ہے نہ کسی کو غلط کہا جا سکتا ہے اور نہ کسی تعبیر کو دوسری تعبیر پر ترجیح دی جا سکتی ہے کہ کیفیت اور نوعیت کا بیان فرعی مسئلہ ہے۔

اکابر اہلسنت والجماعت نے عقیدہ حیات النبی ﷺ کو جہاں بھی فرعی لکھا ہے، اس سے یہ دوسری صورت مراد ہے اور جہاں غیر ضروری لکھا ہے وہاں بدن مبارک سے روح کے تعلق کی تعبیرات میں سے کسی کو ضروری قرار دینا یا ایک تعبیر کو دوسری تعبیر پر ترجیح دینا ہے۔ جہاں تک عقیدہ حیات النبی ﷺ کا پہلا حصہ ہے کہ بدن مبارک کو روح مبارکہ کے تعلق کے ساتھ حیات حاصل ہے، اسے آج تک کسی نے غیر ضروری اور فرعی نہیں کہا۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

ثواب وعذاب قبر کا اجماعی عقیدہ بھی اسی عقیدہ حیات النبی ﷺ کی فرع ہے کہ انسان کے دنیوی بدن سے روح کو تعلق ہے اور یہ بدن موت کے بعد، قیامت سے پہلے جس بھی جگہ جس حالت میں ہے یہ جگہ اس کی قبر ہے اور اس قبر میں اسے حیات حاصل ہے جس کی وجہ سے انسان ثواب وعذاب کو محسوس کرتا ہے۔

ایک عام انسان کے متعلق ثواب وعذاب قبر کا یہ عقیدہ بنیادی عقائد میں سے ہے اور اس کا انکار اجماع امت کا انکار ہے اور بقول مولانا محمد حسین نیلوی رحمہ اللہ عذاب قبر یعنی حیات قبر کا انکار کفر ہے۔

(عقائد اہلسنت والجماعت علماء دیوبند مطبوعہ جولائی ۲۰۰۷ء ص ۱۲۳)

تو سید کائنات فخر موجودات سید الانبیاء والمرسلین سید الاوّلین والآخرین حضرت سیدنا ومولانا محمد ﷺ کی حیات مبارکہ دنیوی، برزخی کا عقیدہ بنیادی، اصولی اور ضروری عقائد میں سے کس طرح نہ ہوگا اور اس کا انکار کیوں اجماع امت کا انکار نہ ہوگا اور یہ اجماع قرآن وحدیث کے جن نصوص کی بنیاد پر ہے اس کا انکار نہ ہوگا؟

یہاں ملحوظ رہے کہ جس طرح آپ ﷺ کے دنیوی بدن مبارک سے روح مبارک کے تعلق اور اس تعلق کی وجہ سے دنیوی بدن مبارک کی حیات پر امت کا اجماع ہے۔ اسی طرح قبر شریف کے قریب پڑھے جانے والے درود شریف کے آپ ﷺ کے خود بلا واسطہ سننے پر بھی اجماع امت ہے۔

امام اہلسنت حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ فاضل دارالعلوم دیوبند، خلیفہ مجاز امام الموٴحدین حضرت مولانا حسین علی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: بلا خوب تردید یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ تقریباً (۱۳۷۴ھ/ ۱۹۵۵ء) تک اہل السنت والجماعت کا کوئی بھی فرد کسی بھی فقہی مسلک سے وابستہ دنیا کے کسی خطہ میں اس کا قائل نہیں رہا کہ آنحضرت ﷺ (اور اسی طرح دیگر حضرات انبیاء کرام علیہم السلام) کی روح مبارک کا جسم اطہر سے قبر شریف میں کوئی تعلق اور اتصال نہیں اور آپ عند القبر صلوٰۃ وسلام کا سماع نہیں فرماتے۔ کسی اسلامی کتاب میں عام اس سے کہ وہ کتاب حدیث وتفسیر کی ہو یا شرح حدیث اور فقہ کی، علم کلام کی ہو یا علم تصوف وسلوک کی، سیرت کی ہو یا تاریخ کی، کہیں صراحت کے ساتھ اس کا ذکر نہیں کہ آپ ﷺ کی روح مبارک کا جسم اطہر سے کوئی تعلق اور اتصال نہیں اور یہ کہ آپ ﷺ عند القبر صلوٰۃ وسلام کا سماع نہیں فرماتے۔

"من ادعی خلافہ فعلیہ البیان ولا یمکنہ انشاء اللہ تعالیٰ الی یوم البعث والجزاء والمیزان"

(تسکین الصدور ص ۲۹۰ طبع پنجم ۱۴۱۴ھ/ ۱۹۹۳ء)

اور جو اس عقیدہ کے خلاف کوئی دعویٰ رکھتا ہے تو اس کے ذمہ اس کی وضاحت لازم ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ روز قیامت تک اس کے لئے یہ ممکن نہیں۔

انبیاء علیہم السلام کی حیات دنیوی کا مفہوم

اکابر اہلسنت والجماعت علمائے دیوبند رحمہم اللہ کے حوالہ جات سے یہ تفصیل پیش کردی گئی ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے دنیا سے پردہ فرما جانے کے بعد قبر میں حیات دنیوی سے مراد ان کے دنیاوی اجساد مبارکہ سے ارواح مبارکہ کا تعلق اور اس تعلق کی وجہ سے اجساد مبارکہ کی حیات مراد ہے۔ دنیا سے پردہ فرما جانے کی وجہ سے دنیاوی احکام نماز، روزہ، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر وغیرہ احکام اب ان پر نہیں۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

منکرین حیات قبر یہاں یہ مغالطہ پیش کرتے ہیں کہ قائلین حیات قبر دنیوی زندگی سے مراد احکام شرعیہ کی پابندی والی ظاہری حیات مراد لیتے ہیں۔ حالانکہ قائلین حیات قبر علمائے دیوبند میں سے کسی سے یہ بات ثابت نہیں۔

''المهند علی المفند'' میں عقیدہ حیات النبی ﷺ کے ذیل میں یہ عبارت موجود ہے ''وحیاته دنیویة من غیر تکلیف'' اور (وفات کے بعد) آنحضرت ﷺ کی حیات دنیا کی سی ہے (احکام شرعیہ سے) بلا مکلف ہونے کے۔ امام اہلسنت حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ لکھتے ہیں اور حقیقت بھی یہی ہے کہ دنیوی ظاہری کہنا اہلسنت کے قول کے خلاف ہے۔ (تسکین الصدور ص ۲۸۵ طبع پنجم)

حضرت مولانا سید عبدالشکور ترمذی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: ''اور ان اکابر کا یہ مطلب نہیں کہ وہ زندگی تمام احکام میں دنیوی زندگی کی طرح ہے اور اس زندگی پر تمام دنیوی احکام مرتب ہوتے ہیں۔'' (ہدایت الحیران ص ۳۷۵ طبع دوم)

حضرت مولانا علامہ خالد محمود صاحب دامت برکاتہم مزید وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ''حضور ﷺ کی حیات طیبہ کو دنیویہ صرف اس پہلو سے کہتے ہیں کہ یہ دنیا والے جسد اطہر سے ہے تو یہ اس عالم کے لئے کھلی زندگی نہیں۔ آپ ﷺ برزخ میں اسی جسد اطہر سے نمازیں پڑھتے ہیں اور آپ ﷺ کی وہ حیات آپ ﷺ کے لئے بے شک حسی ہے۔ لیکن ہم اسے محسوس نہیں کر پاتے۔ نہ ہمیں اس عالم کی نماز کے رکوع وسجود نظر آتے ہیں۔ نہایت تعجب سے دیکھا اور سنا گیا ہے کہ بعض علماء ان دنوں ایسا پیرایہ بیان اختیار کئے ہوئے ہیں، گویا علماء دیوبند انبیاء کرام علیہم السلام کو اس جہان میں زندہ مانتے ہیں اور وہ ان کی وفات اور اس عالم سے مفارقت کے قائل نہیں۔'' معاذ اللہ! (مقام حیات ص ۲۲۸ تا ۲۳۴ طبع ۱۹۹۳ء)

اکابر کی ان تصریحات سے اس کی وضاحت ہو جاتی ہے کہ علمائے دیوبند کا دعویٰ حیات دنیوی، دنیوی برزخی ہے اور جو حضرت حیات برزخی کے مدعی ہیں اور حیات دنیوی کا مطلقاً انکار کرتے ہیں وہ حضور انور ﷺ کے جسد اطہر سے روح مبارکہ کے تعلق کا بھی انکار کرتے ہیں۔ اس لئے وہ منکر حیات بھی کہلائیں گے۔ اس نفی سے مراد مطلقاً نفی نہیں حیات دنیوی ظاہری کی نفی مراد ہے۔ حضرت مولانا سید عبدالشکور ترمذی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: ''چونکہ یہ زندگی کسی اعتبار سے دنیوی ہے اور کسی اعتبار سے برزخی ہے۔ اس لئے اگر اکابر کی کسی عبارت سے اس زندگی کے ناسوتی یا مماثل حیات دنیا کی نفی ہوتی ہو تو اس کا مطلب یہی ہوگا کہ یہ حیات دنیویہ محضہ نہیں ہے اور تمام احکام میں مثل احکام دنیا کے نہیں ہے۔ اس طرح تمام عبارات اکابر میں تطبیق ہو سکتی ہے۔ اکابر کی عبارات میں خواہ مخواہ تعارض پیدا کرتے رہنا اور اپنے عبارت کو دوسری عبارت سے ٹکراتے رہنا کوئی علم کی بات نہیں۔''

(ہدایت الحیران طبع دوم ۱۹۹۶ء ص ۳۷۷)

منکر حیات النبی ﷺ

اکابر کی اس وضاحت سے ثابت ہوا کہ جو شخص حضور نبی کریم ﷺ کے دنیوی بدن مبارک سے روح کے اس تعلق اور تعلق کی وجہ سے بدن مبارک کی حیات کا منکر ہے، وہ منکر حیات النبی ﷺ ہے۔ اپنے اس وضعی اور اختراعی عقیدہ کے لئے وہ کتنے ہی کلابے ملاتا پھرے اور کیسے ہی تیر تکے باندھتا رہے مگر وہ اجماع امت کا منکر ہے۔ اس

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

کے عقیدہ کی بنیاد بے ادبی اور گستاخی ہے قرآن وحدیث سے اس کا کوئی تعلق نہیں اور جو حضور نبی کریم ﷺ کے دنیوی بدن مبارک سے روح کے تعلق اور اس تعلق کی وجہ سے بدن مبارک کی حیات کو مانتے ہوئے بدن مبارک اور روح مبارک کے تعلق کی جو کیفیت اور نوعیت اکابر سے منقول ہے، ان میں سے کسی کو بھی مانتا ہے وہ عقیدہ حیات النبی ﷺ کا قائل ہے۔

حیات جسمانی برزخی کا منکر ثواب وعذاب قبر کا منکر ہے

اکابر اہلسنت والجماعت علمائے دیوبند اور بالخصوص شیخ الحدیث حضرت مولانا نصیر الدین غورغشتوی رحمہ اللہ کے حوالہ سے تفصیلی وضاحت ہو چکی ہے کہ تمام اموات بالخصوص حضرات انبیاء علیہم السلام دنیوی ابدان سے ارواح کے تعلق کے ساتھ زندہ ہیں اس لئے محض روح کی حیات ماننا دراصل انکار حیات برزخی ہے کہ روح کی موت کا کوئی تصور اسلامی تعلیمات میں نہیں۔ اکابر اہل السنت والجماعت اور اہل سنت کے ترجمان علمائے دیوبند رحمہم اللہ نے جہاں بھی حیات برزخی لکھا اس سے مراد حیات برزخی جسمانی ہے کہ اکابر میں سے اموات کے دنیوی جسم کے ثواب وعذاب انبیاء علیہم السلام کے سماع اور خصوصاً حضور نبی کریم ﷺ کے سماع صلوٰۃ وسلام عند القبر کا انکار کسی سے ثابت نہیں۔ جو لوگ انبیاء علیہم السلام کے دنیوی ابدان مبارکہ کے ساتھ روح کے تعلق یا ان ابدان مبارکہ کی حیات کا انکار کرتے ہیں اور ابدان مبارکہ سے ارواح مبارکہ کے تعلق کے بغیر محض حیات برزخی کے مدعی ہیں، وہ منکرین حیات کہلائیں گے اور منکرین حیات کے احکام ان پر لگیں گے۔

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع سابق صدر مفتی دار العلوم دیوبند، بانی دار العلوم کراچی لکھتے ہیں: ''جمہور علمائے امت کا عقیدہ اس مسئلہ میں یہی ہے کہ آنحضرت ﷺ اور تمام انبیاء علیہم السلام برزخ میں جسد عنصری کے ساتھ زندہ ہیں، ان کی حیات برزخی صرف روحانی نہیں بلکہ جسمانی حیات ہے جو حیات دنیوی کے بالکل مماثل ہے۔ بجز اس کے کہ وہ احکام کے مکلف نہیں ہیں بلکہ کچھ آثار بعض دنیوی احکام بھی باقی ہیں۔ حیات حقیقی صرف روح کے لئے بلکہ جسد کے لئے بھی ثابت ہے اور ظاہر ہے کہ جب عام شہداء امت کے لئے برزخ میں حیات حقیقی جسمانی ثابت ہوئی تو انبیاء علیہم السلام کی حیات تو ان سے اعلیٰ واقویٰ ہے۔ صرف حیات روحانی کا قول جمہور علمائے امت کے خلاف ہے۔'' (مقام حیات طبع ۱۹۹۳ء ص ۲۹۱ تا ۲۹۳)

شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمہ اللہ شیخ الحدیث دار العلوم دیوبند، وہابیہ (غیر مقلدین) اور علمائے دیوبند کے عقائد میں فرق بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ''وہ (وہابیہ، غیر مقلدین) وفات ظاہری کے بعد انبیاء علیہم السلام کی حیات جسمانی اور بقائے ''علاقہ بین الروح والجسم'' کے منکر ہیں اور یہ حضرات (اکابر علمائے دیوبند) صرف اس کے قائل ہی نہیں بلکہ مثبت (ثابت کرنے والے) بھی ہیں۔''

(نقش حیات ج۱ ص ۱۰۴، طبع دوم ۱۹۹۳ء ص ۲۸۱)

حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمہ اللہ مہتمم دار العلوم دیوبند لکھتے ہیں: ''دیوبندیت تو یہی ہے کہ برزخ میں آنحضرت ﷺ کو حیات دنیوی کے ساتھ زندہ مانا جائے۔''

(ماہنامہ الصدیق ملتان ربیع الاوّل ۱۳۷۷ھ ص ۳۰ بحوالہ مقام حیات طبع ۱۹۹۳ء)

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمہ اللہ دوسری جگہ لکھتے ہیں: ''احقر اور احقر کے مشائخ کا مسلک وہی ہے جو ''المھند'' وغیرہ میں بالتفصیل مرقوم ہے یعنی برزخ میں جناب رسول اللہ ﷺ اور تمام انبیاء علیہم السلام بجسد عنصری زندہ ہیں جو حضرات اس کے خلاف ہیں وہ اس مسئلہ میں دیوبند کے مسلک سے ہٹے ہوئے ہیں۔''

(مقام حیات طبع دوم ۱۹۹۳ء ص ۲۸۲)

''جمہور علمائے دیوبند کا مسلک یہی ہے کہ برزخ میں حیات انبیاء علیہم السلام حیات دنیوی ہے۔''

(تحریری بیان حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمہ اللہ بحوالہ ماہنامہ تعلیم القرآن راولپنڈی ستمبر ۱۹۶۲ء ص ۴۴)

آنحضرت ﷺ کے قبر مبارک کے قریب پڑھے ہوئے درود شریف کو بلا واسطہ سننے پر اجماع امت ہے۔ منکرین حیات اکابر کی تحریرات میں سماع سے مراد بطور سماع روحانی یا خرق عادت لے کر سماع جسمانی دائماً کا انکار کرتے ہیں۔ یہ انکار بھی اس اجماع امت کا انکار ہے۔

حضرت مولانا محمد علی جالندھری رحمہ اللہ لکھتے ہیں: ''جو درود و سلام آنحضرت ﷺ کے روضۂ انور پر پڑھا جاتا ہے حضور اکرم ﷺ اسے بغیر واسطہ کے خود سماعت فرماتے ہیں اور آپ ﷺ کا یہ سماع فرمانا دائماً ہے اور یہ سماع عند القبر حیات بسبب روح سے ہے۔ پس اگر کوئی سماع عند القبر کو تو تسلیم کرے لیکن اسے دائماً نہ مانے بلکہ فرق عادت قرار دے یا اس سماع کو تعلق حیات سے تسلیم نہ کرے تو وہ بھی اہل سنت کے نزدیک سماع عند القبر الشریف کے حقیقی معنوں کا منکر ہے۔'' (ھدایۃ الحیران ص ۶۳ مطبوعہ ۱۴۱۷ھ/۱۹۹۶ء)

منکرین حیات قبر کا شرعی حکم

حضرت شاہ عبدالعزیز دہلوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: ''انکار شعور وادراک اموات اگر کفر نہ باشد در الحاد بودن اوشبہ نیست۔'' (فتاویٰ عزیزیہ ج ۱ ص ۲۹)

میت کے شعور وادراک کا انکار اگر کفر نہیں تو بھی اس کے الحاد (بے دینی) میں شبہ نہیں۔

عمدۃ المحدثین حضرت مولانا ظفر احمد عثانی صاحب رحمہ اللہ لکھتے ہیں: ''من ینکر حیاته فی قبره کان فواده فارغاً من حبه وعقله خالیاً من لبه'' (اعلاء السنن ج ۱۰ ص ۳۳۹)

''جو شخص حضور نبی کریم ﷺ کے اپنی قبر شریف میں زندہ ہونے کا انکار کرتا ہے اس کا دل حضور اکرم ﷺ کی محبت سے فارغ ہے اور اس کی عقل بصیرت سے خالی ہے۔''

دار العلوم دیوبند کے فتویٰ میں ہے: ''جو شخص حیات طیبہ کا منکر ہے اس کو اس انکار کی وجہ سے ضال، مضل قرار دے کر اہل السنت والجماعت سے خارج قرار دیا جائے گا۔''

دستخط: مولانا مفتی محمود حسن بلند شہری مدظلہ، مولانا حبیب الرحمن مدظلہ ۱۹ر شوال ۱۴۱۴ھ

(بحوالہ مناظرہ حیات النبی ﷺ ص ۴۸، مطبوعہ ادارہ التحقیق لاہور)

''آنحضرت ﷺ اپنے مزار مبارک میں بجسدہ موجود اور حیات ہیں۔ آپ کے مزار مبارک کے پاس

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

کھڑے ہو کر جو سلام کرتا ہے اور درود پڑھتا ہے آپ ﷺ خود سنتے ہیں اور جواب دیتے ہیں۔ ہمارے کان ایسے نہیں کہ ہم سنیں۔ آپ ﷺ اپنے مزار مبارک میں حیات ہیں۔ مزار مبارک کے ساتھ آپ ﷺ کا خصوصی تعلق بجسدہ ورد حہ ہے جو اس کے خلاف کہتا ہے، وہ غلط کہتا ہے، وہ بدعتی ہے، خراب عقیدے والا ہے۔ اس کے پیچھے نماز مکروہ ہے۔" دستخط: حضرت مولانا مفتی مہدی حسن صاحب، ۱۳ر جمادی الاول ۱۳۷۶ھ

اس فتویٰ پر درج ذیل علماء کرام، مدرسین و مفتیان جامعہ اشرفیہ، لاہور کے تصدیقی دستخط ہیں: "حضرت مولانا مفتی جمیل احمد تھانوی، حضرت مولانا ضیاء الحق نور پور علاقہ چھچھ اٹک سابق استاذ حدیث جامعہ اشرفیہ لاہور، حضرت مولانا رسول خان ہزاروی رحمہ اللہ۔" (تسکین الصدور ص ۵۰)

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ صدر مفتی دارالعلوم دیوبند بانی دارالعلوم کراچی ایک فتویٰ میں لکھتے ہیں: "پیش امام کا یہی عقیدہ ہے جو سطور بالا میں تحریر کیا گیا ہے کہ: (عذاب و ثواب صرف روح کو ہوتا ہے جسد عنصری اس میں شامل نہیں ہوتا اور انبیاء علیہم السلام کا عند القبر سماع ثابت نہیں) تو ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔ جب تک وہ اپنے اس عقیدہ سے توبہ نہ کرے، اس کے پیچھے نماز نہ پڑھی جائے۔ واللہ اعلم!"

(ھدایۃ الحیران ص ۸۸ طبع جدید)

شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ، لاہور لکھتے ہیں: احقر تو یہ کہتا رہتا ہے کہ مماتی کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے۔

(مکتوب بنام مولانا عبدالجبار سلفی محررہ ۱۴ر محرم ۱۴۲۵ھ)

فتویٰ جامعہ اشرفیہ لاہور

انبیاء علیہم السلام کی حیات فی القبر اور سماع عند القبر کا عقیدہ اہلسنت والجماعت کے نزدیک اجماعی ہے جو اس کے خلاف عقیدہ رکھے وہ بدعتی اور اہل السنت والجماعت سے خارج ہے اور اس کو امام بنانا مکروہ تحریمی ہے اور اپنے بچوں کو اس کے پاس تعلیم دلوانا بھی جائز نہیں ہے۔ کیونکہ وہ ان کو بھی یہی عقیدہ سکھلائے گا اور گمراہ کرے گا۔ فقط واللہ اعلم! کتبہٗ شیر محمد علوی خادم دارالافتاء جامعہ اشرفیہ لاہور

الجواب صحیح: المفتی حمید اللہ جان رئیس دارالافتاء جامعہ اشرفیہ لاہور، ۱۶ر رجب ۱۴۲۴ھ

"دارالعلوم تعلیم القرآن" راجہ بازار راولپنڈی نے اپنے فتویٰ میں لکھا ہے: عام مسلم اور مشہور بات ہے کہ دور سے درود بذریعہ فرشتوں کے پہنچایا جاتا ہے اور قریب سے آپ خود سنتے ہیں۔ جیسے روایت حدیث میں آیا ہے اور یہ مسلک اہلسنت والجماعت کا ہے اس میں ان کا اختلاف معلوم نہیں اس لئے اس کا منکر بدعتی ہے۔

عبدالرشید مفتی دارالعلوم تعلیم القرآن راجہ بازار راولپنڈی، ۱۱ر جمادی الثانی ۱۴۰۱ھ

آخر میں ان کے اپنے محقق مولانا سید محمد حسین شاہ نیلوی مرحوم کا فتویٰ بھی ہدیہ حضور ہے: "عذاب قبر نصوص قرآن سے ثابت ہے اور اس کے منکر کو ہم کافر سمجھتے ہیں۔" (عقائد اہلسنت والجماعت علماء دیوبند مطبوعہ جولائی ۲۰۰۷ء ص ۱۲۳)

واللہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

مجموعۂ کتب

حیات الانبیاء علیہم السلام



صفحات: تقریباً ۱۰۰۰۰۔ جلدیں: ۱۷۔ کل تعداد مشمولہ کتب: ۱۲۲

کل تعداد مصنفین: ایک سو کے لگ بھگ مشاہیر کے رشحات قلم، کمپوزنگ عمدہ، طباعت معیاری، کاغذ، پیکیجز تعلیم، گلیز وسفید سائز ۲۳×۳۶×۱۶ جلد بیروتی طرز، لیمینیشن، پشتہ باجوڑ، طباعت واشاعت کی تمام خوبیوں کا مرقع، دلآویز، دلربا، دلنشین آنکھوں کی ٹھنڈک، دل کا سرور، نظر پڑتے ہی دل موہ لینے والا مجموعہ کتب۔

پون صدی سے جس خزانہ تک رسائی مشکل تھی اب اتنی آسان کہ سبحان اللہ، معلومات کا بحر ذخّار، جس کا مدتوں سے انتظار تھا وہ لمحہ سعادت آن پہنچا، ہزاروں خوشیوں کا سامان کہ منتشر خزانہ یکجا ہوگیا۔

عشق رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا گلدستہ دیکھنے میں خوشنما، سیٹ رکھنے اٹھانے میں خیر الامور اوسطہا کا مصداق، سیٹ گتہ پیک۔ رعایتی قیمت سیٹ: ساڑھے سات ہزار (۷۵۰۰ روپے) فقط۔ گویا لاگت، اس سے سستا ورعایتی اتنا بڑا کوئی اور سیٹ کہیں سے دستیاب ہونا مشکل بلکہ ناممکن، تجربہ شرط۔

مکتبہ سراجیہ لنشر الکتب الاسلامیہ

حضوری باغ روڈ، ملتان فون: 061-4783486

رابطہ کے لیے

جناب عزیز الرحمن رحمانی 03338827001

مولانا عتیق الرحمن سیف 03447121967

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1